شاہانِ یورپ
کے
حیرت انگیز معاشقے

تاجِ شاہی حُسن کے قدموں میں

www.taemeernews.com

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

تاجِ شاہی حُسن کے قدموں میں

شاہانِ یورپ کے حیرت انگیز معاشقے

منشی تیرتھ رام فیروز پوری

ناشر۔ عالمگیر بک ڈپو۔ لاہور

قیمت ایک روپیہ چار آنے

www.taemeernews.com

تاجِ شاہی حسن کے قدموں میں

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۱	دیباچہ	
۲	شاہِ بلجیم پر ایک جرمن حسینہ کا سیاسی وار	۹
۳	ملکۂ ہسپانیہ کا معاشقہ	۱۸
۴	بلجیم کی ہجراں نصیب شہزادی	۲۹
۵	شہزادہ سویڈن کا دل کنیز کے دامِ زُلف میں	۴۱
۶	زارِ روس کے بھائی کا معاشقہ	۵۳
۷	جرمنی کی ایک پُراسرار حسینہ کے سیاسی غمزے	۶۷
۸	بلغاریہ کی ستم رسیدہ ملکہ	۷۹
۹	شہزادہ آسٹریا کی محبت کا پُراسرار افسانہ	۹۱
۱۰	معشوقہ کے خون آلود آغوش میں عاشق کی نعش	۱۳۷
۱۱	جارج چہارم اور میری جورڈن	۱۴۹
۱۲	شاہِ پرتگال کا برسرِ عام قتل	۱۶۴
۱۳	شاہِ سرویا کا انقلاب انگیز عشق	۱۷۰
۱۴	شہزادہ آسٹریا کی پُر اسرار داستانِ محبت	۱۸۱
۱۵	نپولین کی داستان کے حسرت انگیز اوراق	۱۹۱

www.taemeernews.com

اُن کے نام

جنھوں نے وقارِ شاہی کے خون سے شجرِ محبت کی آبیاری کی ؂

بآں گروہ کہ از ساغرِ وفا مستند
زِ ما سلام رسانید ہر کجا ہستند

www.taemeernews.com

۷۸۶

دیباچہ

از قلم حافظ محمد عالم مالک "عالمگیر" و "خیام" لاہور

تاریخ عالم کا ورق ورق الٹ جائیے۔ واقعاتِ ماضی کا مطالعہ کیجئے۔ پرانی داستانوں پر نظر ڈالئے۔ نئے افسانوں کو پڑھئے تو آپ کو یہی کہنا پڑے گا کہ ملوکیت کا مقصد ملک گیری اور ہوسِ اعزاز کے سوا کچھ نہیں جس انسان کے سر پر شاہی کلاہ ہے اس کے پہلو میں یا تو دل نہیں، اگر ہے تو وہ اس درجہ سخت ہے کہ اس میں عشق و محبت کا نرم و نازک جذبہ پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ لیکن بادشاہوں کی شخصی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت بھی محتاجِ دلیل نہ رہے گی کہ شہنشاہانہ سطوت کی آگ کے نیچے عشق و محبت کے خس و خاشاک چھپے ہوئے ہیں۔ شاہانہ ہوسناکیاں تو عموماً خفیہ عشرت گاہوں میں سکراتی رہتی ہیں اور کسی کو اس سکراہٹ سے آگاہی نہیں ہوتی۔ کیونکہ پردہ سرائے شاہی میں کسی رسوا کرنے والی نگاہ کی رسائی نہیں ہوتی۔ اگر کسی آنکھ کو اس تماشے سے لذت اندوز ہونے کا موقع ملتا ہے تو وہ مارے خوف کے غماز نگاہوں کو آنسوؤں میں چھپانے پر مجبور ہو جاتی ہے لیکن عشق اور ہوس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہوس کی منزل چند لمحوں کی عشرت پر ختم ہو جاتی ہے۔ عشق کی راہ اس درجہ طویل ہے کہ اس میں اکثر ساتھ بعض اوقات زندگی بھی نہیں رہ سکتی۔ اس لئے عشق جب پختہ ہو جائے تو مصلحت اندیشی عقل و خرد اور شعور و فہم کے لئے کوئی راہ نہیں رہتی۔ لہٰذا عاشق بعض

www.taemeernews.com

اوقات اس مرحلے پر آجاتا ہے جس کا تصور بھی اس کے ذہن میں نہیں ہوتا لیکن عشق و عاشقی کے لیے بھی مختلف درجے ہیں۔ اگر کوئی گدائے بے نوا کسی حسین و جمیل شمع کو اپنی جھونپڑی میں روشن کرنا چاہتا ہے تو وہ ساز و سامان کی کم مائگی کے باعث اپنی آرزو کا مستقبل موہوم سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے لیکن کسی بادشاہ کے لیے کسی زہرہ شمائل کو اپنا بنا لینا مشکل نہیں ہے۔ کیونکہ حسن کے نغمے اشرفیوں کی جھنکار پر خریدے جا سکتے ہیں مگر سوسائٹی نے جو ناقابل برداشت قوانین بنا رکھے ہیں۔ ان کی گرفت عوام کی بہ نسبت خواص کے لیے زیادہ ہے۔ رسم و رواج اور خاندانی روایات کی غیر انسانی رکاوٹیں شاہانہ محبت کی راہ میں حائل ہو جاتی ہیں۔ مثلاً یورپی بادشاہوں کو دیکھیے۔ یہ لوگ کروڑوں انسانوں پر حکومت کرتے ہیں لیکن رسوم کی زنجیروں نے انھیں اس درجہ جکڑ رکھا ہے کہ اپنے ذوقِ محبت کے مطابق ایک دل پسند ہستی کو بھی شریک حیات نہیں بنا سکتے۔ جن بادشاہوں شہزادوں اور ولی عہدوں نے اس اصول کو توڑ کر کسی غیر سرمایہ دار عورت کو رفیقہ حیات بنانے کی کوشش کی انھیں سوسائٹی نے تخت شاہی سے اتار کر قعر گمنامی میں پھینک دیا۔ اور ان پرستارانِ محبت نے عشق کی آگ پر وقار شاہی کو جلتے دیکھا لیکن دامن محبوب نہیں چھوڑا۔ یہ افسانہ نہیں، کہانی نہیں۔ اگلے وقتوں کی داستان نہیں بلکہ ایک نیم تاریخی حقیقت ہے۔ جسے زیر نظر کتاب میں وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

شاہانِ یورپ کا شیوہ ہے کہ وہ مذہبی، مدنی، تہذیبی، رومانی، مادی اور انفرادی حرکت کو سیاسی اغراض کے پیمانے سے ماپتے ہیں لیکن زیر مطالعہ کتاب سے معلوم ہوگا کہ ان کی اپنی شخصیت بھی عشق کے ترازو میں تولی جا سکتی ہے۔ منشی تیرتھ رام کی محنت قابل تحسین ہے۔ انھوں نے تواریخ یورپ کے اوراق سے وہ تمام فسانے ڈھونڈ ڈھونڈ

www.taemeernews.com

کر جمع کر لیے جن کے ذریعہ سے تاج بادشاہی کو حسن کے قدموں میں دکھایا جا سکتا ہے ان افسانوں میں مسرت بھی ہے اور حسرت بھی لیکن ہر فسانہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے ایک جامع داستان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور ہر داستان اس لرزہ خیز راز کو ظاہر کرتی ہے کہ محبت کے کوچے میں بادشاہ کا تاج اور فقیر کی ٹوپی کا ایک ہی بھاؤ ہے۔ اس لئے میں اُمید کرتا ہوں کہ یہ کتاب بہت زیادہ مقبول ہوگی۔

منشی تیرتھ رام صاحب عوام کی نظروں میں ایک کامیاب مترجم ہیں۔ آپ نے درجنوں انگریزی کتابوں کو اُردو کا جامہ پہنایا۔ میرے خیال میں ہندوستان میں شاید ہی کوئی ایسا مترجم ہوگا جو کثرتِ تصنیفات کے اعتبار سے منشی صاحب کا مقابلہ کر سکے۔ اگرچہ صحتِ زبان پر مفہوم کی ادائگی کو ترجیح دی گئی ہے لیکن ایک زبان کی دولت دوسری زبان کے خزائن میں منتقل کرنا اتنا ہی مشکل ہے جیسے زید کی روح نکال کر بکر کے قالب میں پھونک دی جائے۔ اس لئے تنقید و تبصرہ کے وقت مترجم کی مجبوریوں کو نظر انداز کرنا ظلم عظیم سے کم نہیں لہذا مجھے یہ کہنے میں تامل نہیں کہ منشی صاحب دوسری تصنیفات کی طرح اس تصنیف میں بھی کامیاب ہے۔

عالمگیر بک ڈپو۔ کتابوں کی اشاعت کے سلسلے میں جو خدمات انجام دے رہی ہے وہ اس امر سے ظاہر ہے کہ صرف گزشتہ مہینے میں ذیل کی کتابیں شائع کی گئیں۔

(۱) "دُنیائے اسلام کا ماضی و مستقبل" (سیاسیاتِ اسلامی پر مورخانہ نظر) از مولانا اظہر امرت سری۔

(۲) "روپ متی باز بہادر" (ایک رومان آفریں تاریخی واقعہ کا ڈرامہ) از

www.taemeernews.com

حضرت محشر عابدی۔ بی۔ اے۔

(۳) "ماہ و انجم" (ترقی یافتہ افسانوں کا دلچسپ مجموعہ) از حضرت کوثر چاندپوری۔

(۴) "زیتون کا درخت" (علامہ جرجی زیدان کے شہرۂ آفاق ناول کا ترجمہ) از حکیم حسرت لکھنوی۔

(۵) "مسلم لیگ" (ہندوستان کی اسلامی سیاسیات کا تاریخی مرقع) از مولانا اظہر امرت سری۔

علاوہ ازیں بہت سی کتابیں زیر نظر ہیں۔ اگر قارئین کرام حوصلہ افزائی کا فرض ادا کرتے رہے تو یہ کتب خانہ علم و ادب اور تاریخ و سیاست کا بیش بہا ذخیرہ مہیا کرتا رہے گا۔ مجھے امید ہے کہ خدام اردو ان حقیر خدمات کو اپنی امداد و اعانت سے شاندار و نتیجہ خیز بنانے کی کوشش کریں گے۔

آخر میں مولانا اظہر امرت سری کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا جنھوں نے اس کتاب کی ترتیب کو دلکش اور جاذب توجہ بنانے کے لئے انتہائی محنت و کاوش سے کام لیا۔

(حافظ) محمد عالم

لاہور
۲۵- اپریل ۱۹۴۰ء

www.taemeernews.com

پری تمثال جاسوسہ

شاہ بلجیئم پر ایک جرمن حسینہ کا سیاسی وار

ہونٹوں پہ محبت کی باتیں دل میں ہے شرارت کا طوفاں
بھیجا ہوا غیر کا آیا ہے معشوق بھی ہے جاسوس بھی ہے

www.taemeernews.com

بلجیم کے بادشاہ لیوپالڈ ثانی کا نام اس دور کے یورپی بادشاہوں میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ ایک فرمانروا کے طور پر وہ بڑا دوراندیش، معاملہ فہم اور با تدبیر حاکم تھا۔ لیکن آدمی کی حیثیت میں صدہا کمزوریاں اسکی ذات میں پائی جاتی تھیں۔ یہی وہ بادشاہ تھا۔ جس کا نام کانگو کی صنعت ربڑ سازی کے سلسلہ میں بدنام ہوا۔ لیکن اس نے بلجیم کے چھوٹے سے ملک کو فلاح و ترقی کی بلندی پر پہنچا دیا۔ اور رعایا کی خوشحالی میں بھی اضافہ کیا۔ اس کی نسبت یہ بات عام مشہور تھی۔ کہ ایک کامیاب بادشاہ۔ بڑا باپ۔ بدترخاوند، اور بدترین عشرت پسند حکمران تھا۔ فی الحقیقت اس کی ہوس رانی کا یہ عالم تھا۔ کہ بڑھاپے میں بیرنس واہن ایک خوش ادا لیکن آوارہ مزاج عورت سے دوسری شادی کر لی۔ جس سے رعیت سخت برگشتہ ہو گئی۔

اس بادشاہ کی درازترین داڑھی اور لمبی ناک شہر پیرس کے بازاروں میں بھی اسی قدر دیکھنے میں آتی تھی جتنی اس کے اپنے صدر مقام میں اور یہ بات عام طور پر مشہور تھی۔ کہ اس نے پیرس میں ایک مکان کسی فرضی نام سے کرایہ پر لے رکھا تھا۔

اس کے انتقال سے چند برس پہلے کا واقعہ ہے۔ کہ آغاز بہار میں وہ

www.taemeernews.com

ایک رات بر سلز سے روانہ ہو کر پیرس گیا۔ اور سیدھا اس مکان پر پہنچا۔ جو اس کی سکونت کے لئے مخصوص تھا۔ اس کو نمود سے بڑی نفرت تھی۔ حتیٰ کہ وہ کسی حال میں یہ بات پسند نہ کرتا تھا۔ کہ اس کی نقل و حرکت کی تفصیل اخبارات میں شائع ہو۔ پس جب دوسرے دن اخبار لاپترس نے ایک خبر شائع کی کہ ہز مجسٹی شاہ بلجیم ان دنوں پیرس تشریف لائے ہوئے ہیں۔ تو اسے بہت غصہ آیا۔ لیکن غیر ملک کا معاملہ تھا۔ مجبوراً ضبط کر گیا۔ مخفی نہ رہے۔ کہ انہی ایام میں پرتگال کا بدنصیب بادشاہ کارلس بھی جس کی ہلاکت آخر کار رعیت کے بعض افراد کے ہاتھوں ہوتی۔ پیرس آیا ہوا تھا۔ اس بادشاہ کے قتل کا پورا حال انہی صفحات میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔

اس سے اگلی شام شاہ لیوپالڈ تفریح کی غرض سے ایک میوزک ہال میں ناچ دیکھنے گیا۔ اس زمانے میں ایک نوجوان رقاصہ مولوڈی فرتیج کی بڑی دھوم تھی۔ یہ اس کا اصلی نام نہ تھا۔ چنانچہ جب وہ آخر کار ہلاک ہوتی۔ تو یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی تھی۔ کہ وہ ملک پویریا کی رہنے والی تھی۔ لیکن زندگی میں وہ یہی کہا کرتی تھی۔ کہ میں بلجیمی نژاد ہوں۔

بیس برس کی عمر میں یہ نازک ادا خاتون حسن و جمال کی وہ ساری خوبیاں اپنے اندر رکھتی تھی۔ جو رنگین طبع دیدہ بازوں کے دلوں میں آتش شوق بھڑکا سکتی ہیں۔ دبلی پتلی کامنی سی عورت تھی۔ جسے قسام ازل نے موہنی صورت دلربا لطافت اور تمنا خیز شگفتگی عطا کر رکھی تھی۔ وہ فن رقص و سرود کی بہت زیادہ ماہر تھی۔ اور صحیح معنوں میں مقناطیسی اثر رکھنے والی عورت تھی۔ جہاں تک

www.taemeernews.com

اس کے اپنے دل کا تعلق تھا۔ وہ اسے ہر طرح محفوظ رکھتی تھی۔ البتہ ان لوگوں سے جو اس کا پیچھا کرنے لگتے تھے۔ وہ زر نقد، زیور و جواہرات بڑی خوشی سے لے لیتی اور کچھ اس طرح کی بھولی بھالی باتیں اور خود فراموشانہ فسوں کاریوں سے کام لیتی تھی اور اپنے جاں بخش ہونٹوں پر وہ اس خوبی سے تبسم پیدا کرتی تھی۔ کہ اس کے چاہنے والے یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس پری کا وصل غیر ممکن ہے۔ سایہ کی مانند اس کے ساتھ لگے رہتے تھے۔ اس کا اپنا مدعائے حیات جو کچھ تھا۔ اس کا حال آگے چل کر بیان ہوگا۔

اس کے مختلف مداحوں میں سے ایک کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ وہ اپنے آپ کو کونٹ لارٹا کہا کرتا تھا۔ اور خود کو ایک قدیم اطالوی خاندان کا نام لیوا بتاتا تھا۔ آدمی بے تکلف، خلیق اور ملنسار تھا۔ بہت سی زبانیں بڑی روانی اور خوش اسلوبی سے بول سکتا تھا۔ خوش باش، خوش ادا اور بظاہر مالدار تھا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ اس غیرت ماہ حسینہ کے ہر وقت ساتھ رہتا تھا۔ لوگوں میں یہ خیال عام تھا۔ کہ دونوں کا گہرا دوستانہ ہے۔ خدا معلوم وہ نازنین اس کو چاہتی تھی یا نہیں۔ مگر ہاں اتنا ضرور ہے۔ کہ پیرس کے سٹیج کی اس نورانی شمع کا وہ ایک پروانہ اس پر غیر معمولی اقتدار رکھتا تھا۔

ہز مجسٹی شاہ لیوپالڈ نے جونہی اس گل کو دیکھا۔ بلبل وار اس کا شیدائی ہوگیا۔ ایک ہی نظر دیکھ کر محبت کے پیکان جگر کے پار ہوگئے۔ اس نے ایک معتمد قاصد کو سٹیج کے عقبی حصہ میں اس بت کافر ادا کو تلاش کرنے بھیجا۔ اور اس کی زبانی کہلایا۔ کہ رات کا کھانا غریب خانہ پر تناول ہو۔ وہ شوخ و شنگ حسینہ فوراً

www.taemeernews.com

سمجھ گئی۔ کہ درخواست کس نے بھیجی ہے۔ اس بلاوے کی تہ میں کس کا ہاتھ کام کرتا ہے شروع میں اس نے کچھ تکلف کیا۔ اور عذرخواہی کر دی۔ مگر جب بادشاہ سلامت اس سے اگلی رات پھر تماشائیوں کی اگلی نشست میں آموجود ہوئے۔ تو اس غیرتِ شمشاد نے بھی سرور انگیز آنکھوں سے لیوپالڈ کی طرف دیکھا۔ اور جب اس کے بعد اس سے شریک طعام ہونے کی درخواست مقرر کی گئی۔ تو اس نے معمولی لیت و لعل کے بعد ہاں کہہ دی۔ مگر ایک شرط اپنی طرف سے عاید کی۔ جو یہ تھی۔ کہ میرا دوست کونٹ لارٹا میرے ساتھ ہوگا۔ ورنہ تنہا جانے سے میں بدنام ہو جاؤں گی۔ لیوپالڈ نے یہ شرط منظور کی۔ اور اس طرح شاہ بلجیم اور اس مردِ پراسرار میں پہلی ملاقات ہوئی۔ جو بظاہر اس محشر خرام رقاصہ کا رفیق تھا۔

اس کے بعد کچھ دن یہ عشق و محبت کا کھیل یونہی جاری رہا۔ حتےٰ کہ جوشِ یگانگی اس حد تک بڑھا کہ بدنامی کا خیال اُٹھ گیا۔ رفیق کی موجودگی غیرضروری سمجھی گئی۔ اور پیرس کے بازاروں میں شاہ لیوپالڈ اور اس برق وش محبوبہ کے متعلق چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔

یہ کیفیت کچھ عرصہ تک رہی۔ اس کے بعد دفعتاً رقاصہ غائب ہوگئی اور بادشاہ سلامت بھی اپنے ملک میں جا پہنچے۔

اس معمے کو سمجھنے کے لئے کہ اس چند روزہ عشق کا یہ حیرت انگیز انجام کیا معنی رکھتا تھا۔ یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ ان ایام میں شاہ بلجیم بعض ملکوں سے خفیہ گفت و شنید میں مشغول تھا۔ ہر چند دکھاوے کے لئے وہ ایک پابند آئین بادشاہ تھا۔ تاہم عملی طور پر اس کی خود مختاری میں کبھی کسی کو کلام نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ تاریخ شاہد ہے۔

www.taemeernews.com

وہ اپنے ملک کے وزیر خارجہ کے فرائض بھی خود ہی انجام دیتا۔ اور تمام سرکاری مراسلے اپنے ہاتھ سے لکھا کرتا تھا۔ رقاصہ لولو کے ساتھ اظہار محبت کے ایام میں وہ درپردہ حکومت ہالینڈ سے اسی قطعہ آب کے متعلق جو شلڈٹ کے نام سے مشہور ہے۔ بلجی جہازوں کے گذرنے کا حق حاصل کرنے کی کوشش میں لگا تھا وجہ اس کی یہ تھی۔ کہ جرمنی کی روز افزوں طاقت نے اسی زمانہ میں جنگ یورپ کے خطرات پیدا کر رکھے تھے۔ اور سب لوگ ڈرتے تھے۔ کہ نہ معلوم کب بھس کے ڈھیر میں وہ چنگاری ڈال دی جائے جس کی بدولت محاربہ عظیم کے شعلے سارے یورپ پر لپک سکتے تھے۔ لیوپالڈ کو جو مصلحت درپیش تھی۔ وہ فقط یہ تھی۔ کہ اگر جرمنی کا مقابلہ کسی یورپی طاقت سے شروع ہو تو بلجیم کا بچاؤ کیسے کیا جائے۔

جن لوگوں کو خفیہ حالات معلوم کرنے کا شوق ہے۔ انہوں نے یہ بات نوٹ کی کہ ادھر شاہ بلجیم پیرس سے واپس ہوا۔ ادھر اس کے صدر مقام کے ایک چھوٹے سے تھیٹر میں لوموڈ نرتیج کا نام ایکٹرسوں کی فہرست میں شائع ہو گیا۔ نہ صرف اس کے لئے معقول مشاہرہ مقرر کیا گیا۔ بلکہ شہر کے نہایت آباد اور فیشن ایبل حصہ میں اس کے رہنے کا انتظام بھی کر دیا گیا۔ اس مکان کا کرایہ کونٹ لارٹلمنے ادا کیا۔ جو ہر طور پر اس کے ساتھ لگا رہتا تھا۔ شاید ناظرین کا یہ خیال ہو۔ کہ برسلز پہنچنے کے بعد بادشاہ اور رقاصہ کے تعلقات از سر نو استوار ہو گئے ہوں گے۔ لیکن نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ واقعات پیرس کی خوشگوار یاد، تو بادشاہ کے ذہن سے بالکل اتر گئی

www.taemeernews.com

یا اس کا خفیف سا اثر جو باقی رہ گیا۔ وہ بالکل بے حقیقت ہے۔ بہر حال امر واقعہ یہی ہے۔ کہ رقاصہ کے برسلز آنے کا حقیقی مُدعا لیوپالڈ کے سینہ میں عشق کی کجلاتی ہوئی چنگاری کو دوبارہ تیز کرنا تھا۔

ایک ہفتہ گذر گیا اور اس کے بعد اچانک ایک روز اس پُراسرار سانحہ سے شہر میں سنسنی پھیل گئی۔ کہ پری جمال لولو اپنے مکان میں مقتول پائی گئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پستول تھا۔ سب سے پہلے لوگوں میں خیال پیدا ہوا۔ کہ وہ اپنے آپ کو گولی مار کر مری ہے۔ لیکن تحقیقات سے یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ جو گولی اس کے کاسۂ سر سے نکالی گئی۔ وہ اس پستول میں ٹھیک نہ بیٹھتی تھی۔ جو اس کے ہاتھ میں پایا گیا تھا۔ انتہائی غور و تجسس کے بعد پولیس نے یہ نظریہ قائم کیا۔ کہ کوئی شخص اچانک اس پر حملہ آور ہوا۔ خاتون نے بھی اپنے تحفظ کے لئے پستول نکالا۔ مگر بے بس ہو کر رہ گئی مزید تحقیقات سے پایا گیا۔ کمرہ میں ہر طرف بے ترتیبی پھیلی ہوئی تھی جس کے یہ معنی تھے۔ کہ قاتل کسی خاص چیز کی تلاش میں آیا ہوگا۔ وہ چیز کیا تھی۔ اس کا اندازہ کرنا محال تھا۔ میزوں کے خانے کھلے ہوئے الماریاں نیم باز، کاغذات سنگھار میز پر، پہننے کے زیور اور کچھ زنانہ پوشش کے مہین کپڑے۔ یہ سب فرش زمین پر بکھرے پڑے تھے۔ اور ستم رسیدہ لولو جس کی معشوقانہ بے اعتنائیاں اور ترشیاں کسی زمانہ میں عشاق کے سینوں میں ہیجان برپا کیا کرتی تھیں۔ خون آلودہ شب خوابی میں اس دائمی نیند سوتی تھی جس سے کبھی کوئی سونے والا بیدار نہیں ہوا۔

www.taemeernews.com

پولیس کی توجہ سب سے پہلے اس کے رفیق خاص کونٹ لارٹا کی طرف گئی۔ سوال پیدا ہوا۔ کہ وہ کہاں ہے؟ شہر کے ہر حصہ میں اس کو ڈھونڈا گیا۔ مگر اس کا کہیں پتہ نہ ملا۔ پولیس یہ نتیجہ اخذ کرنے لگی تھی۔ کہ غالباً وہی قاتل ہوگا۔ کہ ناگاہ تیسرے دن کونٹ کی لاش شہر کے باہر ایک ندی میں پائی گئی۔ حالات ظاہر کرتے تھے۔ کہ اس نے خودکشی کی ہے۔ اور اس مصلحت سے کہ کوئی اس کی لاش کو شناخت نہ کر سکے۔ وہ سب نشانات جو پہچان کا ذریعہ سمجھے جا سکتے ہیں۔ مٹا دیئے گئے۔ اور واقعی اس کی لاش پہچانی نہ جاتی۔ اگر اس کی ٹوپی کے استر میں چھپا ہوا ایک پروانہ راہ داری نہ مل جاتا۔ اس سے جہاں ایک طرف یہ ثابت ہوا۔ کہ کونٹ لارٹا کی لاش ہے۔ وہیں یہ بھی پایا گیا کہ لارٹا اس کا اصلی نام نہ تھا۔ بلکہ وہ جرمنی کا رہنے والا اور اسی ملک کا خفیہ سرکاری ایجنٹ تھا۔

ابھی ان دو پُر اسرار وارداتوں کا چرچا لوگوں کی زبان پر تھا۔ کہ ایک اور نئی دریافت ہوئی جس سے اور بھی سنسنی پھیل گئی۔ ایک نہایت قیمتی کاغذ بادشاہ کے نجی میز کے خانے سے غائب تھا! اس دستاویز کا تعلق اس گفت و شنید سے تھا جو حکومت ہالینڈ کے ساتھ جاری تھی۔ اس سے قدرتی طور پر لوگوں میں طرح طرح کی افواہیں پھیلیں۔ جن کی تردید کے لئے حکومت کو اعلان کرنا پڑا۔ کہ بدنصیب رقاصہ کو اس کے کسی ناکام عاشق نے ہلاک کیا ہے۔ لوگوں کا اس بیان سے قطعاً اطمینان نہ ہوا۔

آخر بہت عرصہ کے بعد ایک اور ہی جرمن جاسوس کی زبانی جو کسی جرم کے سلسلہ میں پکڑا گیا تھا۔ اور جسے اس جرم میں قتل کی سزا دی جانے والی تھی۔ اس

www.taemeernews.com

حقیقت کا انکشاف ہوا۔ کہ رقاصہ مذکور جرمنی کے خفیہ ایجنٹوں کے ہاتھ میں آلہ کار تھی۔ اِن لوگوں نے اس حقیقت کو جانتے ہوئے۔ کہ شاہ لیوپالڈ اس طرح کی خوش چشم خوش وضع حسین عورتوں پر مرتا ہے۔ اسے قصداً اُس کی راہ میں ڈالا تھا۔ کہ اس ذریعہ سے وہ اُن کاغذات پر قبضہ کر سکیں۔ جن کی حکومت جرمنی کو تلاش تھی۔ لیکن شاہ لیوپالڈ بیحد احتیاط پسند اور عقلمند تھا۔ پیرس میں رقاصہ انتہائی کوشش کے باوجود کاغذات پر قبضہ نہ کر سکی۔ اِس لئے فیصلہ کیا گیا۔ کہ لارٹا اور وہ اس سلسلہ میں مزید کوشش کرنے نہ جائیں۔ اور آخر کار کونٹ لارٹا کسی نہ کسی طریقہ پر اِن کاغذات کو پانے میں کامیاب ہو گیا۔ جن کی ملک جرمنی کو تلاش تھی۔ مگر اس کے بعد کیا ہوا؟ اِس کا حال افسوس اس جاسوس کی زبانی بھی معلوم نہ ہو سکا۔ کئی طرح کی قیاس آرائیاں کی گئی ہیں۔ لیکن سب سے تسلی بخش نظریہ وہ ہے۔ جو درج ذیل کیا جاتا ہے۔

جرمنی کے ذمہ دار حکام نے جب اس دستاویز پر قبضہ کر لیا۔ جس کی ان کو تلاش تھی۔ تو اس مقولہ پر عمل کرتے ہوئے کہ مردہ آدمی کسی راز کو منکشف نہیں کر سکتے۔ لارٹا اور لولو دونوں کو راستے سے ہٹوا دیا۔ یورپ کا امن خطرہ میں ڈالنے کا وقت ابھی نہ آیا تھا۔ پس وہ خط و کتابت جو بلجیم اور ہالینڈ میں جاری تھی۔ ہاتھ آ گئی تو صرف اتنا باقی رہا۔ کہ ان دو کارکنوں کو جن کے ذریعہ سے سب کارروائی ہوئی تھی راستہ سے ہٹا دیا جائے۔ چنانچہ افسران جرمنی کے زیر ہدایت چند بیرحم کارکنوں نے ایک طرف لولو ڈفریج کی ہستی کا خاتمہ کر دیا۔ اور دوسری جانب کونٹ لارٹا کو عدم کا راستہ دکھا دیا۔ سچ پوچھئے تو اس دہر مکافات میں سرکاری جاسوسوں کا کچھ ایسا ہی عبرتناک انجام ہوا کرتا ہے۔ جیسا اِن دو بدنصیبوں کے حصہ میں آیا ہے۔

www.taemeernews.com

ملکۂ ہسپانیہ کا معاشقہ

سپاہی کے قدموں پر بادشاہی کا سر

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

www.taemeernews.com

فرڈیننڈ منورہسپانیہ کے ایک سپاہی کا نام تھا۔ اور چند پنس ہفتہ وار تنخواہ ملتی تھی۔ مال و دولت کی قسم سے کوئی چیز اُس کے پاس نہ تھی۔ ایک خوشنما چہرہ اور ایمان دار دل اس کی دولت تھی۔ اور بس۔

ایک فوجی سپاہی کی حیثیت میں اسے بعض اوقات محل سرائے شاہی کے دروازہ پر بھی کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ ایک دن وہ پھاٹک کے باہر کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔ ملکہ کی سواری اس کے پاس سے ہو کر نکلی اُس نے فوجی سلام کیا۔ ملکہ کی نظر اُس کے چہرہ پر پڑ گئی۔ مگر اتنے ہی میں ایک بھاری انقلاب اس کے مستقبل میں پیدا ہو گیا۔ اس ایک نگاہ میں ہی وہ صبر ہوش و قرار سب کچھ ہاتھ سے دے بیٹھی۔
"کیسا شکیل جوان ہے"! اُس نے اپنے پہلو میں بیٹھی ہوئی معتمد سہیلی سے کہا۔ اور اس کے بعد اس اُلجھن میں پڑ گئی کہ خدا نے بادشاہوں کو کس لئے اس نعمت آزادی سے محروم رکھا ہے۔ جس سے کام لیکر عام لوگ حسب پسند اور مرغوب الطبع ہستی سے جب چاہتے ہیں شادی کر سکتے ہیں۔

لیکن کسی رعنا صورت کو دیکھ کر کیفیت محسوس کرنا ایک بات ہے۔ اور اُس سے شادی کرنا جُدا۔ فوج کے ایک معمولی سپاہی اور ہسپانیہ کی نامور ملکہ کے درمیان اتنی گہری خلیج حائل تھی۔ جس کا پاٹنا ناممکن تھا۔ اُس موقعہ پر ملکہ کرسٹینا کے ہمراہیوں میں سے کسی کو غیب دانی کی غیر معمولی قوت ملی ہوتی اور وہ اس کے خیالات کو جان

www.taemeernews.com

سکتا تو یقیناً اس کے ارادوں کو دیکھ کر مُسکرانے لگتا۔

مگر کرسٹینا ... کرسٹینا ہی تھی!

ہر چند ملکہ بڑی مغرور اور متکبر خاتون تھی۔ تاہم اس کی رگوں میں وہ آتشی خون بہتا تھا۔ جو مُلک سپین سے مخصوص ہے۔ اُس دلفریب سرزمین میں عشق کا دیوتا کیوپڈ فوراً تیر چلاتا اور آن واحد میں دلوں کو چھید دیتا ہے۔

اس سے اگلے روز فرڈیننڈ کی ڈیوٹی محل سرائے شاہی کا پہرہ دینے کی ختم ہو گئی۔ انہی ایام میں وہ اپنے افسر سے چند روز کی چھٹی لے کر اپنے باپ سے ملنے چلا گیا۔ اور اُس جگہ رہتے ہوئے سگرٹ سگار نسوار وغیرہ چیزوں کی فروخت میں جو اُس چھوٹی سی دُکان کی حقیر پونجی میں شامل تھیں۔ مدد دینے لگا۔

ایک تنگ سا بالاخانہ جو اُس دُکان کی دوسری منزل پر واقع تھا۔ اسمیں یہ سب لوگ سکونت رکھتے تھے۔ ایک چھوٹا سا کمرہ اس کے عقب میں بنا تھا جس کی کھڑکیاں پچھواڑے کے صحن کی طرف کھلتی تھیں۔ اس میں یہ لوگ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔

رات کو جب فرڈیننڈ کا باپ منوز دُکان بڑھا کر آتا تو اس کمرہ میں بیٹھ کر فرڈیننڈ اُس سے باتیں کرتا۔ یا اپنے چھوٹے بہن بھائیوں سے جن کی تعداد کثیر تھی۔ کھیل کود میں وقت گزارا کرتا تھا۔

ایک دن کا ذکر ہے۔ رات کا وقت تھا۔ طوفانی بادلوں کے غلیظ ٹکڑے آسمان پر اُڑتے پھر رہے تھے۔ بادِ تُند خون میں انجماد پیدا کر رہی تھی۔ فرڈیننڈ اِس کمرہ میں بیٹھا بچوں سے باتیں کرتا تھا۔ کہ کسی نے کمرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

www.taemeernews.com

اس خیال سے کہ اُس کا کوئی چچا یا ماموں ملنے کے لئے آیا ہے۔ وہ جلدی سے اُٹھکر دروازہ کھولنے گیا۔

مگر اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب اس نے کسی مرد رشتہ دار کی بھاری بھرکم صورت کی بجائے ایک دراز قد سڈول اجنبی خاتون کو دیکھا۔ جو سر سے پاؤں تک سیاہ ریشم میں ملبوس تھی۔ اور چہرہ نقاب سے پوشیدہ تھا۔

دروازہ کھولتے ہی فرڈیننڈ اس جھجک کر پیچھے ہٹ گیا کہ کوئی عالی قدر خاتون غلطی سے اس مکان پر چڑھ آئی ہے۔ وہ اس غلطی کی اصلاح کے لئے کچھ الفاظ مُنہ سے نکالا چاہتا ہی تھا کہ خاتون کے الفاظ سُن کر ٹھٹک گیا۔

"فرڈیننڈ سلوز آپ ہی کا نام ہے"؟ یہ سوال تھا۔ جو نو وارد خاتون نے کیا اور اس کی میٹھی رسیلی آواز نے فوراً یہ بات ظاہر کر دی کہ وہ کوئی بلند پایہ عالی خاندان کی لیڈی ہے۔ بیچارے سپاہی نے جلدی سے ٹوپی اُٹھا کر سلام کیا۔ گردن جھکائی۔ اور لرزتی ہوئی آواز سے جواب دیا۔ "جی یہی میرا نام ہے۔"

اس پردہ عورت کمرہ میں داخل ہوئی اور فرڈیننڈ اور اس کے باپ کو مخاطب کر کے اُس نے بیان کیا کہ "میری ایک سہیلی نے جس کو معلوم ہے۔ کہ میں ضرورت مند لوگوں کی امداد کیا کرتی ہوں۔ مجھ کو آپ لوگوں کا پتہ دیا تھا۔ اس کی زبانی مجھ کو معلوم ہوا کہ اس گھر میں ایسے لوگ رہتے ہیں۔ جو عابد و پارسا ایماندار اور نیک سیرت مشہور ہیں۔ لیکن جن کو روپیہ پیسہ کی عموماً تنگی رہتی ہے۔ اس لئے میں آپ لوگوں سے ملنے آئی ہوں۔ اگر آپ اپنی ضرورت

www.taemeernews.com

ظاہر کریں گے تو ضرور جہاں تک ممکن ہو گا۔ میں امداد سے دریغ نہ کروں گی۔

اُسی کھرے اخلاق سے کام نے کر جو غریب سے غریب ہسپانوی میں بھی پایا جاتا ہے۔ بڈھے منوز یا اُس کے عزیزوں میں سے کسی نے کوئی بیجا سوال نہ کیا۔ نہ کسی طرح کی راتے زنی اس عجیب غریب درخواست کے متعلق کی۔ البتہ اپنے دلوں میں وہ لوگ بہت متعجب ہوئے۔ کہ اس فرشتہ رحمت کو کس طرح ہمارے حال کی خبر ہو گئی۔ اور ہم میں کونسی خصوصیت تھی۔ کہ یہ نیک دل لیڈی ہماری مدد کرنے کو آئی۔

قریباً ایک گھنٹہ وہ ان کے پاس رہی۔ اُس نے شہر کے عام حالات پر گفتگو کی۔ بچوں سے باتیں کیں مٹھائی بانٹی۔ لیکن سب نے دیکھا کہ جب وہ کوئی بات کہتی تو جواب میں ہاں کا لفظ سُننے کے لئے ضرور فرڈینناڈ کی طرف مُنہ پھیر لیتی۔

آخرکار یہ مُلاقات ختم ہوئی۔ چونکہ لیڈی کے ساتھ کوئی بڑی بوڑھی نہ تھی۔ اور اُن اسلامی اثرات کے باعث جو کئی سو سال کی حکومت کے ذریعے سے مسلمان بادشاہوں نے اس یورپی ملک میں چھوڑے ہیں۔ یہ دستور چلا آتا ہے۔ کہ کوئی جوان لیڈی کسی بزرگ عورت کو ساتھ لئے بغیر اکیلی نہیں جاتی۔ اس لئے فرڈیننڈ نے اُس خاتون کو ساتھ لیجا کر چھوڑ آنے پر آمادگی ظاہر کی۔

خاتون نے یہ درخواست بخوشی منظور کرلی۔ اور دونوں ساتھ ساتھ بالاخانہ سے اُترے مگر چند ہی منٹ گلی کے اندر گئے تھے۔ کہ نقاب پوش

www.taemeernews.com

خاتون کی حالت میں ایک عظیم تغیر پیدا ہو گیا۔

"فرڈیننڈ" اس نے دبے ہوئے جوش کی لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ "میں یقین کرتی ہوں کہ تم ایک مرد عزت دار ہو۔ مانا کہ ایک غریب سپاہی ہو تو بھی اتنے صاحبِ ایمان ضرور ہو کہ اگر کوئی بات پردہ میں تم سے کہی جائے تو کسی پر افشا نہ کرو گے"۔

"سینیورنیا" نوجوان نے مؤدبانہ جواب دیا "آپ نے ہم غریبوں کے حال پر بڑی عنایت کی ہے۔ اور اس کے لئے میں اتنا شکر گذار ہوں کہ اگر کسی طرح کی خدمت بجالا سکوں۔

"سنو میں ایک راز کی بات تم کو بتاتی ہوں۔ وہ ایک ایسا راز ہے۔ جو ایک عالی قدر خاتون کی عزت سے وابستہ ہے۔ یقین ہے تم اس کو چھپا کر رکھو گے"۔

اتنے میں یہ دونوں گلی سے نکل کر کھلی سڑک پر آ گئے۔ جہاں دو رویہ پلوں کی قطار کے علاوہ دوکانوں کی کھڑکیوں سے نکلی ہوئی روشنی سے اور بھی زیادہ اُجالا تھا۔ اجنبی خاتون چلتی چلتی کھڑی ہو گئی۔ اس نے فرڈیننڈ کا بازو ایک ہاتھ سے پکڑا اور دوسرے سے ایک لحظہ کے نقاب اُٹھاتے ہوئے کہا۔

"فرڈیننڈ پہچانتے ہو میں کون ہوں"؟

جونہی نوجوان سپاہی کی نظر اُس خوشنما چہرہ کی طرف گئی۔ جو آن واحد کیلئے موٹی نقاب کی تہ سے اس طرح ظاہر ہوا تھا۔ جیسے چاند ابر سیاہ کے نیچے سے نکل کر دوبارہ اُس کے آغوش میں چھُپ جاتا ہے۔ اس کے منہ سے بے اختیار

www.taemeernews.com

حیرت کی چیخ نکلی۔ اس نے فوراً ٹوپی اُتار کر سلام کیا۔ اور پریشانی کے لہجہ میں بولا۔

"کون! یور میجسٹی؟"

"چُپ! خاموش! ایسا نہ ہو کوئی ان الفاظ کو سُن لے۔ میں بیشک ملکہ ہوں! اور تم میرے راز کے مالک ہو۔ مگر سب سے پہلے فرڈیننڈ میرے اس سوال کا جواب دو۔ کیا آج تک تم نے کسی سے محبت کی ہے؟ کیا اس شہر میڈرڈ کے اندر کوئی عورت ایسی ہے۔ جو تمہارے لئے چشم براہ ہو! جو تمہارا دل اپنے قبضہ میں رکھتی ہو؟ بولو جواب دو!"

حیران و ششدر۔ اس واقعہ کی صحیح اہمیت سمجھنے سے قاصر فرڈیننڈ تھوڑی دیر مُنہ پھاڑے ملکہ کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کے بعد رُکتے ہوئے جواب دیا! اُس نے اپنی داستانِ زندگی جیسی بھی وہ تھی۔ بیان کی۔ کرسٹینا کو باقی حالات سے کچھ غرض نہ تھی۔ اس کے لئے یہ جاننا ہی کافی اطمینان بخش تھا۔ کہ اس میں کسی طرح کے معاملات حسن و عشق شامل نہیں تھے۔ اور کوئی ایسی اُلجھن نظر نہ آتی تھی۔ جو اس کی سوچی ہوئی تجویز کی راہ میں حائل ہو۔

اسی طرح باتیں کرتے دونوں ساتھ ساتھ قصرِ شاہی کے دروازہ کے قریب جا پہنچے۔ وہاں سے تھوڑے فاصلہ پر کھڑے ہو کر ملکہ ہسپانیہ نے اُس معمولی سپاہی سے رازداری کا وعدہ لیا۔ اُس کو رخصت کر دیا! اور خود اپنے محل میں چلی گئی۔

غریب فرڈیننڈ کو اس رات بالکل نیند نہ آئی۔ صدہا خیالات اور بعید از فہم قیاسات اس کے دماغ میں ہیجان پیدا کر رہے تھے۔ لیکن جب دوسرے دن وہ اپنی رجمنٹ میں واپس گیا۔ اور حسبِ معمول روزانہ فرائض سرانجام دینے لگا

www.taemeernews.com

تو وہ سرمستی جو اُس کی شب بیداری کا ذریعہ بنی تھی قدرے کم ہوگئی۔

بارک کے کمرہ میں گرد و نواح کے حالات کو دیکھ کر۔ اپنی ادنےٰ حیثیت یاد کر کے جب اُس نے شب گذشتہ کے واقعات پر غور کیا تو یہی معلوم ہوا کہ جو کچھ اس نے دیکھا محض ایک دل خوش کُن خواب تھا۔

لیکن اس کو بارک میں آئے بہت دیر نہ گذری تھی۔ کہ کمان افسر نے بلا بھیجا۔ فرڈیننڈ عالم اضطراب میں یہ سوچتا کہ اس سے کونسی خطا سرزد ہوئی ہے۔ کمانیر کے کمرہ میں پہنچا۔ اس جگہ ایک بھاری اچنبھا حکم اُس کے لئے تیار تھا۔ مختصر الفاظ میں اس کو بتایا گیا کہ تمہیں سابقہ ملازمت سے سبکدوش کیا جاتا ہے۔ کیوں؟ اور کس لئے؟ فرڈیننڈ کے اِن سوالوں کا کوئی جواب نہ دیا گیا۔ محض اتنا کہا کہ اپنے مکان پر جا کر مزید احکام کا انتظار کرو۔

اس کے بعد فرڈیننڈ خاموش ہوگیا۔ اب اس کو معلوم ہونے لگا۔ کہ شب گذشتہ کا رومان محض اس کے جوش میں آئے ہوئے تخیّل کا نتیجہ نہ تھا۔ درحقیقت یہ سب کچھ ملکہ کے زیر حکم کیا جارہا ہے۔ وہی پس پردہ تاروں کو کھینچ رہی تھی۔

خیر وہ اپنے مکان پر چلا گیا۔ اس کے دو دن بعد ایک شاہی قاصد یہ پیغام لایا۔ کہ آپ کو کپتان کا عہدہ دے دیا گیا ہے۔ جس قدر جلد ممکن ہو مزید احکام حاصل کرنے کے لئے قصر شاہی میں حاضر ہوں۔

اس طریقہ پر فرڈیننڈ کو ملکہ کے ذاتی باڈی گارڈ میں شامل ہونے کا موقعہ مل گیا۔ آدمی ذہین اور سمجھدار تھا۔ فوجی معاملات میں اچھی دسترس رکھتا تھا۔

www.taemeernews.com

یہ سب باتیں اُس وقت جب اس کو فوجی کپتان کا درجہ حاصل ہوا۔ بہت فائدہ مند ثابت ہوئیں۔

چونکہ مُنہ لگتا خوشرو جوان تھا۔ اس لئے کپتان کی وردی اُس کو اچھی طرح زیب دینے لگی۔ جب بھی شاہی گارد ملکہ کے حضور میں پیش ہوتی یا ملکہ کی سواری پاس سے ہوکر نکلتی۔ تو شاہی جلوس کی خاتونوں کی نگاہِ تعریف اور مرد اہلکاروں کی نظرِ حسرت سب سے زیادہ فرڈینینڈ کی طرف جاتی تھی۔

اُس کے بعد وہ اس فوجی کوارٹر میں رہنے لگا۔ جو قصرِ شاہی سے متعلق افسروں کے لئے مخصوص تھا۔ تھوڑے تھوڑے دنوں کے بعد جب اس کی باری آتی تو وہ بھی گھوڑے پر سوار ہوکر ملکہ کے ساتھ جاتا۔ جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ملکہ کی گفتگو اُس سے بالکل ہی مختلف ہوتی تھی۔ جو وہ اُسکے ہمجلیس دوسرے افسروں سے کیا کرتی تھی۔ لیکن گو کرسٹینا بڑی عاقبت بین اور دُور اندیش خاتون تھی۔ اور فرڈینینڈ کے ساتھ اس کے عشق و محبت کا اظہار بڑے محدود پیمانہ پر اس طریقے سے ہُوا کرتا تھا۔ جو دیکھنے والوں کے لئے شک افزا نہیں ہوسکتا۔ پھر بھی ایسی باتیں ہیں۔ جو چھپائے نہیں چھپ سکتیں۔ جلد ہی طرح طرح کی افواہیں اس کے خواصوں میں اور پھر ان کے حلقے سے نکل کر اہلکاران دربار میں مشہور ہوگئیں۔ عجیب و غریب افواہیں جو سب کی سب ملکہ کی عزت و عصمت کے لئے خطرناک تھیں۔ دُشمنوں کو بات کا بتنگڑ بنانے کا اچھا موقع مل گیا۔ کانوں کی کچی دُنیا ان لوگوں کے برخلاف جنہیں خدا نے اونچا درجہ دیا ہو۔ ہمیشہ بدگمان رہتی ہے۔ کسی طرح کی چھوٹی سی باتیں قبول کرنے

www.taemeernews.com

سے اس کو انکار نہیں ہوتا۔ لیکن پھر بھی کرسٹینا بڑی حوصلہ مند عورت تھی۔ وہ لوگوں کی مخالفانہ رائے سے ہراساں ہونے کی بجائے زیادہ مستقل مزاج ہو گئی پہلے جو ارادہ متزلزل تھا۔ اب پوری طرح مستحکم ہو گیا۔ اور اس نے لوگوں کے اعتراضات کے خاتمہ کی ایک سہل ترکیب سوچ لی۔ چنانچہ ایک روز فرڈیننڈ کے نام حکم بھیجا گیا کہ وہ ایک وقت مقررہ پر۔ ایک مقام مقررہ پر پہنچ جائے۔ اس کے وہاں جانے کے تھوڑی دیر بعد ملکہ اور دو پادری بھی اس جگہ جا پہنچے، اُس رات پہلی مرتبہ ملکہ نے اپنے دلدار کو ڈیوک آف رینارز کے نئے خطاب کے ساتھ اپنے شوہر کی حیثیت میں اہل دربار کے روبرو پیش کیا۔

اس شادی کا فوری اثر یہ ہوا کہ عام خلقت کرسٹینا کی حامی و طرفدار بن گئی سب لوگ اس لئے اس کے مداح ہو گئے۔ کہ اس نے کسی مالدار اور ذی اثر شہزادہ سے شادی کرنے کی بجائے ہسپانوی رعایا کے ایک ادنےٰ فرد کو یہ عزت عطا کی۔ اس کے علاوہ جس بات نے ملکہ کے دشمنوں کو سب سے زیادہ ہراساں کیا۔ یہ تھی۔ کہ نیا ڈیوک ہر لحاظ سے قابل اور دُور اندیش آدمی ثابت ہُوا۔ جس میں قدرت نے فہم و ذکا کی خوبیاں بدرجہ اتم رکھی تھیں۔

اس کے بعد مُلک میں کئی انقلابات ہوئے۔ سازشی لوگوں کو اقدام قتل کا بہانہ مل گیا۔ مخالفت کا جوش۔ بپھرے ہوئے سمندر کی طرح زیادہ پرشور ہوتا گیا۔ مگر ان سب حالتوں کے دوران میں فرڈیننڈ ہمیشہ ایک وفادار شوہر کی حیثیت میں ملکہ کے پہلو میں رہا۔ کسی ایک موقعہ پر بھی اُس سے بیوفائی نہ کی۔ حتےٰ کہ ~~جب آخرکار کرسٹینا نے~~ تاج و تخت اپنی بیٹی اسابیلا کو

www.taemeernews.com

دے دیا۔ اور خود علیحدگی اور تنہائی کی زندگی شروع کی تو فرڈیننڈ نے اس موقعہ پر بھی اس کا ساتھ دیا۔

انجام کار کرسٹینا کو ملک فرانس میں پناہ گیر ہونا پڑا۔ اس جگہ پہنچ کر میاں بیوی ہیور کے مقام پر سکونت پذیر ہوئے۔ دونوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ حکومت کے خیال کو یک سر دل سے نکال کر ایک دوسرے کی محبت اور محبت کو ہی تصور کرتے رہیں گے۔ سالہا سال تک وہ دونوں اس مقام پر رہتے رہے انگلستان کا خاندان شاہی نیز دوسرے ملکوں کے تاجدار اُن سے ملنے کے لئے جاتے اور ہمیشہ ادب و احترام سے پیش آتے تھے۔

یہی وہ زمانہ تھا۔ جب ۱۸۷۰ء کی لڑائی میں پرشیا کی فوجوں نے فرانس کو شکست دی۔ یہ ایک ایسا سانحہ تھا۔ جس نے فرڈیننڈ کو دل شکستہ کر دیا۔ حتیٰ کہ معرکہ سیڈان کے دو سال بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ بستر مرگ پر لیٹے ہوئے بھی اس کے آخری الفاظ اُس ملکہ کے لئے۔ جس نے اس کی خاطر تخت شاہی چھوڑ کر بوریائے گدائی قبول کیا تھا۔ محبت اور وفاداری کے تھے۔

اس کے بعد سپین نے صدہا انقلاب دیکھے۔ حکومت نے کئی رنگ بدلے یہاں تک کہ اب وہ زمانہ ہے۔ کہ سوشلرٹ حکومت کا خاتمہ کر کے باغی رعایا ملک پر قابض ہو چکی ہے۔ تو بھی جب تک سپین کی تاریخ قائم رہے گی ملکہ کرسٹینا اور اس کے غریب شوہر فرڈیننڈ کا واقعہ لوگوں کے دلوں سے محو نہ ہو گا۔

www.taemeernews.com

بلجیئم کی ہجراں نصیب شہزادی

دیکھئے گردش تقدیر اسے کہتے ہیں
فاتحہ کہنے وہ آئے مری تربت نہ ملی

www.taemeernews.com

لیوپالڈ شاہ بلجیم کی دو بیٹیاں تھیں۔ بڑی کا نام ٹیفانی تھا۔ جس کی شادی بدنصیب روڈوسف شہزادہ آسٹریا کے ساتھ ہوئی تھی۔ جو ایک دن میرلنگ کی شکارگاہ میں مقتول پایا گیا۔ اور اس کی موت کا راز آج تک کھل نہیں سکا۔

دوسری لڑکی کا نام لوئی تھا۔ جو وہ ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کی بہت منظور نظر تھی۔ یہاں تک کہ کسی زمانہ میں خیال کیا جاتا تھا۔ اس کی شادی ڈیوک آف کلیرنس کے ساتھ ہوگی۔ لیکن چونکہ لوئی کا مذہب رومن کیتھولک اور ڈیوک کا پراٹسٹنٹ تھا۔ اور لوئی اپنا مذہب تبدیل کرانا چاہتی تھی۔ اس لئے گفت و شنید بیچ ہی میں رہ گئی۔ فی الحقیقت یہی وہ خاص واقعہ تھا۔ جس کی بنا پر اس کے بخیل باپ لیوپالڈ نے جو اپنے جوش غضب کے لئے مشہور چلا آیا ہے۔ اس کو معتوب کیا تھا۔

شاہ لیوپالڈ کے بارہ میں یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ جو شخص اس کو ناراضی کا موقعہ دے۔ وہ آسانی سے اس کو معاف نہ کرتا تھا۔ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے کسی کے ساتھ بھی اس کو سچی محبت نہ ہوئی۔ اور اس نے اظہار عتاب کا بہانہ ڈھونڈ کر دونوں کے ساتھ ہر قسم کی بدسلوکیاں روا رکھیں۔ ٹیفانی شہزادہ روڈوسف کے متعلق مشہور ہے۔ کہ جب اس کا شوہر مرا ہوا پایا گیا۔ تو وہ بیوگی کی حالت میں حصول ہمدردی کی غرض سے بلجیم آنا چاہتی تھی۔ لیکن اس کے باپ نے حکم جاری کر دیا۔ کہ خبردار کسی حال میں حدود بلجیم کے

www.taemeernews.com

اندر قدم رکھنا۔ انجام کار وہ بدنصیب بھیس بدل کر برسلز آئی۔ اور خفیہ طور پر اپنی ماں سے ملی۔

چھوٹی لڑکی لوئی کا قصور یہ تھا۔ کہ اس نے برطانی شہزادہ سے شادی نہ کی۔ اتنی سی بات پر باپ نے اس کو منٹون کے مقام پر جلا وطن کر دیا۔ اس کا خیال تھا۔ اس جگہ رہتے ہوئے وہ اپنی حماقت پر غور کر سکے گی۔ کم از کم اس کی طرف سے کوئی ایسی بات پیش آنے کا احتمال نہ ہوگا۔ جو کسی قسم کی خرابی کی باعث ہو۔ لیوپالڈ کو ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہ آیا ہوگا۔ کہ اس پُر امن راحت بیز مقام میں تنہائی کی زندگی بسر کرتے ہوئے شہزادی کی ملاقات ایک ایسے مرد سے ہوگی۔ جسے اس کی زندگی میں پُر رومان حصہ لینا تھا۔ بہر حال جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا۔ واقعہ اس طرح ہوا۔

ایک دن کا ذکر ہے۔ لوئی گھوڑے پر سوار سیر کرنے جا رہی تھی۔ کہ راستہ میں اس کی ملاقات ایک جوان شکیل فرانسیسی کے ساتھ ہوئی۔ اس ملاقات نے عرصہ قلیل ہی میں گہرے دوستانہ کی صورت اختیار کر لی۔ اس شخص کا نام کونٹ ایمنڈ ڈارٹائے تھا۔ وہ فرانس کے قدیم خاندان شاہی سے تعلق رکھتا تھا۔ اور ہر پہلو سے شریف اور نیک باطن تھا۔

اس دوستانہ نے رفتہ رفتہ محبت کی صورت اختیار کرنی شروع کی۔ حتےٰ کہ دونوں کو اس عشق کی رفتار میں کئی طرح مشکلات اور دشواریاں نظر آنے لگیں۔

جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے۔ لوئی نے اس واقعہ کی اطلاع اپنے باپ کو نہ بھیجی تھی۔ کہ وہ منٹون میں سکون و امن کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ اور باپ کے دل میں

www.taemeernews.com

کسی طرح کی بدگمانی پیدا نہ ہوئی۔ اس چند ماہ کے عرصہ میں۔ کہ عاشق و معشوق کو ایک دوسرے کا قرب حاصل رہا۔ ان میں آتش شوق روز بروز تیز ہوتی گئی۔ کسی کو خیال نہ آیا۔ کہ یہ محبت آگے چل کر کتنی خطرناک ثابت ہوگی۔

ناگاہ ایک روز لیو پالڈ کی طرف سے لوئی کے نام حکم صادر ہوا کہ بلجیم واپس چلی آؤ۔ اس غریب کے لئے تعمیل کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ لیکن برسلز پہنچ کر کیا دیکھتی ہے۔ کہ قصر شاہی مہمانوں سے بھرا ہے۔ اور جرمن شہزادہ فلپ آف کوبرگ کے اعزاز میں شاندار دعوتی تیاریاں جاری ہیں۔

لوئی کا ماتھا اُسی وقت ٹھنکا۔ اُس نے اندازہ سے معلوم کر لیا۔ کہ شہزادہ کی آمد میرے ہی سلسلہ میں ہوئی ہے۔ اور مجھے اس غرض سے بلایا گیا ہے۔ کہ نہیں۔ ایک دوسرے کی راہ میں ڈال کر شادی کے سامان مکمل کئے جائیں۔ دراصل وہ پہلے سے جانتی تھی۔ کہ جرمنی کا چانسلر اسی طریقہ پر بلجیم سے رشتہ قایم کر کے ملکی اور سیاسی گرفت کو مضبوط و مستحکم کیا چاہتا ہے۔ جلدی میں اس کے خیال کی تصدیق ہو گئی۔ کیونکہ بادشاہ نے لوئی کو اپنے حضور میں طلب کر کے کسی تمہید کے بغیر صاف لفظوں میں کہہ دیا۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ معزز مہمان کی خاطر مدارات کرو اور اس سے اچھی طرح پیش آؤ۔ کیونکہ وہ تم سے شادی کرنے آیا ہے۔ اور عنقریب اُس کا ذکر چھیڑیگا۔

یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ لوئی اور شہزادہ فلپ کے مزاج کی کیفیتیں انتہا درجے متضاد تھیں اور عادتیں بھی۔ ایک دوسرے کے بالکل برعکس تھیں لوئی ایک نیک خصلت خوش اعمال۔ اور سلیقہ شعار عورت تھی۔ بڑی باصفا۔ نیک روح اور پاک جان اس کے مقابلہ میں شہزادہ فلپ بد نہاد۔ تیرہ دل۔ آشفتہ حال۔

www.taemeernews.com

اور زمانہ ساز تھا۔ اُس نے دُنیا کے کئی رنگ دیکھے تھے۔ اور اس کے مزاج میں حد درجہ کا سفلہ پن پایا جاتا تھا۔ فی الحقیقت کوئی شریف اور پاکیزہ اخلاق عورت اُس سے مل کر نفرت اور کراہت کے سوا کوئی بات محسوس بھی نہ کر سکتی تھی۔

لوئی نے صاف لفظوں میں شادی کرنے سے انکار کر ایا۔ اس جواب کو پاکر لیو پالڈ بہت بپھرا۔ اُس نے غصہ اور جوش کی حالت میں جو کچھ مُنہ میں آیا کہا۔ لیکن نیک سیرت لوئی باقی ہر بات میں فرمانبردار ہوتے ہوئے بھی اس حکم کی تعمیل کے لئے ہرگز آمادہ نہ تھی۔ اور جب اس کے بعد فلپ نے بڑی ڈھٹائی اور بے باکی کے ساتھ شادی کی درخواست کی۔ تو اُس نے صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔

اس کے ساتھ ہی اُس نے اپنے عاشق صادق کونٹ ایمنڈ کے نام ایک خط خفیہ طور پر بھیجا۔ جس میں تحریر تھا۔ کہ میں بڑی مشکل میں پھنسی ہوں۔ اگر تم کو مجھ سے محبت ہے تو اس آزمائش میں میرا ساتھ دو۔ اور جس قدر جلدی ممکن ہو برسلز پہنچنے کی کوشش کرو۔ جواب میں کونٹ بھی ٹرین پر سوار ہوکر بلجیم کے صدر مقام میں جا پہنچا۔ اور جلدی ہی شہزادے نے دیکھ لیا کہ وہ قصر شاہی کے آس پاس موقعہ کی تلاش میں منڈلاتا پھر رہا ہے۔

کونٹ کے لئے کھُلم کھلا شہزادی سے ملنا صریحاً غیر ممکن تھا۔ بادشاہ سے اس کی دور کی بھی جان پہچان نہ تھی۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اگر وہ برسلز میں اپنی آمد کا مُدعا صاف الفاظ میں بیان کرتا۔ تو یقیناً اُسے کسی طرح کے پُرتپاک خیر مقدم کی اُمید نہ ہوسکتی تھی۔ پس عاشق و معشوق کے ایک دوسرے سے ملنے کی ایک ہی

www.taemeernews.com

راہ ممکن تھی۔ یعنی دونوں خفیہ طور پر کسی جگہ ملاقات کا انتظام کریں۔ اس پہلو سے شہزادی کی حیثیت کسی اس قسم کی غریب عورت سے بہتر نہ تھی۔ جو باپ کے زیر عتاب آئی ہوئی ہو۔

آخر ایک رات موقعہ پاکر لوئی نے اپنی سہیلیوں اور خواصوں کو ادھر اُدھر ٹالا اور خود کونٹ ایمنڈ سے ملنے پوشیدہ طور پر محل سے باہر نکلی۔ دونوں رات کے اندھیرے میں دلی محبت اور سچے جوش کے ساتھ ملے۔ شہزادی نے ایمنڈ سے بمنت التجا کی کہ جس طرح بن پڑے مجھ کو یہاں سے بچا کر لے چلو۔ ہم کسی اور افتادہ ملک میں پہنچ کر روکھا سوکھا ٹکڑا کھاتے ہوئے غریبانہ زندگی بسر کر لیں گے۔ لیکن یہ تو نہ ہوگا۔ کہ ہمارے درمیان ایک آہنی دیوار کھڑی کردی جائے۔ مقابلہ میں ایمنڈ سوچتا تھا کہ ایسی کارروائی کا نتیجہ کتنا خطرناک ہوگا۔ وہ شہزادی کو دلاسہ دے کر اچھے موقعہ کا انتظار کرنے اور دانائی اور دُور اندیشی سے کسی بہتری کی راہ تلاش کرنے کا مشورہ دیتا رہا۔

بدنصیب بیچارے! ان کو کیا معلوم تھا۔ کہ شاہ لیوپالڈ نے اپنی بیٹی کی ہر نقل و حرکت کی نگرانی کے لئے جاسوس اس کے پیچھے لگا رکھے ہیں۔ چنانچہ اس وقت میں جبکہ وہ اس خیال سے مطمئن و مسرور تھی۔ کہ میں اپنی خواصوں اور کنیزوں بہانہ بنا کر باہر نکل آئی ہوں۔ خفیہ پولیس کے کارکن سایہ کی مانند اس کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ وہیں اندھیرے میں چھپے ہوئے وہ خطرناک آدمی موجود تھے۔ جو اس محبت آمیز ملاقات کے ایک ایک لفظ کو بڑے غور کے ساتھ سن رہے تھے۔ تاکہ بعد ازاں ہر ایک بات اپنے آقا لیوپالڈ کے کانوں تک پہنچا دیں۔

www.taemeernews.com

القصہ جب لوئی عاشق جانباز سے رخصت ہو کر محلسرائے میں پہنچی۔ تو کونٹ ایمنڈ سے اس کے خفیہ تعلقات کا علم اس کے باپ کو پوری تفصیل کے ساتھ ہو چکا تھا۔ باپ اس کو سامنے بلوا کر بہت جھنجلایا۔ سخت زجر و توبیخ کی۔ اور انجام کار حکم دے دیا۔ کہ اسے اس کے کمرہ کے اندر بند کر دو کسی بہانے سے باہر نکلنے نہ دو۔ ادھر سویرا ہوتے ہی کونٹ کو زیرِ حراست لیا گیا۔

گرفتاری کے تھوڑا عرصہ بعد خفیہ پولیس کے آدمی اُسے ریلوے سٹیشن پر لے گئے۔ اور پہلی ٹرین پر سوار کر کے سرحد پار بھیج دیا۔ ساتھ ہی اُس سے کہہ دیا گیا۔ کہ آئندہ کبھی غلطی سے بھی حدود بلجیم میں قدم رکھو گے۔ تو بقیہ عمر کے دن کسی سنگلاخ قلعہ کی قید میں کاٹو گے۔

شہزادی کو جب ان حالات کا علم ہوا تو بہت روئی۔ مگر بے بس تھی۔ غم کے مارے وہ ہفتوں بیمار رہی۔ اپنے اس زمانہ علالت میں وہ دستِ بدعا تھی۔ کہ اس کی خرابی صحت کے نتیجہ کے طور پر اس کی صورت میں کچھ ایسی تبدیلیاں ہو جائیں۔ کہ شہزادہ فلپ اپنے آپ شادی سے انکار کر دے۔ لیکن اس مایوسانہ امید میں وہ ایک بھاری غلط فہمی میں مبتلا تھی۔ کیونکہ فلپ کو اس کی خوبصورتی یا بدصورتی کی چنداں پروا نہ تھی۔ اس کی نظر تو جہیز کی اس بھاری رقم پر لگی ہوئی تھی جسے شادی کی تقریب کے لئے مخصوص کر دیا جا چکا تھا۔ ہرچند شہزادی نے کھلے لفظوں میں شادی سے انکار کر دیا۔ اور ہر موقعہ پر اس سے رکھائی برتی تھی۔ تو بھی وہ بندۂ ہوس صبر و استقلال

www.taemeernews.com

کے ساتھ اُس وقت کا انتظار کرتا رہا۔ کہ شہزادی تنگ آکر ہاں کا لفظ کہدے
اور عملی طور پر یہی نتیجہ اس کی سعی پیہم اور باپ کے ستم ناروا کا ہوا۔ کچھ تو غم قید
کچھ باپ کی سختی۔ کچھ امیدوار دولہا کی ایذا رسانی، غریب لوئی کو آخر کار شادی کے
لئے ہاں کہتے ہی بن پڑی۔ اس کے چند دن بعد شادی کی رسم ادا ہوگئی۔ رواجاً
مہذبانہ اور قانوناً لوئی اور فلپ میں زن و شوہر کا رشتہ قائم کر دیا گیا۔ مہمان
اپنے اپنے گھروں کو رخصت ہونے لگے۔ ہر شخص اس خیال سے مطمئن تھا۔
کہ معاملہ اطمینان بخش طریق پر طے ہوگیا۔ لیکن لوئی کے دل کو چین کہاں!
اس کی نظروں میں تو ہر وقت ایمنڈ کی تصویر پھرتی تھی۔ اُس نے شادی
ہو جانے پر بھی ایک آخری انتہائی کوشش اسی نفرت انگیز دام فریب سے
بچ نکلنے کے لئے کی۔ جس میں اس کے خلاف منشا اس کو پھنسایا گیا تھا۔
چنانچہ شب عروسی کو جب فلپ دلہن کے کمرہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ
لوئی غائب ہے!

پہلے فلپ اور اس کے نوکروں میں سرگوشیاں ہونے لگیں پھر
رفتہ رفتہ یہ خبر کنیزوں تک پہنچی۔ محلسرے اس حصہ کے سب کونے
کھدرے تلاش کئے جانے لگے۔ انجام کار تمام قصر شاہی کی چپہ چپہ زمین دیکھ
ڈالی گئی۔ لیکن لوئی اس طرح غائب ہوگئی تھی۔ گویا زمین اُسے کھا گئی یا آسمان
اُسے اٹھا لے گیا۔ شہزادے کی جو حالت اس وقت تھی۔ وہ محتاج بیان نہیں
غصہ اور جوش میں بھرا ہوا وہ لالٹین ہاتھ میں لئے مختلف کمروں اور خانہ باغ
کے جداگانہ حصوں کی دیکھ بھال کرتا پھر رہا تھا۔ لیکن جو حیرت اس لوئی دُلہن کے

www.taemeernews.com

پُراسرار طریقہ پر بے پتہ ہونے سے ہوئی تھی۔ اس سے بھی زیادہ تعجب اس وقت اس کو ہوا۔ جب وہ سعیِ عظیم کے بعد شکستہ دلول مضمحل اور تھکا ماندہ واپس آیا اور کیا دیکھتا ہے۔ کہ شہزادی کمرہ عروسی میں اسی طرح بیٹھی اس کی راہ تک رہی ہے گویا کبھی وہاں سے ہل کر نہ گئی تھی!

اس واقعہ سے حلقہ دربار میں گو بہت چہ میگوئیاں ہوئی تھیں۔ تاہم جلدی ہی طرح طرح کے دباؤ ڈال کر ان کو روک دیا گیا۔ اور رفتہ رفتہ بات دب گئی۔ فلپ اور اس کی بیوی اسی طرح ظاہری سکون و اطمینان کے ساتھ رہنے لگے۔ گویا اُن میں کسی طرح کا مناقشہ پیدا نہ ہوا تھا۔ حالانکہ تہ کے نیچے سابق حالات کی خطرناک لہریں ہر وقت متحرک رہتی تھیں۔ فلپ کے لئے اس حقیقت کو فراموش کرنا غیر ممکن تھا۔ کہ شب عروسی کو دُلہن ایک عرصہ کے لئے پُراسرار طریقہ پر غائب ہو گئی تھی۔ وہ ہر لحظہ اس توہ میں رہنے لگا۔ کہ اس کی گمشدگی کا راز کیا تھا۔ چنانچہ جلدی ہی اُس نے اصل حقیقت بھی معلوم کر لی۔

بات دراصل یوں ہوئی کہ یوم شادی کو کونٹ ایمنٹ اپنی آزادی کو بھی خطرہ میں ڈال کر برسلز پہنچا۔ اور جس وقت گرجا میں رسم شادی ادا ہو رہی تھی۔ تو وہ بھیس بدل کر وہیں تماشائیوں کے ہجوم میں موجود تھا۔ اوروں نے گو اُسے نہ پہچانا ہوتا تاہم محبت کی آنکھیں اس طرح کے معاملات میں بڑی تیز بیں ہوتی ہیں۔ دُلہن نے اس کو ہزاروں میں پہچان لیا۔ اور جب اس رات اُسے اپنے نشیمن خاص میں فرصت تنہائی کے چند لمحے نصیب ہوئے تو نہ رہ سکی اور عاشق جانباز سے ملنے کے لئے کمرہ سے باہر نکلی۔ ہر چند اُن میں کوئی جائے خاص مقرر نہ ہوئی

www.taemeernews.com

تھی۔ تاہم عشق کی طریق سے وہ پھر اسی مقام پر گئی۔ جہاں آخری مرتبہ دونوں کی ملاقات ہوئی تھی۔ جہاں آخری موقعہ پر اس نے اس کے خوشنما رخساروں کو چوما اور اسے اپنے آغوش محبت میں لے لیا تھا۔

اور اس کو اپنی امید میں مایوسی بھی نہ ہوئی۔ اس جگہ اندھیرے میں کھڑا ہوا کونٹ اسی طرح نظر آیا۔ گویا پہلے سے کسی فیصلہ کے مطابق اس کا منتظر تھا دونوں میں جو ملاقات ہوئی۔ وہ بڑی دردناک اور جانکاہ تھی۔ لوئی نے ہاتھ جوڑ کر منتیں کیں اور عاجزانہ لہجہ میں کہا کہ تم مجھے اپنے ساتھ لے چلو۔ کہیں لیجاؤ ہم غریبانہ زندگی بسر کرلیں گے۔ لیکن میرے دل کو چین نصیب ہوگا۔ بلا سے گو مجھ کو قانوناً کسی دوسرے شخص کے رشتہ ازدواج میں جکڑا دیا گیا ہے۔ میں بہر حال تمہاری ہوں اور خدا کی نگاہ میں تم ہی میرے شوہر ہو۔ میں غریبی سہہ لوں گی۔ تہمتیں اور طعنے بھی سہہ لوں گی۔ بدنامی اور بے عزتی گوارا کرلوں گی۔ تمہارے پاس رہتے ہوئے بھی ان باتوں کی ذرا پروا نہ کروں گی۔

کونٹ ایمنڈ اس میں شک نہیں لوئی پر جان فدا کرتا تھا۔ اور اس کے روبرو انکار کرتے ہوئے اس کا اپنا یہ دل فگار تھا۔ تاہم صرف اس خیال سے کہ اس طرح کا واقعہ پیش آنے پر شہزادی کی عزت نیکنامی پر حرف آئیگا۔ اس نے بڑے استقلال کے ساتھ شہزادی کو رد کرنے اور سمجھانے کی کوشش کی۔ اس کی تقریر کا ماحصل یہ تھا۔ کہ انسان کو بہر حال فرض کا پابند رہنا چاہیئے۔ اور فرض کا راستہ گو پرپیچ اور خاردار ہے۔ بہر حال اس راہ سے جو تم تجویز کرتی ہو بدرجہا اچھا ہے۔

www.taemeernews.com

غرض عاشق کے سمجھانے بجھانے سے لوئی باول صدچاک واپسی پر آمادہ ہوگئی۔ ایک آخری الوداعی بوسہ کے بعد دونوں جُدا ہوئے۔ ایک مرد شریف عزت دار کے الفاظ سے حوصلہ پاکر عورت کی ہمت بھی استوار ہوگئی تھی۔ وہ اس شوہر کے پاس رہ کر جس سے اُسے دلی نفرت تھی۔ ہر قسم کی مشکلیں اور دشواریاں سہنے کو آمادہ ہوگئی۔

مگر اس کے بعد جلدی ہی معلوم ہوگیا۔ کہ وہ لاکھ آمادہ ایثار ہو۔ شہزادہ اپنی جگہ پورا خودغرض نفس پرست اور مُنہ زور تھا۔ اس نے لوئی سے جبر و تشدد دل آزاری اور ایذا رسانی کا وہ سلوک کیا۔ کہ اس بیچاری کے لئے جینا دوبھر ہوگیا۔ انتہا یہ ہے۔ کہ جب شہزادہ نے اس بات کے لئے زور دیا کہ وہ اپنے جہیز کا بقیہ روپیہ اس کے نام کردے۔ اور اُس نے انکار کیا۔ تو اس نے چند نام نہاد ڈاکٹروں کو رشوت دے کر اس بات پر آمادہ کرلیا۔ کہ وہ اس کی دیوانگی کی سند لکھ دیں۔ چنانچہ اس ضابطہ کی کاروائی کے بعد اس نے اس کو پاگل خانہ میں بھجوادیا۔

صحیح الحواس ہوتے ہوئے اس غریب کو مسلسل چھ ماہ تک پاگل خانے میں رہنا پڑا۔ لیکن انجام کار وہ اس جگہ سے بچ کر نکل آنے میں کامیاب ہوگئی۔ اور سب سے پہلی کارروائی اس نے باہر نکل کر کی۔ وہ اپنے نالائق اور ناہموار شوہر کے خلاف مقدمہ طلاق طلبی دائر کر دیا۔

انجام کار جب وہ اس طریقہ پر مخلصی پانے میں کامیاب ہوگئی۔ تو دوبارہ آزادی حاصل کرکے اس شخص کی تلاش میں نکلی۔ جس کے ساتھ اس کی محبّت

www.taemeernews.com

ہر طرح کی آزمائشوں سے گذرنے کے باوجود مستحکم تھی۔ اُس کا خیال تھا۔ کہ میری مُصیبت کے دن ختم ہو گئے۔ اور ہم پر ایک مرتبہ گل و بُلبل کی طرح مل کر باغ راحت میں آرام کی زندگی بسر کر سکیں گے۔ لیکن تقدیر کے ماروں کو اس دُنیا میں کہیں بھی چین نصیب نہیں ہوتا جب وہ مَنٹون پہنچی اور اس مقام پر گئی۔ جس کی نسبت اس کو معلوم تھا۔ کہ کونٹ ایمنٹ وہاں رہتا ہے۔ تو جاتے ہی یہ جانگداز خبر اس کے سُننے میں آئی کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

اس ستم کے حادثہ نے شہزادی کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیا۔ اس نے اپنا نام شہزادی فلپ آف کوبرگ کی بجائے شہزادی لوئی آف بلجیم مقرر کر لیا تھا۔ باپ نے یوں اس سے بے التفاتی برتی۔ شوہر سے یوں اس کی نہ بنی۔ عاشق جانباز نے یوں اس سے مُنہ پھیر لیا۔ غریب بیچاری کی زندگی سخت مصیبت اور پریشانی میں بسر ہونی شروع ہوئی۔ حتیٰ کہ ایک وقت آیا۔ جب ناملک کی ایک گویا عورت روز نکھر نے اُس پر اسی الزام میں مقدمہ چلایا۔ کہ شہزادی نے دھوکہ دے کر مجھ سے روپیہ وصول کر لیا تھا۔

عاشق کے انتقال کے بعد وہ بہت عرصہ زندہ رہی۔ دم آخر میں اس کے دل کو محض اس خیال سے خوشی تھی۔ کہ مَیں اس کے پاس جاتی ہوں جو میرا محبوب صادق تھا۔ اور جس سے کوئی دُنیاوی طاقت اب مجھ کو علیحدہ نہ کر سکے گی۔ لیکن بعد مرگ اِن کی روحیں ایک دوسرے سے ملیں یا نہ ملیں یہ ایک بحث طلب سوال ہے۔

www.taemeernews.com

شہزادہ سویڈن کا دل کنیز کی زُلف میں

محمودِ غزنوی کہ ہزاراں غُلام داشت
عشقش چُناں گرفت، غُلامِ غُلام شُد

www.taemeernews.com

سویڈن کے شہزادہ آسکر نے چھوٹی سی عمر ہی میں یہ سمجھ لیا تھا۔ کہ شادی کے معاملہ میں عشق حقیقی پر مصلحت وقتی کو ترجیح دینے کا نتیجہ خطرناک ہوتا ہے۔ اُس نے اپنے اس مطالعہ کے دوران میں جو خاص نتیجہ اخذ کیا۔ یہ تھا۔ کہ شہزادوں کی شادی کے وقت ملکی وزیروں کی خواہش ہمیشہ یہی ہوتی ہے۔ کہ وہ صرف اپنے ہی طریق انتخاب اور حُسن پسندیدگی کو ملحوظ رکھیں۔ بلکہ اس معاملہ میں مُلک کے فوائد پیش نظر رہتے ہیں۔

لیکن پرنس آسکر کا اپنا خیال یہ تھا۔ کہ اگران تمام حالتوں میں تاجداران وقت کو شرکائے سلطنت کے مشوروں پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنی خانگی راحت کو سیاسی مفاد پر قربان نہ کر دینا پڑتا۔ تو آج یورپ کی تاریخ اور ہی پیرایہ ہوتی۔ اگران کی شادیاں سچی محبت پر مبنی ہوتیں۔ اور اُن کے سلسلہ میں رنج و مُصیبت۔ پریشانی و جگر کاوی کے وہ افسوس ناک نتائج ظہور میں نہ آتے جو ہمیشہ اعلیٰ شادیوں کا نتیجہ ہوا کرتے ہیں۔ تو واقعات عالم اور ہی صورت اختیار کر لیتے۔

جب کبھی وہ بلاد یورپ کی تاریخوں کو بغور پڑھتا اور دیکھتا کہ اراکین شاہی کے معاملات شادی کس حد تک ملک و قوم کی بربادی کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ تو وہ اس نتیجہ پر پہنچتا کہ مجھے اس قاعدہ کی ضرور

www.taemeernews.com

خلاف ورزی کرنی چاہیئے۔ یہ بات اُس سے پوشیدہ نہ تھی۔ عنقریب اس کے جوان ہونے پر اس کے والد شاہ سویڈن کے وزرا کم و بیش ایسے ہی انتظامات اس کے بھی کریں گے۔ جیسے پیشتر مختلف درباروں کے عمائدؔ کی طرف سے شہزادوں کے اعزاز میں ہوتے رہے ہیں۔ لیکن وہ اپنے دل میں اس بات کا عہد مصمم کر چکا تھا۔ کہ جب وقت آئے گا۔ تو میں برملا کہہ دوں گا کہ کوئی ذاتی مصلحت مجھ کو اپنے منشائے دلی کے خلاف شادی پر مجبور نہیں کر سکتی۔

فی الحقیقت ایک سے زیادہ موقعوں پر شہزادہ نے اس سے ملتے جلتے الفاظ دبی آواز میں کہے بھی۔ لیکن اُس وقت ان کو رسمی اور سرسری سمجھ کر نظر انداز کر دیا گیا۔ آخر کار اس کے سن بلوغ کو پہنچنے پر وہ وقت آگیا جس کا اُسے مدت دراز سے دھڑکا تھا۔ چنانچہ ایک دن وزیروں کے مشورہ سے بادشاہ نے اپنے جگر بند سے سر دربار کہا کہ اب تم جوان ہو۔ تمہاری شادی کی فکر ہونی چاہیئے۔ مناسب یہ ہے۔ کہ تم اپنے لئے دُلھن کی تلاش کرتے۔ یورپ کے تمام ملکوں میں پھر گھوم کر اپنی رفیقہ حیات کا انتخاب کرتے۔ شہزادہ آسکر نے ممالک یورپ کی ایک بار نہیں کئی مرتبہ سیاحت کی۔ لیکن وہ اپنے لئے کسی موزون شہزادی کا انتخاب نہ کر سکا۔ یوں اس کے دکھانے کو بہت سی جرمن ریاستوں کی عالی قدر شہزادیاں پیش کی گئیں۔ وہ جن کے حسن حیرت خیز اور جلوہ مستانہ کی دید سے آنکھوں میں خیرگی آجاتی تھی۔ جن میں سے کوئی اپنے دلاویز تبسم کے لئے مشہور تھی۔ اور کوئی اپنے شباب کی لطافت کے باعث عدیم المثال سمجھی جاتی تھی۔ بر اعظم کے بیشتر حصوں میں

www.taemeernews.com

خاندان شاہی سے تعلق رکھنے والی ماؤں نے اپنی حسین وجمیل بیٹیوں کو خوب بنا سجا کر اس کے سامنے لانے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ ان کا مطلب پورا نہ ہو سکا۔

سیر و سیاحت سے واپس آنے کے بعد شہزادہ نے اپنی ماں سے علیحدگی میں بیان کیا کہ ان بے شمار حسینوں میں جن سے مجھے دورانِ سفر میں ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ایک بھی ایسی نہیں۔ جسے میں شادی کے لئے انتخاب کر سکوں۔ اس کی ماں ملکہ صوفی نے گو دکھاوے کے لئے بیٹے کو فہمائش کی۔ تاہم دل ہی دل میں وہ اس کی بلند نظری اور عالی ظرفی کی مداح ہو گئی۔ وہ خوب جانتی تھی۔ کہ بے عشق و محبت شادی کا انجام کتنا تلخ و ناخوشگوار ہوتا ہے۔ دل ہی دل میں اس نے عہد کر لیا کہ میں اس کی آرزو بر لانے میں پوری طرح مددگار بنوں گی۔

شہزادہ جب سٹاک ہالم سے واپس آیا تھا۔ تو اس نے اپنی ماں کے محل میں ایک نئی خواص کو دیکھا۔ جس کا حسن اپنی لطافت نیز شیرینی کی وجہ سے طرب انداز تھا۔ بانکپن اور شوخی کی خوبیوں سے موصوف ہوتے ہوئے وہ خندان رو خوش سخن اور شیریں گفتار بھی تھی۔ شہزادے کو اس کی ذات سے یک نظر دیکھتے ہی کشش ہو گئی۔ اس حسینہ کا نام ایبا مُنک تھا۔ اور گو وہ کسی امیر خاندان سے تعلق نہ رکھتی تھی۔ تاہم تربیت یافتہ ہونے کے باعث اس قابل ضرور تھی۔ کہ مملکت کی کسی شاہی نسب خاتون کے پہلو میں برابر کی جگہ لے سکتی۔

www.taemeernews.com

شہزادہ آسکر جس محبوبِ دلآرام کو تلاش کرنے یورپ کے مختلف حصوں میں گیا تھا۔ وہ انجام کار اُسے اپنے ہی ملک کے اندر اپنے ہی گھر مل گیا۔ رفتہ رفتہ ان میں اختلاط بڑھنے لگا۔ چونکہ دونوں کو زین سواری کا شوق تھا۔ اس لئے بارہا اکٹھے کھلے میدانوں کی طرف نکل جاتے اور حلقہ دربار میں کسی کو ان کے متعلق شک یا بدگمانی نہ ہوتی۔ یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ کہ سچی محبت کا اثر بادشاہوں اور شہزادوں کے دلوں پر ٹھیک ویسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا کسی غریب کاشتکار کے دل پر دیوتائے عشق کا طریق کارسازے عالم میں ایک جیسا ہی دیکھا گیا ہے۔ جنہیں وہ اپنے تیر سے گھائل کرتا ہے وہ محبت کا ذکر آنے سے پہلے ہی اس کی لذت سے واقف و آشنا ہو جاتے ہیں۔ خاندان شاہی کے افراد بھی محبت کی تحریر میں نہ آنے والی زبان کو اس آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں۔ جیسے کوئی معمولی آدمی۔

یہی وجہ تھی کہ مختلف اوقات میں جب آسکر اور یہ کنیز علیحدگی میں ایک دوسرے کے پاس ہوتے تو ان کی آنکھیں ایک دوسرے کے راز دلی کو خود بخود سمجھ لیتیں۔ اور منہ سے ایک لفظ تک کہنے کے بغیر دونوں کو معلوم ہو جاتا کہ ایک دوسرے کے دلدادہ شیدا ہیں۔

لیکن اس سے آگے سوال پیدا ہوتا تھا۔ کہ اس محبت کا انجام کیا ہوگا؟ شہزادہ آسکر اگر چاہتا تو ساری بات کھلم کھلا کہہ دیتا۔ ضرورت پیش آنے پر وہ بادشاہ اور اس کے وزیروں کا عتاب سہنے پر بھی آمادہ تھا۔ لیکن دوسری جانب ایبانک اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھتی تھی۔ کہ اگر اس قسم کا موقعہ پیش آیا

www.taemeernews.com

تو کم از کم یہ کہ فی الفور حلقۂ دربار سے بدر کر دیا جائے گا۔ اور اس طرح اِن کے افسانہ عشق کا خاتمہ آن واحد میں ہو جائے گا۔ وہ نہ چاہتی تھی۔ کہ اس طرح کی ذلت اس کے حصہ میں آئے۔ چنانچہ جب آسکر نے محبت کی میٹھی داستان اس کو سناتے ہوئے کھُلے لفظوں میں پوچھا کیا تم مجھ سے شادی کروگی۔ ملوکیت فریب ایبا نے بادل ناخواستہ صاف انکار کر دیا۔

آسکر نے بڑی مشکل سے اُس عورت کو پایا تھا۔ جسے وہ اپنی زندگی کا حصہ دار بنانا چاہتا تھا۔ اب ایک بار اُسے پانے کے بعد وہ آسانی سے اُسے کھو دینے پر آمادہ نہ ہو سکا۔ کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر اس نے سارا حال اپنی ماں سے بیان کیا۔ ملکہ صوفی نے پہلے اس کا امتحان لیا۔ لیکن جب اس کو یقین ہو گیا۔ کہ یہ کوئی وقتی جوش نہیں۔ بلکہ ایبا نک کی سچی محبت شہزادہ کے دل میں جاگزیں ہے۔ اور میرے انکار کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ من پرست بیٹا غالباً اس سے شادی کر کے خفیہ طور پر اس کے ہمراہ کسی دوسری جگہ چلا جائے گا۔ تو اُس نے وعدہ کیا کہ تم دونوں کی مراد دلی بر لانے میں جو امداد میرے بس میں ہے اس سے دریغ نہ کروں گی۔

ملکہ کو اپنی کوششوں کی کامیابی پر اس لئے بھی بھروسہ تھا۔ کہ بعض خاص حالات کی بنا پر بادشاہ کو صرف انکار کرنے کی جرات نہ ہو سکتی تھی۔ وہ حالات یہ تھے۔ کہ اگرچہ ملکہ خاندان شاہی سے تعلق رکھتی تھی۔ ہم اس کے شوہر سویڈن کے بادشاہ کو اس وقت سے پیشتر کہ اِن دونوں کی شادی ہوتی تاجداران یورپ کی طرف سے درجہ مساوات نہ دیا جاتا تھا۔

www.taemeernews.com

جن اصحاب کو تاریخ کے مطالعہ کا شوق ہے۔ اُن کو معلوم ہوگا۔ کہ شاہ سویڈن نپولین اعظم کی "عالیشان فوج" میں ایک معمولی درجہ کا سپاہی تھا۔ ان حالات میں خیال کیا جاتا تھا۔ کہ اس کی طرف سے اس بات پر کوئی اعتراض وارد نہ کیا جائے گا۔ اس کا بیٹا ایک ایسی عورت سے شادی کرے۔ جو ہر چند خاندان شاہی سے تعلق نہ رکھتی تھی۔ تاہم حسن وجمال اور آدابِ تربیت میں کسی گرامی قدر شہزادی سے پس افتادہ بھی نہیں تھی۔

لیکن بدقسمتی سے یہی بات جو بادشاہ کی طرف سے اُمید دلانے کا ذریعہ تھی۔ اُلٹا اس کی منظوری کی راہ میں مزاحم ہوئی۔ بادشاہ کی دلی آرزو یہ تھی۔ کہ اس کا بیٹا خاندان شاہی کی کسی لڑکی سے شادی کرے تاکہ اس کے اپنے خاندان کے افراد کی رگوں میں جو عامیانہ خون تھا۔ وہ اور زیادہ کم ہو جائے۔ اور اس کی جگہ خاندان شاہی کا اثر بڑھ سکے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ بادشاہ نے ملکہ کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا ساتھ ہی عاشق ومعشوق کے نام احکام جاری کئے۔ کہ وہ ایک دوسرے سے بالکل میل جول نہ رکھیں۔ اور یہ امر واقعہ ہے۔ کہ اگر شہزادہ کی طرف سے اس پر بھی اصرار کیا جاتا تو بادشاہ واضح طور پر ایبا کو حدود مملکت سے باہر نکال دیتا۔

غرض اس طریقہ پر شہزادہ آسکر اور اس کی محبوبہ ایبا دو سرے سے جُدا رہنے پر مجبور ہو گئے۔ اب وہ نہ آپس میں ملتے اور نہ کسی طرح کی بات چیت کر سکتے تھے۔ صرف دربار کی کسی تقریب پر یا شاہی استقبال کے جلسوں میں اتنا ہو جاتا تھا کہ وہ ایک دوسرے کو دور ہی سے دیکھ کر شوق دید پورا کرلیں۔

www.taemeernews.com

اس تشدد کا ایک مفید نتیجہ یہ ہوا کہ ایبا نے اپنا سابقہ انکار واپس لے لیا۔ ملکہ کی وساطت سے جو عشاق کے معاملہ میں ہمدردانہ دلچسپی لے رہی تھی۔ اسکرنے پھر ایک مرتبہ ایبانک سے شادی کی درخواست کی اور اس نے اس شرط پر یہ درخواست منظور بھی کرلی۔ کہ بادشاہ کی طرف سے کسی قسم کی مزاحمت نہ ہو۔

اس اثنا میں یہ خبر عام ہو گئی تھی۔ کہ شہزادہ کو ایک خواص سے اتنی گہری محبت ہے۔ اور باشندگان سویڈن مجموعی طور پر شہزادہ کی حمایت کرنے لگے تھے۔ رفتہ رفتہ جب خبر عام ہوتی گئی تو کئی دوسرے ملکوں کے شاہی خاندان بھی اس واقعہ سے دلچسپی لیتے اور اس کی تائید کرنے لگے۔ اُس زمانہ کے جن اعیان شاہی نے اس عشق صادق کی بزور تائید وحمایت کی۔ ان میں قابل ذکر نام ملکہ معظمہ وکٹوریہ اور سابق قیصر جرمنی کی بیگم کے ہیں۔

لگاتار دو سال تک عشاق کی طرف سے بادشاہ کو ہم خیال بنانے کی کوشش جاری رہی مگر وہ اپنی بات پر مقید رہا۔ ان کی سعی عظیم کے باوجود بادشاہ کے دل پر ذرا بھی اثر نہ ہُوا۔ حتےٰ آخر کار وہ ان دونوں کو علیحدہ رکھنے کی غرض سے ایک سازش کرنے لگا۔ اس سازش کا مقصد یہ تھا۔ کہ جس طرح ممکن ہو ایبانک کی ذات پر جبر تشدد کر کے اس کے لئے اس کی زندگی بسر کرنا محال کردیا جائے۔ اور بالواسطہ یہ بات اس کے کانوں تک پہنچائی جائے۔ کہ اس کی اپنی بہتری اور عافیت اسی میں ہے۔ کہ وہ شہزادہ سے شادی کرنیکا خیال بالکل ہی دل سے نکال دے۔ بلکہ خود شہزادہ سے یہ بات صاف طور پر کہہ دے۔ کہ ہمارا ایک دوسرے کے ساتھ ملکر رہنا محال و ناممکن ہے۔

www.taemeernews.com

اِس کام کے لیئے جو ترکیبیں عمل میں لائی گئیں۔ وہ غایت درجہ سفیہانہ تھیں۔ ایک طریقہ یہ برتا گیا۔ کہ غریب ایبامنک کے خلاف طرح طرح کی غلط خبریں مشتہر کی جانے لگیں۔ حلقۂ دربار میں نیز اس کے باہر یہ خبر زبان زد خاص و عام کر دی گئی۔ کہ اس عورت کا ماضی مشکوک ہے۔ خیال تھا۔ کہ ان طریقوں سے سُننے والوں کے دلوں میں اس کے خلاف طرح طرح کی بدگمانیاں پیدا ہو جائیں گی۔

لیکن پاک اور سچی محبت ایسی تمام آزمائشوں کو ہیچ تصور کرتی ہے۔ اس میں اور طلب جاہ میں اتنا ہی فرق ہے۔ کہ سچی محبت انتظار کی متحمل ہو سکتی ہے۔ لیکن جھوٹی خواہش اس امتحان میں کبھی کامیاب نہیں ہوتی اس لئے کہ محبت کا دوسرا نام خود فراموشی ہے۔

جب معاملات نے یہ ناخوشگوار صورت اختیار کی تو پھر بھی شہزادہ کے دل میں کامیابی کی اُمید بدستور قائم رہی۔ تاہم غریب ایبا کا دل کمزور ہونا شروع ہو گیا۔ جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے۔ اس کڑے امتحان میں شہزادہ کے مقابلہ میں اِس کی حالت زیادہ قابل رحم اور افسوسناک تھی۔ نہ صرف شہزادہ نے اس کو سمجھانے کی بہت کوشش کی اور ایبا کی بہتری چاہنے والی خاتون نے بھی اس کی حوصلہ افزائی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تاہم بے بس عورت اس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے مجبور ہو گئی۔ کہ اس نے آسکر کو جو وعدہ دیا تھا۔ اسے واپس لے لے۔

ایسا کرتے ہوئے اس کے دل کو بھاری صدمہ پہنچنا تھا۔ وہ ترکیب

www.taemeernews.com

محبت پر آمادہ نہ تھی۔ لیکن بادشاہ اور اس کے حامیوں کا بڑھتا ہوا تشدّد اس کے لئے حد درجہ صبر آزما و جانگداز ہو رہا تھا۔ انجام کار ایک دن ایسا آیا۔ کہ ایبا منک نے باِدلِ غمناک عشق و محبت کے سارے خواب پسِ پشت ڈال دینے کا فیصلہ کرلیا۔ اور سلطنت کی حدود سے نکل جانے پر آمادہ ہوگئی۔

مگر ایبا کے اس فیصلہ نے اس معاملہ کو ہمیشہ کے لئے طے کرنے کے سوال میں بھاری مدد دی۔ یونہی اس کی خبر آسکر کو ہوئی۔ اس نے ہر قسم کی کمزوری دل سے نکال دی اور اپنے سوچے ہوئے ارادہ کو پوری تفصیل کے ساتھ بادشاہ کے روبرو پیش کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

اس نے ادب آمیز لیکن پُر استقلال پیرایہ میں اپنے والد شاہ سویڈن کو مطلع کیا۔ کہ حال میں جو بدسلوکیاں ایک نیک دل شریف باطن خاتون سے روا رکھی گئی ہیں۔ حد درجے شرمناک ہیں۔ لیکن میں ان کو بھی گوارا کرتا رہا ہوں بہرحال اب اگر وہ مملکت سویڈن سے رخصت ہوگئی۔ تو میں بھی اس جگہ رہنا گوارا نہ کروں گا۔ اس سے شادی کرنے کا جو ارادہ میں نے آج سے بہت عرصہ پہلے کیا تھا۔ وہ بدستور استوار ہے۔ اور اب اس نازک گھڑی میں میرا آخری فیصلہ یہ ہے۔ ضرور اس سے شادی کروں گا۔ اگر ممکن ہو تو پھر اس کے بغیر ہی۔ لیکن خواہ کچھ ہو۔ میں اس سے شادی کئے بغیر نہ رہوں گا۔

مَیں نے شادی کے سارے انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ اپنی تقدیر کے خاتمہ پر اس نے کہا۔ بلا سے اگر مجھ کو اپنے تمام شاہی القاب وغیرہ سے کنارہ کشی اختیار کرنی پڑے۔ جانشینی کی امیدوں پر پانی پھر جائے۔ یہ سب کچھ گوارا

www.taemeernews.com

کروں گا۔ لیکن شادی کر کے رہوں گا۔ میں نے جہازی ایجنٹوں سے خط و کتابت کے ذریعہ سفر کی تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ کیونکہ میرا ارادہ شادی کے بعد امریکہ میں مستقل سکونت اختیار کر لینے کا ہے۔ اور جہاز کے ایجنٹوں نے بھی مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ کہ ضرورت پیش آنے پر وہ میرے لئے کسی نہ کسی جہاز میں خاص کمرہ کا انتظام کر دیں گے۔

بیٹے کی اس دلیرانہ تقریر کو سن کر باپ کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے یہ بھی معلوم کر لیا۔ کہ خالی خولی دھمکی نہیں۔ اور اگر بیٹے سے ہمیشہ کے لئے بگاڑ پیدا کرنا منظور نہ ہو تو اس وقت جھک جانا ہی بہتر ہے۔ چنانچہ اس کے اور وزرائے سلطنت کے درمیان بڑی دیر تک مشورے ہوتے رہے اور انجام کار دوراندیشی نے وقتی مصلحت کو نیچا دکھایا۔ اور بادشاہ نے بادل ناخواستہ منظوری دیدی۔

لیکن اس میں بھی ایک شرط اس لئے عاید کرنی ضروری سمجھی جو یہ تھی۔ کہ شادی کی رسم حدود مملکت سے باہر کسی دوسرے مقام پر ہو۔ شہزادہ کو اس سے کیا انکار ہو سکتا تھا۔ وہ فوراً رضامند ہو گیا۔ چنانچہ انگلستان کے علاقہ شائر کے قصبہ بورن منتھ میں شہزادہ آسکر ولی عہد سویڈن اور ایبا منک کی رسم شادی ادا ہو گئی۔ بے شمار خوش پوش مرد اور عورتیں اس تقریب پر جمع ہوئے اور اس واقعہ کی دھوم ہر طرف مچ گئی۔

شادی کی رسم سینٹ سٹیفن کے گرجا میں ادا کی گئی۔ اس سے پہلے ضروری رسومات کرائسٹ چرچ کے رجسٹرار کے سامنے ادا کر دی گئی تھیں ہر چند سب تیاریاں خفیہ رکھی گئی تھیں۔ تو بھی اس واقعہ کی خبر دور دور تک

www.taemeernews.com

ہر طرف پھیل گئی۔ نیک دل ملکہ وکٹوریہ نے اپنی طرف سے ڈچس آف البنی کو اپنا نائب بنا کر بھیجا۔ شادی شدہ جوڑے کو خوشنما تحائف پیش کئے۔ اور دونوں کے لئے دُعائے خیر کی گئی۔

اس کے بعد شہزادہ اور اس کی معشوقہ نے تھوڑا عرصہ ماہ عسل کے طور پر سیاحت میں گذارے۔ بعد ازاں سویڈن جا کر وہ دونوں علیحدگی اور تنہائی میں خوش و خرم رہنے لگے۔ شہزادہ نے ایل ہائی نس کا خطاب ترک کر دیا۔ اور اس دن کے بعد اس کا سادہ نام پرنس برنا ڈوٹ مشہور ہوا۔ ان کے ہاں دو بچے پیدا ہوئے۔ جن میں سے ایک کا نام کونٹ اور دوسرے کا کونٹس آف وسبورگ رکھا گیا۔

بادشاہوں کے عشق و محبت کے کارنامے عموماً اپنے جلو میں المناک اثرات لئے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ اپنی قسم کا خاص واقعہ ہے۔ جس میں عشق صادق نے ہر قسم کی رکاوٹوں پر فتح پائی۔

www.taemeernews.com

زارِ روس کے بھائی کا معاشقہ

صیادِ قانہ محبّت کی ایثار آموز داستان

www.taemeernews.com

روس کا بدنصیب زار ابھی زندہ تھا۔ اور اس کی حکومت مشرق و مغرب کے اقطاع عظیم پر پھیلی ہوئی تھی۔ دُنیا کی کوئی خواہش ایسی نہ تھی۔ جسے وہ پُورا کرنے کے قابل نہ ہو۔ لیکن عیش و آرام کے سارے ساز و سامان کے باوجود اس کو سچی خوشی کبھی حاصل نہ ہوتی تھی۔ اور یہ حقیقت زار کے بڑے بھائی مائیکل سے پوشیدہ نہ تھی۔ چونکہ ابھی تک زار تخت کا وارث پیدا نہ ہوا تھا۔ اور اس کے صرف لڑکیاں ہی تھیں۔ اس لئے دستور کے مطابق زار کے بعد تخت و تاج کا مالک زار کا سب سے بڑا عمزاد بھائی مائیکل ہو اتھا۔ لیکن اُس بندہ خدا کی بارگاہ حقیقی میں شب روز یہ دُعا تھی۔ کہ بھائی کے گھر اولاد نرینہ ہو جائے۔ تاکہ مجھ کو تخت کا مالک نہ بننا پڑے۔ انجام کار جب ۱۹۰۴ء میں یہ واقعہ ظہور میں آیا۔ یعنی زار کا ولیعہد پیدا ہُوا۔ تو خود زار کے دل کو جو خوشی ہو سکتی تھی۔ ہوئی ہو گی۔ لیکن سب سے زیادہ مسرت اس کے بھائی مائیکل کو ہوئی۔ جس نے سمجھ لیا۔ کہ اب تاج و تخت کی ذمہ داریاں ہمیشہ کے لئے میرے سر سے مٹ گئیں۔ چنانچہ وہ سب سے پہلا آدمی تھا۔ جو مُبارک دینے قصرِ شاہی میں پُہنچا۔

یہ شخص مائیکل اپنے خاندان رومانوف کے افراد میں سب سے زیادہ ذی فہم اور دُور اندیش تھا۔ نہ اُسے دولت کی چاہ تھی۔ نہ طاقت کی۔ نہ وہ

www.taemeernews.com

سفارتی یا بین الاقوامی ریشہ دوانیوں کا دل دادہ تھا۔ اس کی ساری دلچسپیاں اپنی سپاہیانہ زندگی اپنے گھوڑوں۔ شکاری کتوں۔ موٹر کاروں اور اپنی طرح کے ایمان دار یا بند وفا دوستوں کی صحبت تک محدود تھی۔ وہ اُن کی اعلیٰ ترین رجمنٹ "بلیو ہزارک" کا ایک افسر تھا۔ اور گو اُس کو گرینڈ ڈیوک کا بلند ترین خطاب حاصل تھا۔ تاہم فوجی زندگی بسر کرتے ہوئے وہ اپنے آپ کو معمولی سپاہیوں کے برابر تصور کرتا تھا۔ تیر و تلوار کی زندگی بھی اس کی نظروں میں بہترین زندگی نہ تھی۔ اور اُس کی سب بڑی آرزو یہ ہوا کرتی تھی۔ کہ اس کے ماتحت افسر فن حرب میں زیادہ سے زیادہ کمال حاصل کرسکیں۔

اتفاق سے ایک روز اس کی مُلاقات ایک ایسی عورت سے ہوگئی۔ جسے اس کی زندگی میں نمایاں حصہ لینا تھا۔ گرینڈ ڈیوک کے دوست فوجی افسروں میں سے ایک نے کپتان ول فرٹ جس کا نام تھا۔ ایک روز دعوت دی۔ اور اُس میں گرینڈ ڈیوک کو بھی مدعو کیا۔ بے شمار فوجی افسر اپنے عہدہ کی شوخ اور بھڑکیلی وردیاں پہنے اس تقریب میں شامل ہوئے۔ اور سب کو یہ دیکھ کر مسرت آمیز حیرت ہوئی کہ کپتان ول فرٹ نے ان کے لئے ایک بالکل ہی نیا اچنبھا سامان تیار رکھا ہوا تھا۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ اپنے دوستوں کی لاعلمی میں کپتان کی شادی ایک مہ پارہ خاتون کے ساتھ ہوچکی تھی۔ چنانچہ اب پہلی مرتبہ اس جلسہ دعوت میں اُس نے اپنے احباب کی مُلاقات اُسی بُت کافر ادا سے کرائی منٹاسی جس کا نام تھا۔ اور جو ایک پری پیکر حور وش نازک تن سیمبر حسینہ تھی۔ کپتان ولفرٹ کے دوست سب کے سب شوقین

www.taemeernews.com

رنگین طبع رسیلے دیدہ باز تھے۔ اُنہوں نے جب اس پری نژاد خاتون کی نازک ادائیاں اور جان بخش. سحر انگیزیاں دیکھیں۔ تو اُن میں سے بیشتر محبت کے متوالے ہو گئے،

کپتان دلفرٹ دل ہی دل میں اس خیال سے مسرور تھا۔ کہ اس کی پری شمائل خوبرو قامت بیوی نے اپنے حسن سحر انگیز کی بدولت بیشتر احباب کے دلوں کو مجروح کر کے ان کا متاع صبر و سکون چھین لیا ہے۔ اس کو اس بات کی خوشی تھی۔ ۔ ہر دیکھنے والے نے نٹالی کے حسن عالم فریب کو تعریفی نظروں سے دیکھا ہے۔ لیکن اُسے کیا معلوم تھا۔ کہ حاضرین میں سے کم از کم ایک شخص ایسا ہے۔ جس کے سینہ میں اس برق وش حسینہ نے ہمیشہ کے لئے ایک نقش پیدا کر لیا ہے۔ اور اس کے دیدار سے شاہی مہمان کے دل میں اتنے گہرے جذبات پیدا ہوئے ہیں۔ جو زبان تک نہیں آ سکتے۔ فقط آنکھوں کی راہ سے نمایاں ہونے ہی ممکن ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جلسہ دعوت میں گرینڈ ڈیوک مائیکل نے اپنے میزبان اور اُس کی بیوی سے خوب ہنس ہنس کر باتیں کی تھیں۔ اور اس کے پُر شُولت چہرہ پر کلفت یا دل گرفتگی کے آثار قطعاً پیدا نہ ہوئے تھے۔ تاہم اس ایک ہی مُلاقات میں اس کی موج تخیل اور ذوق تمیز نے ایسی کیفیت پیدا کر دی تھی۔ کہ اسکی نبض شوق میں گویا بجلیاں دوڑنے لگی تھیں۔ اُن کے لئے وہ جلسہ دعوت ایک ہی وقت میں پُر کیف و پُر اذیت ثابت ہوا تھا۔

www.taemeernews.com

ہر چند اس کی عمر تیس سال سے اُوپر ہو گئی تھی۔ اور دربار روس میں جادو نگاہ گل اندام۔ رنگین کلام خاتونوں کی کمی نہ تھی۔ تاہم آج تک اُن میں سے کسی نے اپنی موہنی صُورت یا دلربا ملاحت سے اس کے دل کو متاثر نہ کیا تھا۔ وہ اگر چاہتا۔ تو یورپ کے باغ نسوان میں سے اپنے لئے بہترین پھُول کا انتخاب کر سکتا تھا۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے۔ کہ اس وقت سے پہلے کسی مست شباب حسینہ کی فتنہ خیز دل آویزیاں اس کے سینہ میں اُلفت خوابیدہ کو بیدار کرنے کا ذریعہ نہ ہوئی تھیں۔ حالانکہ آج ایک سمن عارض سرو قد حسینہ کی پہلی دید نے ہی محبت کے پیکان اس کے جگر کے پار کر دیئے۔ جس وقت وہ اپنے دوست کے مکان سے رُخصت ہوا تو متاع صبر و خرد۔ نقد دل و جان اور اثاثہ تاب و تواں سب کچھ وہیں چھوڑ گیا۔ اس کی حالت میں ایک ایسی تبدیلی ہو گئی جو پیشتر دیکھنے میں نہ آئی تھی۔

شاید اس کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا۔ تو وہ کوئی اور ہی طریقہ عمل اختیار کرتا وُہ روس کے مطلق العنان بادشاہ کا بڑا بھائی۔ ذی اختیار اور والا اقتدار تھا۔ اس کے مُنہ سے نکلا ہوا ایک لفظ یا اس کی آنکھ کا ایک اشارہ ولفرٹ کو روئے زمین کے انتہائی حصہ پر بھیج دینے کے لئے کافی تھا۔ جس کے بعد اس پروانے کا اپنی شمع کے ساتھ اکیلا رہ جانا ذرا بھی دشوار نہ ہوتا۔ لیکن مائیکل ایسے آدمیوں میں سے نہ تھا۔ جو اس قسم کی ٹیڑھی اور مکر آمیز چالیں چل کر مطلب براری کرتے ہیں۔ اُس نے اپنے جذبات دل کو دبانے کا عہد کر لیا۔ اور سوچا خواہ کچھ ہو ولفرٹ چونکہ میرا

www.taemeernews.com

دوست ہے۔ اس لئے میں کوئی بُرا خیال اپنے دل میں نہ آنے دوں گا۔ اور محبت کی روشنی کی چنگاری کو عزم استوار کے ذریعہ سے ہمیشہ کے لئے کچل دینے کی کوشش کروں گا۔

مگر عشق کی راہ اتنی سہل نہیں۔ جتنی لوگ خیال کرتے ہیں۔ مائیکل کو جلد ہی معلوم ہوگیا۔ کہ اس کی تمام کوششیں بے سود ہیں۔ اس کے علاوہ وہ حالات ایسے پیش آتے چلے گئے۔ کہ اُس دن کے بعد کئی مرتبہ کاری جلسوں اور نجی دعوتوں میں گُل و بلبل کی ملاقاتیں ہوتی رہیں۔

حالت ناقابلِ برداشت ہونے لگی تھی۔ مائیکل جب کبھی اس غیرت ماہ کے سامنے آتا۔ تو اس کے سینہ میں احساسات و واردات کا ایک طوفان سا برپا ہوجاتا تھا۔ اس کی آرزوئیں بے چینیاں اور شورشیں دبائے نہ دب سکتی تھیں۔ لیکن مقابلہ میں حالات ایسے درپیش تھے۔ کہ وہ لفظ محبت زبان سے نکالنے کی جرأت نہ کرسکتا تھا۔ بہت غور و فکر کے بعد ایک آخری چارہ کار یہی نظر آیا۔ کہ جس جگہ وہ رہتی تھی۔ اُس سے بہت دور پہنچ جائے۔ شمع جلتی ہے۔ تبھی پروانہ آتا ہے۔ اسکی عدم موجودگی اور دیدار حاصل نہ ہونے سے سینہ کا جوش مٹ جائے گا۔ چنانچہ اس کی درخواست بھیج دی کہ اس کا تبادلہ صدر سے دور ایک اور رجمنٹ میں کردیا جائے۔

آخرکار وہ دن آگیا۔ جب اُسے اپنے خویش و اقارب سے رخصت ہوکر شرنی گاف ہزارس کی رجمنٹ میں شریک ہونے کے لئے ایک دور افتادہ مقام پر جانا تھا۔ ایک مختصر مجلس احباب میں اس نے نتالی کو

www.taemeernews.com

خیرباد کہی۔ لیکن گو اُس نے زبان میں قفل بندی کر رکھی تھی ۔ تاہم آنکھوں کی چمک۔ ہونٹوں کی لرزش اور بدن کی تھرتھری نے عین دم آخر میں اس کا راز افشا کر دیا۔ نتالی اپنی ذکاوت نسوانی سے فوراً معلوم کر گئی کہ گرینڈ ڈیوک کس لئے اس سے رخصت ہو کر ایک دور افتادہ جگہ پر جانے لگا ہے۔

یہ معلوم ہونے پر کہ مائیکل اُسے چاہتا ہے ۔اس شیریں ادا حسینہ کے انداز میں عظیم تبدیلی ہو گئی۔ نتالی کا دل بڑے زور سے دھڑکنے لگا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اُس نے بھی جس وقت سے مائیکل کی صورت دیکھی تھی ۔ وہ اس پر سو جان سے فدا ہو چکی تھی لیکن اس خیال کو دل میں لاتے ہوئے ڈرتی تھی ۔ مبادا مجھے اس سے محبت کا جواب حاصل کرنے میں ناکامی ہو۔ اور اس بات کی آرزو مند تھی ۔ کہ مائیکل کی جنبش ابرو بھی اگر اظہار شوق کا ذریعہ ہو۔ تو میں اپنا سب کچھ اُس پر نثار کر دوں۔ دونوں کے دلوں میں عرصہ دراز سے پوشیدہ ہی الفت قائم چلی آتی تھی ۔ دونوں ایک دوسرے کے خیالات سے لاعلم تھے ۔ مگر اُن کی لاعلمی کے باوجود قدرت ، کے میدان عمل میں حسن و عشق اور پریم کا ساغر چلتا رہا تھا۔ آج پہلی مرتبہ انہیں اصل حقیقت کا علم ہوا۔ مگر کیا شومئے اتفاق ہے۔ کہ جدائی کا وقت عشاق کے لئے پہلی ملاقات کا موقعہ ثابت ہو رہا ہے ! حالات کے زیر اثر مائیکل اور نتالی ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ لیکن الفاظ کی بجائے اشاروں سے انہوں نے ایک دوسرے کو اپنے راز دلی سے آگاہ کر دیا۔

کئی مہینوں تک گرینڈ ڈیوک روس کے صدر مقام سے جس کا نام اس زمانہ میں سینٹ پیٹرزبرگ تھا۔ دور رہا۔ لیکن آخر کار بعض سرکاری مصلحتیں ایسی پیش

www.taemeernews.com

آئیں۔ کہ مائیکل کو دوبارہ واپس آنا پڑا۔ زار روس کا ولی عہد یوم ولادت ہی سے کمزور اور نازک اندام تھا۔ ہر وقت اس کو موت کا ڈر لگا رہتا تھا۔ اسلئے یہی بہتر معلوم ہوا۔ کہ کسی سانحہ کے امکان کے پیش نظر مائیکل کو اپنے پاس ہی رکھا جائے۔

سینٹ پیٹرز برگ میں واپس آنے کے بعد گو مائیکل کے وقت کا بیشتر حصہ امور سیاست میں بسر ہوتا تھا۔ تاہم کچھ نہ کچھ لمحات اس کی زندگانی کے ایسے پیش آتے تھے۔ جب وہ کسی عام شہری کی طرح تفریح کر سکتا تھا۔ لوگ اُس سے بخوبی واقف تھے۔ اور ہر شخص اس سے محبت کرتا تھا۔ جب کبھی وہ بازاروں میں نکلتا تو لوگ فقط تعظیم سے نہیں بلکہ محبت اور دلی احترام سے پیش آتے تھے۔

اسی طرح کے ایک موقعہ پر مائیکل اور نٹالی کی پھر ایک مرتبہ ملاقات ہوئی اتفاق ایسا پیش آیا۔ کہ مائیکل کوئی چیز خریدنے کسی جوہری کی دوکان میں داخل ہوا۔ تو سب سے پہلے جس سے اس کی ملاقات ہوئی وہ اس کے دل کی مالک خاتون تھی۔ جس سے وہ حتی الوسع دُور دُور رہنا چاہتا تھا۔ ہرچند اُن کی یہ ملاقات فوری اور ڈرامیٹک تھی۔ تاہم دونوں نے اپنے جذبات پر قابو رکھا۔ یہاں تک کہ جس رسمی طریق پر وہ ایک دوسرے سے ملے اس سے کوئی شخص بہتر اندازہ اس بات کا نہ کر سکتا تھا۔ کہ اُن کے سینوں میں جذبات کا طوفان برپا ہے۔ چند سرسری کلمات کے بعد مائیکل نے فقط پوچھا۔ کہئے آپ کے گرامی قدر شوہر کا کیا حال ہے؟

www.taemeernews.com

کیا آپ نہیں جانتے۔ میں نے اس کو طلاق دے دیا۔ میں اس کے ساتھ رہ کر کبھی خوشی حاصل نہ کر سکتی تھی۔ اُس نے بارہا مجھ کو دھوکہ دیا۔

ان غیر متوقع الفاظ کو سُن کر مائیکل کے چہرہ کی رنگت پیلی پڑ گئی۔ اس نے ایک لحظہ تامل کیا۔ پھر کہنے لگا "میری کار باہر کھڑی ہے۔ آؤ اُس میں بیٹھ کر چلیں

نٹالی کے الفاظ کو سُن کر گرینڈ ڈیوک کے دل کی جو کیفیت ہوئی ہو گی اس کا حال الفاظ سے بہتر خیالات کے ذریعہ سے جانا جا سکتا ہے۔ وہ جو اس کے دل کی مالک تھی۔ اب ہر طرح کی پابندیوں سے آزاد ہو گئی۔ ایک لحظہ کے اندر اُس نے ساری باتیں سوچ لیں۔ کار میں بیٹھ کر اُس خاتون کے پہلو میں جگہ حاصل کر کے جس کی محبت کی خلش عرصہ دراز سے اس کے سینہ کے اندر موجود تھی۔ اُس نے بیشمار باتیں اپنی وفا اور نہ ختم ہونے والی محبت کے بارہ میں کہیں۔ نٹالی نے بھی اُن کا جواب اطمینان بخش طریق پر دیا۔ حتیٰ کہ انجام کار وہ اسی سے شادی کرنے کو آمادہ ہو گئی۔

مائیکل نے کسی تامل کا اظہار نہ کیا۔ سارے انتظامات جلد ہی مکمل کر لئے گئے۔ اور کسی سے ایک لفظ تک کہنے کے بغیر حتیٰ کہ زار کو بھی جو اس کا سگا بھائی تھا۔ محرم راز نہ بتاتے ہوئے مائیکل پری جمال نٹالی کو اپنے ہمراہ وائنا لے گیا۔ اور وہاں اُن کی شادی ہو گئی۔

لیکن گو اس بات کے لئے انتہائی کوشش عمل میں لائی گئی تھی۔ کہ شادی کا راز کسی پر ظاہر نہ ہو۔ اور اس مطلب کے لئے دونوں مائیکل کا زمانہ بسر کرنے ایک چھوٹے سے گمنام گاؤں میں مقیم ہوئے اور جہاں تک ممکن

www.taemeernews.com

ہو سکا اپنا سراغ مٹانے کی کوشش کی تھی۔ مگر روس کی خفیہ پولیس نے لامحدود وسائل سے آخر کار اُن کا پتہ چلا لیا۔ چنانچہ ہر قسم کی احتیاطوں کے باوجود شادی کی اطلاع زار کے کانوں تک جا پہنچی۔ اتنا ہی نہیں بلکہ یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ گرینڈ ڈیوک مائیکل اور اُس کی پری چہرہ دُلہن کسی ہوٹل میں مقیم ہیں۔

اسی اثنا میں گرینڈ ڈیوک خفیہ پولیس کی دوڑ دھوپ سے بے خبر تھا۔ آرام و اطمینان کی حالت میں خوشی کی گھڑیاں بسر کر رہا تھا۔ ناگاہ وائینا کے سفیر کی معرفت ایک تار اس کو موصول ہوا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ اس کو پاتے ہی سینٹ پیٹرز برگ چلے آؤ۔ مائیکل عجب گومگو میں تھا۔ ایک طرف نتالی کی محبت اس بات کا تقاضا کرتی تھی۔ کہ بھائی کے فرمان شاہی کی تعمیل نہ کر۔ لیکن دوسری جانب برادرانہ الفت کا تقاضا آمادۂ تعمیل کرتا تھا۔ آخر کار خون جوش مارے بغیر نہ رہ سکا۔ مائیکل نے نتالی کو وہیں چھوڑا اور سینٹ پیٹرز برگ چلا گیا۔

زار نے اس کو علیحدگی میں لیجا کر بہت کچھ سمجھایا اُس نے کہا کہ غیر ملکی عورت سے شادی کر کے کیوں اپنی زندگی تباہ و برباد کرتے ہو؟ لیکن شمع عشق کے پروانوں نے ایسی مصلحتوں کو کب سوچا ہے؟ اُس نے یہی کہا کہ خواہ دُنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے مَیں نتالی کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر زار نے اُسے دھمکی دی کہ اس صورت میں تمہارے خطابات شاہی اور اعزازات فوجی چھین لئے جائیں گے۔ تمہاری حالت کسی ادنےٰ بھکاری سے بہتر نہ ہو گی۔ لیکن مائیکل نے اِن ساری باتوں کو یکسر اَن سُنا کر رہا۔

آخر کار دونوں بھائیوں میں مصالحت کی صورت ایک اور ہی طریقہ پر

www.taemeernews.com

پیدا ہوگئی۔ خاندانی عزت اور شخصی فضیلت کا تقاضا خواہ کیسا ہو۔ اسمیں شک نہیں۔ زار کو اپنے بھائی سے بے حد محبت تھی۔ چنانچہ اُس نے ان شرطوں پر مائیکل کو اس کے حال پر چھوڑ دینا کافی سمجھا۔ کہ وہ سلطنت روس سے اپنے تعلقات منقطع کرے۔ دوسرے درجہ پر جو حقوق ولی عہدی اس کو حاصل تھے۔ ان سے بھی دست بردار ہو جائے۔ اور کسی دُور افتادہ ملک میں چلا جائے۔ اور دوبارہ روس آنے کی کوشش نہ کرے۔ گرینڈ ڈیوک مائیکل کو یہ تمام شرطیں اُس بارِ محبت کے مقابلہ میں جو اس کو نتالی سے تھی۔ ہیچ نظر آئیں۔ چنانچہ زار منشا کے مطابق اپنی وسیع جائیداد کا انتظام ایک کمیٹی کے ذمہ چھوڑ کر وہ بخوشی روس سے چلا آیا۔ اور اُس نے اپنی بقیہ زندگی اجنبی شخصوں میں رہ کر بسر کرنی شروع کر دی۔

مائیکل نے سوچا کہ انگلستان میں رہ کر جو دُنیا بھر کے جلا وطن بادشاہوں اور شہزادوں کا آخری مسکن ہے۔ وہ اس طرح کے کاموں کی توجہ احسن جاری رکھ سکے گا۔ جن کی خواہش اس کے دل کو مُدت دراز سے تھی۔ چنانچہ اس نے ارل آف لٹن سے اس کا عالی شان مکان نب ورتھ ہوس کرایہ پر لے لیا۔ اور اس جگہ موسیو براسوو کا سادہ اور فرضی نام اختیار کر کے وہ اپنی بیوی کے ساتھ کسی متوسط درجہ کی زندگی بسر کرنے لگا۔

مائیکل اور نتالی کی شادی کو اس درجہ قابل اعتراض کیوں ٹھہرایا گیا؟ اس کا مختصر جواب۔

دربار برلن کے سیاسی اسرار سے ملتا ہے۔ جرمن کو ہمیشہ خاندان شاہی کے

www.taemeernews.com

اس ہوشمند اور شجاع مدبر کا کھٹکا لگا رہتا تھا۔ جرمنی کو معلوم تھا۔ کہ زار روس کے پہلو میں اس کی موجودگی ایک اتنا عظیم خطرہ ہے۔ جسے کسی نہ کسی طریقہ پر دور کر دینا چاہیئے۔ نتالی کی شادی کی بدولت ان لوگوں کو وہ موقعہ ہاتھ آگیا جس کی اُن کو تلاش تھی۔ چنانچہ برلن سے ہی وہ آواز اٹھی تھی۔ جو دونوں بھائیوں میں اختلاف کی خلیج وسیع کر کے رہی۔ خفیہ احکام جاری کرائے گئے۔ کہ زار نکولس کے آس پاس رہنے والے جتنے بھی اہلکار تھے۔ وہ جُداگانہ دونوں بھائیوں کو ایسی پٹی پڑھائیں کہ اُن میں اتفاق کی کوئی صورت باقی نہ رہنے۔

چنانچہ یہ انہی کی کوشش کا نتیجہ تھا۔ کہ زار روس یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا۔ کہ اُس کو جو مشکلات مائیکل کی شادی سے پیش آئی ہیں۔ اُن کا خاتمہ اس طریقہ پر کیا جا سکتا ہے۔ مائیکل کو ہمیشہ کے لئے ملک بدر کیا جائے۔

واقعہ یہ ہے۔ کہ اگر جرمن کی خفیہ ریشہ دوانیاں شامل حال نہ ہوتیں۔ اور زار روس کو وہ قدم اٹھانے پر مجبور نہ کیا جاتا۔ جو بھائیوں میں اختلاف و نفاق پیدا کرنے کا ذریعہ ہوا تو وہ مائیکل اور اُس کی بیوی کو بڑی خوشی سے شریک دربار کر لیتا۔ غرض وہ جرمن ہی تھا۔ ایم براسیو نام کا ایک مرد آزاد پیش انگلستان کو دیا۔ اس حیثیت سے دونوں میاں بی بی دیہات میں رہتے ہوئے قناعت مسرت اور سچی محبت کی زندگی بسر کرتے رہے۔ ہمسائیوں کو کبھی ان کے خلاف حرف شکایت منہ سے نکالنے کا موقعہ نہ ملا۔ ہر خاص و عام میں ان کی ہر دلعزیزی وقت آخر تک قائم رہی۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے۔ کہ جرمن نے جہاں مائیکل کی دلی آرزو پورا کرنے میں

www.taemeernews.com

مدد دی۔ وہاں سچ پوچھئے تو وہی اس کے چین اور آرام کی زندگی میں خلل انداز ہونے کا ذریعہ بھی ثابت ہوا۔ اگست ۱۹۱۴ء میں محاربہ عظیم کی آمد آمد کے باعث ممالک یورپ کے تاجداروں میں تاروں کے ذریعہ سے تبادلہ خیالات ہو رہا تھا۔ اور جرمنی میں فوجوں کے کوچ سے زمین تھرتھرا رہی تھی۔ ایم براسوف نے بھی اپنی عیش و آرام کی زندگی کو الوداع کہی۔ اور اپنا رخت سفر باندھ کر ہر قسم کی رکاوٹوں کے باوجود اُسی ملک کو واپس چلا گیا۔ جسے اسی خطرہ کے وقت میں سب سے زیادہ اس کی ضرورت تھی۔ کہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب روس نے جرمنی کے خلاف فوجیں بھیجنی شروع کیں۔ تو گرینڈ ڈیوک مائیکل پھر اپنی رجمنٹ میں جا ملا۔ اور اس نے اپنے بھائی زار روس سے درخواست کی کہ جس طرح ممکن ہو اسی نازک وقت میں آج اپنے ملک کی خدمات بجا لانے کا موقعہ دیا جائے۔

امر واقعہ یہ ہے۔ کہ دوران جنگ میں مائیکل اور اُس کے سپاہی شروع سے آخر تک شاندار خدمات سرانجام دیتے رہے۔ حتیٰ کہ انقلاب روس کے شروع ہونے پر مائیکل کو محاذ چھوڑ کر پیٹروگراڈ میں واپس جانا پڑا۔ کیونکہ اس جگہ ہر شخص اس سے محبت کرتا اور اُسے قابل اعتبار سمجھتا تھا۔ اس لئے دار حکومت میں اس کو ایک اعلےٰ عہدہ پیش کیا گیا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اگر دوسرے انقلاب نے پہلے کے نیک اثرات کو زائل نہ کر دیا ہوتا تو مائیکل عرصہ دراز تک روسی جمہوریت کے صدر کی حیثیت میں ملکی خدمات بجا لاتا۔ لیکن بولشویک تحریک شروع ہونے سے روس میں ہر طرف گھپ اندھیرا چھا گیا

www.taemeernews.com

تھا۔ اس تاریکی میں جہاں صدہا قابلِ احترام ہستیاں غائب ہوگئیں۔ وہاں مائیکل کا بھی کوئی نشان نہ مل سکا۔ کوئی نہیں جانتا کہ اس وقت کے بعد مائیکل کا کیا ہوا۔ کیا وہ بالشویکوں کے ہاتھوں قید ہو کر زندگی کی تمام راحتوں اور دلچسپیوں سے محروم ہو کر مصیبت کے ایام پورے کر رہا ہے!

کیا زار روس اور اس کے کنبہ کے باقی افراد کی طرح اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا؟ یا ایسا ہی ہو سکتا ہے۔ کہ وہ گمنامی کی زندگی میں خفیہ اور پوشیدہ طور پر اپنے ہزار ہا مصیبت زدہ ہموطنوں کی خدمت کے لئے کوشش کر رہا ہو مگر یہ ایسے سوالات ہیں۔ جن میں سے کسی ایک کا بھی تسلی بخش جواب نہیں ملتا۔ مگر ہاں اب نہ ایم پراسود اور نہ حسین نیتا سرزمین انگلستان میں موجود ہے۔

www.taemeernews.com

نپولین سوم کا معاشقہ

جرمنی کی ایک پُراسرار حسینہ کے سیاسی غمزے

نیستی آسلت برین عشق کہ دوران امروز
گرم دارد ز تو ہنگامۂ رسوائی را

www.taemeernews.com

فرانس میں جمہوریت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اور نپولین سوم شہنشاہ کے لقب سے تختِ حکومت پر جلوہ گر تھا۔ یہ وہی حکمران تھا۔ جس کے تدبر نے فرانس کو از سرِ نو ملوکیت قبول کرنے پر آمادہ کر لیا تھا۔ بظاہر فرانس کے دربار شاہی میں ہر طرف خوشی نظر آتی تھی۔ تاہم اس ظاہری سکون کے پردہ میں نادیدہ آفت کا منصوبہ باندھا جا رہا تھا۔ دُنیا سمجھتی تھی کہ شہنشاہ اور بیگم ایک دوسرے کے ساتھ عشق و محبت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن نپولین کا دل کسی اور ہی پری چہرہ حسینہ پر مائل تھا۔ اُس کی پراسرار معشوقہ کی موجودگی نے ہی اس زمانہ کے سیاسی مسائل پر گہرا اثر ڈال رکھا تھا۔

نپولین سوم کے متعلق اسی موقعہ پر اتنا ہی بتا دینا کافی ہے۔ کہ اُس نے کچھ تو اپنی نہ ختم ہونے والی کوششوں اور کچھ خوبیٔ تقدیر کی غائبانہ امداد سے فرانس کے تخت پر قبضہ پانے میں غیر متوقع کامیابی حاصل کی تھی۔ ہر چند اس کا نام فاتح اعظم بوناپارٹ کے نام سے ملتا تھا۔ تاہم وہ اس کی اولاد میں سے نہیں تھا کیونکہ نپولین کا اکلوتا بیٹا جو نپولین ثانی کہلایا۔ وہ تو ایک دن کے لئے بھی تخت پر نہیں بیٹھا بلکہ بائیس ۲۲ کی عمر میں ہی راہی ملکِ عدم ہو گیا تھا۔ نپولین سوم اور نپولین اول کے رشتہ کو سمجھنے کے لئے فرانس کی تاریخ پر ایک پیچھلی ہوئی نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔

www.taemeernews.com

نپولین اوّل نے جس زمانہ میں جوزیفائن سے شادی کی۔ تو اُس خاتون کی اپنے پہلے شوہر مقتول جرنیل سوہرنا ئے سے ایک بیٹی تھی جس کا نام ہورٹنز تھا۔ نپولین نے جس وقت یورپ کے مختلف ملکوں کو فتح کیا۔ تو ہالینڈ کا راج اپنے ایک بھائی کو دے کر ہورٹنز کی شادی اُس کے ساتھ کر دی اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ جن سے ایک تو کم عمری میں ہی مر گیا۔ دوسرا لڑکا وہ تھا۔ جس نے انجام کار نپولین سوم کا لقب اختیار کرکے پھر ایک مرتبہ فرانس کو شہنشاہی سے آشنا کیا۔

نپولین سوم تختِ فرانس پر متمکن ہونے سے پہلے مختلف انقلابات کا سامنا کر چکا تھا۔ دو مرتبہ اس کو قلعہ ہیم میں قید کیا گیا۔ مدت دراز تک وہ انگلستان میں جلاوطن رہا۔ انجام کار جب فرانس کو واپس آیا۔ تو محض ایک چیف مجسٹریٹ کا درجہ رکھتا تھا۔ لیکن تقدیر کے پوشیدہ اسرار کو کب کسی نے جانا ہے۔ سامان ایسا بندھا کہ اُس نے رفتہ رفتہ جمہوریت فرانس کے صدر کا درجہ حاصل کر لیا۔ اور بعد اس کے یہ ایک قدم آگے بڑھا کر عصائے شاہی ہاتھ میں لینے میں کامیاب ہو گیا۔

ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کو اُس سے گہری ہمدردی تھی۔ چنانچہ محاربات کریمیا کے بعد جب نپولین سوم نے بین الاقوامی شہرہ حاصل کر لیا۔ تو ملکہ معظمہ آنجہانی اپنے شوہر نامدار کو ساتھ لے کر اس کے دربار میں بطور مہمان تشریف لے گئیں۔ اور جب اس کے بعد خود نپولین سوم اپنی حسین ملکہ کو ساتھ لے کر انگلستان گیا۔ تو دونوں ملکوں کے تعلقات اور بھی

www.taemeernews.com

مستحکم ہو گئے۔

یہ وہ زمانہ تھا۔ جب ظاہر بیں نظروں کو نپولین کا اقتدار غیر فانی دکھائی دیتا تھا۔ جب فرانس کی ظاہری حالت سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ ملک کے اندر ہر طرف عیش ونشاط کا دور ہے۔ خود نپولین بھی ہر لحظہ شگفتہ وخوشحال اور بشاش نظر آتا تھا۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے۔ فکر کا گھن ہر وقت اس کے دل کو کھائے جاتا تھا۔ نہ صرف اس لئے کہ وہ تخت فرانس پر مستحکم نشست حاصل کرنے کے باوجود اپنی حالت کو غیر محفوظ سمجھ رہا تھا۔ بلکہ ساتھ ہی اس کو پرشیا کی طرف سے (جو ملک جرمنی کا اس زمانہ میں نام تھا) ہر وقت دھڑکا لگا رہتا تھا۔ اس کے علاوہ شہنشاہ اور ملکہ گو ظاہر میں ایک دوسرے کے گرویدہ تھے۔ لیکن حقیقت میں ایک دوسرے کے شیدائی نہیں تھے۔ ملکہ اپنی ساری قوت شہزادہ کی تربیت وترقی پر صرف کر رہی تھی (جس کی نسبت تاریخ دان حضرات کو معلوم ہوگا۔ کہ عالم شباب میں ہی زسولینڈ میں مارا گیا تھا) اور شہنشاہ کے وقت کا جو حصہ سیاسی معاملات سے بچتا۔ وہ عشق وعاشقی کی سرمستیوں میں بسر ہوا کرتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اپنے بزرگ نپولین اول کی طرح اس کو بھی عشق ومحبت کے میدان میں کبھی سیری حاصل نہ ہوتی تھی۔ بہت سی عورتیں ایسی ہوئی ہیں۔ جن کی صحبت میں وہ عیش وطرب حاصل کرکے اپنا غم غلط کیا کرتا تھا۔ لیکن ان سب میں خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ایک ایسی پراسرار ہستی ہے۔ جس کے راز کی تہ کو ملکہ یوجنی بھی اپنے وسیع وپراسرار وسائل تحقیقات کے باوجود نہ پہنچ سکی۔

www.taemeernews.com

اپنے نجی خطوط میں ملکہ نے کئی مقامات پر لکھا ہے۔ کہ جنگ روس کے ختم ہوئے جب تین سال کا عرصہ گذر چکا۔ تو شہنشاہ نے عشق و محبت کی طرب اندوزیوں سے کچھ اس طرح بہرہ ور ہونا شروع کیا۔ کہ ملکہ حیرت زدہ ہو گئی۔ اس زمانہ میں شہنشاہ بسا اوقات کسی معمولی شہری کا بھیس بدل کر تنہا قصر شاہی سے باہر نکلتا۔ اور گھنٹوں پُراسرار طریقہ پر غائب رہتا تھا۔ ملکہ کا بیان ہے۔ کہ اس طرح کے موقعوں پر جب وہ قصر شاہی میں واپس آتا۔ تو زیادہ مسرور اور مہکا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ خود ملکہ یوجنی سے اس کے تعلقات میں کبھی کسی طرح کا کھچاؤ پیدا نہیں ہوا۔ تو بھی یہ امر واقعہ ہے۔ کہ محبت کا لفظ ان کی گفتگو سے قطعاً مفقود ہو چکا تھا۔

بادشاہوں کے دربار میں مختلف ملکوں کے جو سفیر متعین ہوتے ہیں۔ ان کا ایک بڑا فرض ایسے تاجداران وقت کی کمزوریوں اور خفیہ ملاقاتوں کے حال سے واقف رہنا بھی ہوتا ہے۔ پیرس کے دربار میں ان دنوں جو برطانی سفیر متعین تھا۔ اُسے قدرت نے ایسے معاملات کی تحقیق میں خاص طور پر ذہن رسا عطا کیا تھا اس کے بعض خطوط سے معاملہ کی حقیقت معلوم کرکے حکومت برطانیہ نے اس کے نام اس مضمون کے احکام صادر کئے تھے۔ کہ وہ اس بات کی جانچ کرنے کی کوشش جاری رکھے کہ عام طور پر مشہور ہے۔ نپولین کا ارادہ واقعہ میں پرشیا اور آسٹریا کے ساتھ کسی قسم کا خفیہ معاہدہ کرنے کا ہے؟ سفیر مذکور کو نامی جرمن وزیر شہزادہ بسمارک کا یہ قول یاد تھا۔ کہ "بادشاہوں کے سب سے زیادہ پُر محبت واقعات ان کی محبوب عورتوں کے آغوش محبت میں بھی پائے جا سکتے ہیں"۔ پس یہ معلوم کرنے کے لئے کہ شہنشاہ درحقیقت دو غیر ملکوں

www.taemeernews.com

کے ساتھ کسی طرح کی ساز باز کر رہا ہے یا نہیں۔ اس نے نپولین کی نجی زندگی کے واقعات کی پڑتال شروع کی جلدی ہی اس کے جاسوسوں نے بعض ایسی باتیں دریافت کر لیں۔ جنہیں ایک خفیہ مراسلت کی صورت میں لارڈ پامرسٹن وزیر اعظم برطانیہ کے پاس بھیجا گیا۔ اس رپورٹ کا مطالعہ کرنے سے اس مردِ پُر اسرار کے اندرونی حالات زندگی جاننے کا کچھ موقعہ ملتا ہے۔ جس کی شخصیت نے عارضی طور پر یورپ کے بڑے بڑے دانشمند اور حقیقت فہم سیاست دانوں کو بھی حیران کر دیا تھا۔

اس زمانہ میں شہنشاہ کے اشغال کی یہ کیفیت تھی۔ کہ سات بجے رات کا کھانا کھا کر فارغ ہو جاتا۔ دو گھنٹے ملکہ کی صحبت میں بسر ہوتے۔ پھر وہ کیا اسی طرح کا بہانہ کر کے اٹھ کھڑا ہوتا۔ کہ کابینہ کا ایک ضروری اجلاس ہے۔ اس میں شریک ہونے جاتا ہوں۔ رخصت ہوتے وقت وہ ایک لمبا لبادہ اوڑھ لیتا۔ اور ایک معتمد نوکر کو ساتھ لیکر کئی گلیوں کی پُر پیچ راہ سے سبسٹوپول کی ایک علیحدہ عمارت تک جا پہنچتا۔ تیسری منزل پر جا کر وہ آہستہ سے تین بار دروازہ کھٹکھٹاتا اور ایک زہرہ جبین صنوبر قامت خاتون خود آکر دروازہ کھولتی دونوں اندر چلے جاتے۔ نوکر باہر کھڑا رہ کر انتظار کرتا تا آخر چند گھنٹوں کے بعد جب شہنشاہ دوبارہ نکلتا۔ تو وہ اسے ساتھ لیکر قصر شاہی میں واپس آجاتا۔

اس قدر حالات معلوم ہونے کے بعد برطانی سفیر کے لئے ایک غور طلب مسئلہ یہ پیدا ہوا کہ وہ پُر اسرار خاتون کون ہے؟ کیا کوئی معمولی قسم کی گل اندام رنگین مزاج عورت ہے۔ جس سے شہنشاہ کی محبت ہو گئی ہے۔ یا وہ کسی

www.taemeernews.com

غیر ملکی طاقت کی خفیہ جاسوس ہے۔ جو اپنے حسن و جمال کے اثر سے شہنشاہ کو رام کر کے کوئی ایسا فعل اس سے کرانا چاہتی ہے۔ جس کے لئے وہ عام حالات میں آمادہ نہ ہوتا۔ بڑی دیر تک وہ اس الجھن میں پھنسا رہا۔ کہ صحیح رائے کیا قائم کرے لیکن انجام کار اس نے اپنی معلومات ایک اور مراسلت میں شامل کیں۔ جس کا مضمون سفارتی تحریرات کے عجائب میں سے ایک ہے۔

انہی ایام میں کئی خفیہ چٹھیاں ملکہ لوجینی کے نام آنی شروع ہو گئیں۔ شروع میں یہ پراسرار خطوط صرف ملکہ کے نام آیا کرتے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ ان کی یہاں تک کثرت ہوئی۔ کہ قصر شاہی کے عملے کے ہر فرد واحد کے نام۔ اکابر دربار سے لے کر ادنے کنیزک تک۔ موصول ہونے شروع ہو گئے۔ شہنشاہ کی میز پر۔ ملکہ کے بستر استراحت پر۔ قصر شاہی کے داروغہ کی ڈاک میں اور کئی ایسے مقامات پر جہاں کوئی شخص گذرتے ہوئے بڑی آسانی سے ان کی موجودگی دیکھ سکتا تھا۔ یہ خطوط ایک ہی مضمون کے پڑے پائے جاتے تھے۔ صرف یہ چند الفاظ ان میں درج ہوتے تھے!۔

"ایک دوست اس بات کی اطلاع دینا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ کہ شہنشاہ کو ایک ایسی عورت سے محبت ہے۔ جس کا ظاہر و باطن ایک نہیں۔"

فقرہ کے آخری حصہ کے نیچے ایک لکیر کھینچ دی جاتی تھی۔ تاکہ اسکی اہمیت پوری طرح واضح ہو جائے تحریر بڑی نزاکت آمیز اور زنانہ انداز کی تھی۔ اور یہ چٹھیاں خوشنما کاغذ پر جس میں ہلکی خوشبو بسی ہوئی ہوتی تھی۔ لکھی جاتی تھیں اندازہ سے معلوم ہوتا تھا۔ کوئی عالی قدر خاتون ان کی راقمہ ہے۔

www.taemeernews.com

جب اس خرابی نے انتہائی صورت اختیار کر لی۔ تو کونٹ ڈباڈ کو تحقیقات پر لگایا گیا۔ کہ چٹھیاں کس ذریعہ سے۔ کن اوقات میں کس طریقہ پر موصول ہوتی ہیں۔ ہر چند اس کی طرف سے وسیع تحقیقات کی گئی لیکن کوئی اطمینان بخش نتیجہ نکل نہ سکا۔ اس اثنا میں شہنشاہ کا سلوک ملکہ یوجینی کے ساتھ حسب معمول ظاہری اختلاط کا تھا۔ نہ اس نے اس دریافت پر کسی طرح کی گھبراہٹ ظاہر کی۔ نہ اس حقیقت کو چھپانے کی ضرورت سمجھی۔ کہ ایک ایسی ہستی جس کی ذات سے اس کو گہری دلچسپی ہے۔ ناگہاں اس کو مل گئی ہے۔ ادھر ملکہ کا رویہ یہ تھا۔ کہ اگر کوئی بات اس نے معلوم بھی کی تو اس کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ اور اپنی معلومات کو ہمیشہ چھپائے رکھا۔ شہنشاہ کی سرد مہری کی تلافی وہ اپنے نوجوان بیٹے کی ذات سے گہری محبت کر کے کر لیا کرتی تھی۔ لیکن اس طریقہ پر شہنشاہ اور ملکہ دونوں نے انکشاف راز کو روکنے کی کوشش کی۔ تاہم جلدی ہی طرح طرح کی افواہیں پھیلنے لگیں اور شاہی خاندان کو سخت بدنام کر دینے والی ہستی پیرس کے ہر حصہ میں مشہور ہو گئی۔ بیشتر اخبارات اس بارہ میں مضامین لکھنے لگے۔ اور بعض من چلے شخصوں نے تو اس پُراسرار محبوبہ کا ذکر کرتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا۔ کہ وہ شہنشاہ کے بے چین دل کی تسکین کا ذریعہ ہے۔

اس کے بعد دفعتاً واقعات نے حیرت انگیز طور پر پلٹا کھایا۔ ایک رات جب نپولین ثالث محلسرا میں واپس آیا تو بے حد پریشان تھا۔ فی الحقیقت اس کا اضطراب اتنا نمایاں تھا۔ کہ ملکہ اس کا سبب پوچھے بغیر

www.taemeernews.com

نہ رہ سکی۔ اپنے روزنامچہ میں وہ لکھتی ہے :-

"پہلی مرتبہ میں نے دیکھا کہ وہ غیر معمولی طور پر افسردہ خاطر تھا۔ اس کا ہمیشہ کا گہرا سکون جواب دے چکا تھا۔ میں نے اس کی وجہ باصرار پوچھی اور اشارتاً یہاں تک کہدیا امید ہے کوئی ایسا واقعہ نہ ہوگا۔ جو میرے لئے باعث پریشانی ہو۔ شہنشاہ تھوڑی دیر چپ رہا۔ پھر دفعتاً پرجوش لہجہ میں کہنے لگا۔ افسوس وہ چلی ...... ہمیشہ کے لئے چلی گئی! لوگوں نے یہ قابل نفرت احمقانہ چھٹیاں لکھ لکھ کر اس کو فرار پر مجبور کر دیا۔ میں سب حال جانتے ہوئے بھی قصداً خاموش رہی۔ کیونکہ یہ بات سمجھ میں نہ آتی تھی۔ کہ اپنی طرف سے کیا کہوں۔"

شہنشاہ کی اس غیر معمولی حالت، کا صحیح حال سفیر برطانیہ کی ایک رپورٹ سے واضح ہوتا ہے۔ اپنی سابقہ تفتیش کے سلسلہ میں اس نے اتنا تو معلوم کر لیا تھا۔ کہ شہنشاہ کو ایک پری جمال خاتون سے گہری محبت ہے۔ پس اس نے خیال کیا کہ یہ نامعلوم الاسم چھٹیاں کسی ایسے شخص کی لکھی ہوتی ہیں۔ جسے پیشتر اس عورت سے اپنی محبت میں ناکامی ہوتی ہے۔ لیکن خاتون کی گمشدگی کے ساتھ ہی اس کو اپنے جاسوسوں کے ذریعہ سے بعض خاص باتیں معلوم ہوئیں۔ ذیل کا اقتباس سفیر برطانیہ کی ایک رپورٹ سے پیش کیا جاتا ہے :-

"مَیں نے جو باتیں معلوم کی ہیں وہ اتنی عجیب و حیرت انگیز ہیں۔ کہ ان کا اظہار کرتے ہوئے بھی جھجکتا ہوں۔ اپنے زمانہ میں ہز امپیریل مجسٹی (نپولین ثالث) نے کئی عورتوں سے عشق بازی کی رنگا رنگ کی نازآفرین خاتونیں اُس سے

www.taemeernews.com

ملیں۔ اور جب سے اس کی محبت کا ذریعہ بن کر اس کی راہ سے ہٹتی چلی گئیں۔ لیکن اس پُراسرار خاتون کی محبت نے شہنشاہ پر یقینی طور پر غیر معمولی اثر ڈالا ہے اور اب وہ دفعتاً کہیں غائب ہو گئی ہے۔ میں اپنی تفتیش کے سلسلہ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ یہ خاتون میڈم ہربرٹ جس کا نام تھا۔ اب اس مکان میں نہیں رہتی۔ جس میں شہنشاہ اس سے ملا کرتا تھا۔ معاملہ کا یہ پہلو کو خاص اہمیت رکھنے والا نہیں سمجھا جا سکتا۔ تاہم میں نے اس سلسلہ میں یہ بھی تحقیق کی ہے۔ کہ وہ خاتون کوئی معمولی وجہ کی عورت نہ تھی۔ حالانکہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا۔ میں آپ کی توجہ خاص پر گمنام خطوں کے اس فقرہ کی طرف دلاتا ہوں کہ وہ عورت درحقیقت وہ نہیں تھی۔ جو وہ معلوم ہوتی تھی میرے خیال میں اس معمے کا حل دربار پرشیا میں بھی مل سکتا ہے۔ لیکن فی الحال ساری داستان اس قدر اندھیرے میں چھپی ہے۔ کہ کوئی فیصلہ کن رائے اس کے متعلق قائم نہیں کی جا سکتی۔

یورپین تاریخ کے اس زمانہ میں جرمن وزیر بسمارک خفیہ طور پر اس سرنگ کو فیتہ لگا رہا تھا۔ جس نے پلٹ کر فرانس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس عظیم مملکت جرمن کی بنیاد ڈالی۔ جس کا پہلا دور ۱۹۱۴ء تک قائم رہا تھا۔ غیر معمولی عیاری سے کام لیتے ہوئے معاملات سفارت میں نئے نئے طریقوں پر عمل کر کے بسمارک نے اس بات کی کوشش کی کہ جذبات سفلی کو برانگیختہ کر کے اپنی سوچی ہوئی سیاسی تجویزوں میں مدد لی جائے اس موقعہ کے پیش شہزادہ کے لیئے دربار پرشیا سے ملحق چھوٹی ریاستوں میں

www.taemeernews.com

کسی ایسی عورت کو تلاش کرنا مشکل نہ ہو سکتا تھا۔ جو اپنی عصمت کو حب الوطن کے جوش پر قربان کر دے۔"

لیکن واقعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ گو وہ پراسرار خاتون صرف مصلحت سیاسی کے پیش نظر نپولین کا دل موہ لینے کو گئی تھی۔ تاہم دانستہ اپنا دل ہار بیٹھی۔ وہ کون تھی۔ وہ کون تھی؟ اور اس کی گمشدگی کا راز کیا تھا؟ یہ ایک ایسا معما ہے۔ جو حل نہیں ہو سکا۔ مگر عین ممکن ہے۔ کہ اس کو غائب کرنے میں بھی شہزادہ بسمارک کا ہاتھ کام کرتا ہو۔ جیسا کہ تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ بسمارک اس معاملہ سے واقف تھا۔ اس میں شک نہیں بسمارک نے کسی نہ کسی ذریعہ سے نپولین ثالث کی گہری حکمت عملی کی کلید حاصل کر لی تھی۔ حالانکہ برطانوی سفیر مقیم پیرس اس سے لاعلم رہا تھا۔ آخر جب فرانس کی سلطنت کو شکست ہوئی تو گو حکومت برطانیہ کو حیرت ہوئی۔ تاہم دربار پرشیا کو کسی قسم کا تعجب نہ ہوا۔ وہ لوگ پہلے سے اس حالت کے لئے تیار تھے۔

شہنشاہ کی سیرت کا حال ملکہ کی حسب ذیل تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔
مجھکو پورا یقین ہے۔ کہ شہنشاہ نے صرف ایک بار محبت کی اور جس سے کی وہ میں نہ تھی۔ معاملہ اتنا پراسرار تھا۔ کہ میں انتہائی کوشش کے باوجود اسکی تہ کو نہ پا سکی۔ میں نے یہ بھی تحقیق کی ہے۔ کہ ضرور کسی شاہی خاندان کی عورت تھی۔ اس کی طرف سے شروع میں صرف سیاسی اغراض کے لئے آغاز محبت کیا گیا تھا۔ لیکن بعد میں آسکے اپنے جذبات خوابیدہ بیدار ہو گئے۔ مگر اصل حقیقت کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ نتیجہ فرانس کے حق میں برا ثابت ہوا۔ شہنشاہ نے

www.taemeernews.com

دُور اندیش ہوتے ہوئے بھی بعض ایسی راز کی باتیں اس سے بیان کر دیں۔ جو ہوتے ہوتے برلن کے دربار تک پہنچ گئیں اسکے بعد جو کچھ ہوا وہ تواریخ میں درج ہے۔

جب شکست خوردہ فرانس میں دوبارہ جمہوریت قائم ہوئی شہنشاہ بھاگ کر انگلستان پہنچا۔ اور اس جگہ ایک فرضی نام سے علیحدگی اور تنہائی کی زندگی بسر کرنے لگا۔ تو صرف ایک دفعہ بے خبری میں یہ الفاظ اس کے مُنہ سے نکلتے سُنے گئے تھے۔

"کسی بادشاہ کو سب سے زیادہ اسی ملک سے محبت کرنی چاہیئے جس پر وہ حکمران ہو۔ باقی ہر طرح کی محبت اس کے لئے حد درجے خطرناک ہے"

www.taemeernews.com

بلغاریہ کی ستم رسیدہ ملکہ

موت ہی وجہ مسرت ہو گئی
ورنہ میری زندگی آزار تھی

www.taemeernews.com

گذشتہ جنگ یورپ کے سلسلہ میں جو عظیم تبدیلیاں ملکوں اور حکومتوں کی تقسیم کے سلسلہ میں ظہور پذیر ہوئیں۔ ان میں سے ایک شاہ فرڈیننڈ والئے بلغاریہ کی معزولی بھی تھی۔ فی الحقیقت تاج و تخت سے اس کی علیحدگی عزل ہی کا درجہ رکھتی تھی۔ گو ظاہر داری کے لئے یہ بہانہ کیا گیا تھا۔ کہ وہ اپنے بیٹے بورس کے حق میں رضا و رغبت سے دست بردار ہو گیا ہے۔ تخت سے اُترے ہوئے بادشاہ اور غروب ہوتے ہوئے آفتاب میں مشابہت پائی جاتی ہے۔ کہ دُنیا اِن کی عظمت و سطوت کو جانتے ہوئے بھی ان کی پروا نہیں کرتی۔ بلغاریہ سے رخصت ہونے کے بعد فرڈیننڈ کی زندگی گمنامی کی حالت میں بسر ہوئی۔ گو اپنی ذاتی اہمیت کو مبالغہ آمیز پیرایہ میں ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اس نے اپنے رہنے کے لئے ایک ایسا کمرہ بنوایا تھا۔ جس پر بم کا گولہ آکر پھٹے۔ تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا نیز وہ اپنے کوٹ کے نیچے ایک فولادی زرہ ہر وقت پہنے رہتا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو کوئی دشمن اپنے خنجر آبدار کی مشق اس کے سینہ پہ کرے۔ لیکن یہ محض اس کا وہم تھا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے۔ کہ اپنے زمانہ میں وہ کتنا ہی ذی اقتدار کیوں نہ رہا ہو۔ تخت سے علیحدہ ہونے کے بعد دُنیا اس کے نام تک کو بھلا چکی ہے۔ اور اب زمانہ جلاوطنی میں وہ اپنے وقت کا بیشتر حصّہ کھیتی باڑی میں

www.taemeernews.com

گذارتا رہا ہے۔

بلغاریہ کے شاہ فرڈیننڈ کے واقعات زندگی اوّل سے آخر تک عجیب و حیرت انگیز ہیں۔ فی الحقیقت اس کا تخت بلغاریہ پر متمکن ہونا بجائے خود ایک رومان ہے۔ لیکن اس کے گوناگون حالات زندگی میں بھی سب سے زیادہ حیرت انگیز پہلو اس کے عشقیہ کارناموں سے تعلق رکھتا ہے۔ اپنی زندگی میں اس نے عشق و محبت کے بیسیوں کھیل کھیلے حتیٰ کہ سنا ہے اپنی جلاوطنی میں بھی اُس نے وائینا کی ایک مالدار لیڈی میڈلوا زل پر ڈورے ڈالنے شروع کئے تھے۔ لیکن اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ آدمی کی عادات خواہ نیک ہوں یا بد۔ انقلابات زندگی کے ساتھ کم تبدیل ہوتے ہیں۔ آدمی کی ساری عمر جن مشاغل میں گذری ہو۔ وہ انجام ہستی تک انہی کے خواب دیکھا کرتا ہے۔

لیکن سوچنے والے کے دل میں خیال پیدا ہو سکتا ہے۔ کیا فرڈیننڈ کو آئے دن نئی نئی عورتوں سے اظہار محبت کرتے ہوئے کبھی اس نیک سیرت پاک جان عورت کا بھی خیال آیا ہوگا۔ جس سے اس کی باقاعدہ شادی ہوئی تھی۔ اور جس کے ساتھ اس نے وہ وہ شرمناک بدسلوکیاں کیں کہ ان کا ذکر کرتے ہوئے دل کانپ اُٹھتا ہے۔ اس پہلو میں اس کی داستان زندگی بڑی ہی افسوسناک اور رنج دہ ہے۔

زندگی کے چھوٹے چھوٹے واقعات انسان کے مستقبل میں کس طرح عظیم تبدیلیاں کر دیتے ہیں۔ اس کی ایک حیرت انگیز مثال فرڈیننڈ کے حالات

www.taemeernews.com

زندگی سے ملتی ہے۔ اگر وہ کسی دن کسی دوسری ضرورت کے لئے داتا نہ گیا ہوتا تو شاید عمر بھر اس کو بلغاریہ کی حدود میں قدم رکھنے کا موقعہ نصیب نہ ہوتا۔ اور یہ تو ایک مانی ہوئی بات ہے کہ اس صورت میں نہ وہ اس ملک کا تاجدار بنتا نہ اس کو ملاقات خاندان بوابن کی شہزادی میری لوئی سے ہوتی۔ نہ اس غریب کی زندگی اس سے شادی کر کے تلخ انجام تک پہنچتی۔

جس زمانے کا یہ ذکر ہے۔ بیٹن برگ کا شہزادہ الگزینڈر بلغاریہ کا حکمران تھا۔ طبعاً شریف اور نیک طینت تھا۔ لیکن بلغاریہ کے باشندے ہمیشہ اس بات کے خواہشمند رہے ہیں۔ کہ حکومت اس کی ہونی چاہیئے جس کے اندر اپنا رعب منوانے کی طاقت موجود ہو۔ جو ان پر سختی اور بے رحمی سے حکومت کرے۔ اس کو وہ صحیح معنوں میں حاکم خیال کرتے ہیں۔ اس لئے اگر انہوں نے شہزادہ الگزینڈر کی ذات کو کبھی اہمیت نہ دی۔ تو یہ بات چنداں موجب حیرت نہیں۔ اس کا دورِ حکومت اول سے آخر تک طوفان خیز رہا۔ حتےٰ کہ صدر مقام صوفیہ سے دو مرتبہ فرار ہونے کے بعد وہ تخت سے علیحدہ ہو گیا۔ عصائے شاہی ہاتھ سے نکل جانے کا شہزادہ الگزینڈر کے دل کو یقیناً رنج ہوتا اگر اس کے لئے یہ بات موجب تسکین نہ ہو جاتی۔ کہ بادشاہی پلیٹ جانے سے وہ اس قابل ہو گیا۔ کہ ایک حسین و پری چہرہ عورت ایڈلا لوئی سنگر سے شادی کر سکے۔ جو عام قہوہ خانوں میں گانے کا پیشہ کرتی تھی۔ تخت سے دست بردار ہو کر اس نے اس کو میونخ بلوایا۔ یہاں اس کے رہنے کا نجی مکان تھا۔ اس جگہ دونوں کی شادی ہو گئی اور وہ خوشی اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔

www.taemeernews.com

اِدھر بلغاریہ کا مُلک بغیر بادشاہ کے رہ گیا۔ اس وقت جب وزرائے سلطنت کی نگاہیں دُور و نزدیک کسی اُمید وار کی تلاش میں تھیں۔ واٹینا کے ایک چھوٹے بئیر خانہ کے سامنے چند وحشی صفت۔ تند خو آدمی مجمع کی صُورت میں بیٹھے بئیر پی رہے تھے۔ اِنہی میں ایک شخص ایسا تھا۔ جو اپنے آپ کو عہدہ بادشاہت کی امیدواری کے قابل سمجھتا تھا۔ یہی عیار فرڈیننڈ تھا۔ جسے انجام کار بلغاریہ کے تخت پر بیٹھنا نصیب ہوا۔ وہ بدرجہ غایت چالاک اور فتنہ پرداز تھا اس لئے صرف عام میں اس کا نام "سو مرٹ" مشہور رہا ہے۔ کچھ روپیہ پُر اسرار طریقوں پر اس کے قبضہ میں آ چکا تھا۔ اور اپنی زندگی میں وہ بارہا مختلف واقعات میں حصہ بھی لیتا رہا تھا۔ لیکن گو اس سے پہلے کبھی اس قسم کا موقعہ اس کو نصیب نہ ہوا تھا کہ وہ اپنے آپ کو کسی ملک کے بادشاہ کی حیثیت میں پیش کرتا۔ تاہم اس نے سوچا قسمت آزمائی میں کیا ہرج ہے۔ اگر تخت قبضہ میں نہ آیا تو سیر اکیا بگڑ جائے گا۔

اس شخص کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ اگر اوّل سے آخر تک بغور کیا جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ کوئی ایک بات بھی ایسی نہ تھی۔ جو اس کے حق میں کہی جا سکتی ممکن ہو۔ اور بعد کی تاریخ بھی یہی ثابت کرتی ہے۔ کہ وہ ایک بدنفس۔ شقی القلب مردم آزار آدمی تھا۔ لیکن شومئی تقدیر سے یہی وہ اوصاف تھے۔ جو اس کو اہل بلغاریہ پر حکمران بنانے کا ذریعہ ثابت ہوئے۔ شہزادہ الگزینڈر کو ان لوگوں نے ہمیشہ دودھ پیتا بچہ تصور کیا تھا۔ وہ ایک ایسے شخص کے متلاشی تھے۔ جو حریص جنگجو جہاں سوز تند خو اور سرکش ہو۔ ایسے ہی شخص کے واقعات زندگی اِن کے دلوں کو اپیل کر سکتے تھے۔

www.taemeernews.com

اُس زمانہ میں بلغاریہ کے انقلابی شہزادے کی ایک زبردست جماعت وائینا میں مقیم تھی۔ انہی سے فرڈینانڈ کا واسطہ پڑ گیا۔ اور انہی کی محبت میں بیٹھ کر اس نے بیر پیتے ہوئے اپنے آپ کو تختِ بلغاریہ کے لئے بطور امیدوار پیش کیا اس کے تھوڑا ہی عرصہ بعد قومی اسمبلی نے اتفاق رائے سے اس کو بادشاہ منتخب کر لیا گیا۔

شروع میں یورپ کی بڑی بڑی طاقتوں نے اسے بادشاہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ لیکن جس غیر معمولی عزم و استقلال کا ثبوت شخص نے اپنی حکمت عملی کی صورت میں دیا۔ نیز جس کامیابی کے ساتھ وہ مختلف انقلابی ہنگاموں کو فرو کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس کے باعث اس کے مخالف بھی جلدی ہی اس کے حامی و مداح بن گئے۔

ایک بار تختِ شاہی پر متمکن ہو جانے کے بعد وہ اس فکر میں ہوا کہ شادی کے لئے کوئی ایسی عورت تلاش کی جائے۔ جو ایک طرف کسی خاندان شاہی سے تعلق رکھتی ہو۔ اور دوسری جانب رعایا کو بھی اس کی ذات پر اعتراض کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ اس خیال کو ذہن میں لے کر فرڈینانڈ نے انگلستان کی طرف بھی نظر ڈالی تھی۔ بلکہ ملکہ وکٹوریہ آنجہانی سے گول مول لفظوں میں اظہارِ مطلب کرتے ہوئے طالب امداد بھی ہوا تھا۔ لیکن وہاں سے سوکھا اور صاف جواب پا کر رہ گیا۔ فی الحقیقت ملکہ معظمہ وکٹوریہ نے اس قدر صاف گوئی سے کام لیا۔ کہ کسی انگریز شہزادی سے شادی کرنے کا خیال فرڈینانڈ کے دل سے ہمیشہ کے لئے مٹ گیا۔

www.taemeernews.com

کئی اور یورپی ملکوں میں قسمت آزمانے کے بعد آخر کار اس کو کچھ اُمید ڈیوک آف پرما اور اس کی مہ جبین بیٹی میری لوئی کی طرف سے بندھی۔ فرڈیننڈ پہلے درجے کا جھوٹا اور مفتری تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی درجہ اول کا ایکٹر بھی تھا چنانچہ اس نے اس خاتون کے روبرو اپنے آپ کو اتنا پاکیزہ خو۔ نیک اعمال اور پسندیدہ خصائل ثابت کر کے دکھایا کہ اس کے دل میں کسی طرح کی بدگمانی باقی نہ رہی۔ میری لوئی ایک بڑی نیک خصلت کریم الطبع۔ متقی و پرہیز گار عورت تھی۔ مقابلہ میں فرڈیننڈ درجہ اول کا وآتش مزاج۔ ترش رو اور تلخ گفتار واقع ہوا تھا۔ اور یورپ کے اکثر شہروں میں اس کی بے حیائی کی دھوم تھی۔ جہاں اُس نے کسی ادنےٰ سے ادنےٰ عورت کو بھی صید ہوس بنانے سے دریغ نہ کیا۔ بہرحال اس نے میری لوئی کو خوب ہی دھوکا دیا۔ وہ بیچاری اس بدنہاد مرد جفا پیشہ کی چکنی چپڑی باتوں میں آگئی۔ اور اس طرح دونوں میں وہ تعلق قائم ہوا۔ جو عام حالات میں کبھی قائم نہ ہونا چاہیئے تھا۔

تھوڑا عرصہ بعد اُن کی شادی ہو گئی۔ اور جیسا کہ خیال کیا سکتا ہے بہت دن نہ گذرنے پائے تھے۔ کہ میری لوئی نے قصر صوفیہ میں پہنچنے کے بعد شوہر کے ہاتھوں ہر طرح کی تکلیفیں اور ذلتیں جھیلنی شروع کر دیں۔ اس کو یہ معلوم کر کے بڑی ہیبت اور وحشت ہوئی کہ فرڈیننڈ سراسر لا مذہب آدمی ہے۔ کسی طرح کے مذہبی عقاید نہیں رکھتا۔ شادی سے پہلے محض دکھاوے کے طور پر اصول مذہب کا احترام کرتا تھا۔ لیکن شادی ہو جانے کے بعد جلدی ہی اس نے اپنی بیوی کے عقاید کا تمسخر اڑانا شروع کر دیا۔ اور ایسی تند و تلخ

www.taemeernews.com

باتیں کہیں جن کو سُننا کوئی شخص گوارہ نہیں سکتا۔

میری بیچاری مُصیبت کی ماری سخت مُشکل میں مبتلا تھی۔ لیکن وہ کیا کر سکتی تھی۔ وہ ایک ایسے باپ اور کنبہ کے سایہ عاطفت سے نکل کر جس میں ہر شخص اُس سے گہری محبت کرتا تھا۔ ایک غیر ملک کے اندر رہنے لگی تھی اپنی سرزمین میں ترقی، تہذیب اور شائستگی کی جو نشانیاں اُس کے دیکھنے میں آیا کرتی تھیں اس ناہموار ملک میں ان کا شائبہ تک نہ تھا۔ لیکن یہ سب کچھ بھی گوارا ہوجاتا اگر اس کے شوہر کا سلوک اتنا نفرت آمیز نہ ہوتا۔ نہ صرف اس بدنصیب کو ہر طرح کے دینی مصائب کا شکار ہونا پڑا۔ بلکہ شوہر کی طرف سے اس پر بدنی تشدد بھی روا رکھا گیا۔ پیشتر وہ اُسے سخت و سُست کہہ کر ہی خوش ہوتا تھا۔ لیکن اب اس نے زدوکوب بھی شروع کر دیا۔

قصر صوفیہ میں قریباً ہر رات ایک عجب طرح کی چیخ چنگھاڑ سنائی دیتی تھی۔ فرڈینڈ شراب پی کے بدمست ہو جاتا۔ جو کچھ اُس کے مُنہ میں آتا بکواس کرتا۔ اور جسمانی ایذا بھی پہنچاتا۔ مقابلہ میں ستم رسیدہ عورت کی دردناک فریاد اور اس کی چیخیں فضا میں پھیل کر ایک بڑا ہی دردناک سماں پیدا کر دیتیں۔ آخرش جب اُن کے گھر میں اولاد ہوئی تو بھی معاملات نے اصلاح کی صُورت اختیار نہ کی۔ حتیٰ کہ جب فرڈینڈ کا بیٹا بولنے کے قابل ہوا۔ تو اُس نے محض بیوی کی ایذا رسانی کے لئے اس کو گندے گیت اور اولٹے قسم کے مذاق سکھانے شروع کر دیئے۔

میری لوئز کو اپنے شوہر سے بے حد محبت تھی۔ اور اُس محبت کے

www.taemeernews.com

پیش نظر اس نے اس کی ستم کاریوں کو جہاں تک ممکن ہؤا نظر انداز کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ظلم و ستم کی آخر کوئی انتہا ہوتی ہے۔ وقت آیا۔ جب اس کا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کی اپنی بدنامی بہت ہوگی۔ اُس نے شہر کو چھوڑ دینے کا فیصلہ کرلیا۔ اور آخر ایک دن اپنے والد ڈیوک آف پرما کے پاس چلی گئی۔

جب فرڈیننڈ کو معلوم ہؤا۔ کہ بیوی رخصت ہوگئی۔ ملک چھوڑ کر چلی گئی۔ اور اب واپس نہ آئے گی۔ تو اُس کو بڑی حیرت اور سراسیمگی ہوئی۔ تو وہ یہ سوچ کر ڈرا بھی کہ میں نے جو نازیبا سلوک اُس سے روا رکھا ہے۔ اس بنا پر اظہار حقیقت سے میری سخت بدنامی ہوگی۔ اس کے دہشت زدہ ہونے کی بڑی وجہ یہ بھی۔ کہ اس کو معلوم تھا۔ رعایا میری لوئی سے گہری عقیدت رکھتی ہے۔ اور اگر حقیقت حال کا انکشاف ہؤا۔ تو یقینی طور پر تخت میرے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ لیکن فرڈیننڈ کا نام بے وجہ تو مشہور نہ تھا جلدی ہی اس کی عیاری آڑے آئی اور اُس نے اس مشکل کا ایک نیا حل سوچنا شروع کر دیا۔

سب سے پہلا کام جو اس نے اس سلسلہ میں کیا یہ تھا۔ کہ ایک خط یورپ کے تمام درباروں کے نام لکھوایا۔ جس میں مذکور تھا۔ کہ اس کی بیوی اُسے چھوڑ کر بھاگ گئی ہے۔ تحریر کا اندازہ ظاہر کرتا تھا۔ کہ یہ فعل مذموم عورت نے اپنی مرضی سے کیا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ وہ اپنی کسی شرمناک حرکت کو چھپانا چاہتی تھی۔ یہ خط اس قدر جلد روانہ کر دیئے گئے۔ کہ لوگوں کو صحیح واقعات کا حال۔ دوسرے ذریعوں سے معلوم کرنے کا موقعہ ہی نہ مل سکا۔ انہی میں سے ایک خط

www.taemeernews.com

تقدس مآب پوپ کے نام بھی بھیجا گیا۔ جس میں یہ سطور درج تھیں۔ کہ اگر آپ اجازت دیں۔ تو میں ذاتی طور پر نیاز حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اور اس عنایت کے لئے خاص طور پر ممنون ہوں گا۔

بدقسمتی سے پوپ کے دربار میں اس کی چال بازی کامیاب نہ ہوئی۔ لیکن تقدس مآب نے اپنے طور پر تحقیقات کر کے سارا حال معلوم کر لیا۔ اور جب فرڈیننڈ اس خیال سے خوش خوش روما پہنچا کہ کلیسا کے ایک پابند فرض عبادت گذار کی مانند اُس سے اچھا سلوک کیا جائے گا۔ تو نہ صرف اس کو سرد مہری کا شکار ہونا پڑا۔ بلکہ پوپ نے اس کو اپنے حضور میں طلب کر کے خوب سی فہمائش بھی کی۔

اس سے فرڈیننڈ کو اتنا معلوم ہو گیا۔ کہ اب اصلی راز افشا ہو چکا ہے اور اگر کوئی صورت اپنی بیوی کے ساتھ مصالحت کی پیدا نہ کی گئی۔ اور باشندگان بلغاریہ کو اس طریقہ پر اپنا ہم خیال نہ بنایا گیا۔ تو ملک کے اندر ضرور شر و فساد ہو گا جس کے بعد میرے لئے یہاں رہنا غیر ممکن ہو جائے گا۔

پس کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر وہ ڈیوک آف پرما کے پاس پھر گیا۔ بڑی عاجزی سے ملا۔ اور انتہائی انکسار کے ساتھ اپنی بیوی سے ملنے کی اجازت چاہی۔ پرما ڈیوک بڑا نیک سیرت فرخ سرشت آدمی تھا۔ وہ پھر ایک مرتبہ اس مرد عیار کی چالوں میں آ گیا۔ فرڈیننڈ نے اپنی طرف سے اصلاح کے لمبے چوڑے وعدے کئے۔ اس نے کہا آئندہ کبھی کسی صورت میں بھی میری کسی بات کے لئے میری لوئی کو شکایت کا موقع نہ ملے گا۔ وہ اپنی بیوی سے بھی نہایت

www.taemeernews.com

اچھی طرح پیش آیا۔ اور ایسی ایسی باتیں کیں۔ کہ بھولی عورت اس کے دام فریب میں آگئی۔ چنانچہ فرڈیننڈ اس کے چند دن بعد میری لوئی کو ساتھ لیکر صوفیہ واپس آگیا۔ لیکن جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ سب اس کی زمانہ سازی اور فریب کاری تھی۔ میری لوئی کو صوفیہ پہنچنے کے بعد جلدی ہی معلوم ہو گیا۔ کہ فرڈیننڈ کے کے آنسو مگر مچھ کی طرح محض دکھاوے کے آنسو تھے۔ صوفیہ پہنچتے ہی اس نے پھر اپنے پرانے طریقے شروع کر دیئے۔ اور اب کی مرتبہ ان میں یہ اور اضافہ کیا۔ کہ اپنی بیوی کی نگرانی کے لئے جاسوس مقرر کر دیئے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ دوبارہ اپنے والد کے پاس چلی جائے۔ ستم کی ماری خاتون نے شکایت کی جو چھٹیاں اپنے باپ اور پوپ روم کے نام لکھیں۔ ان کو بھی رستہ میں ہی روک لیا گیا۔ ایک بھی منزل مقصود تک نہ پہنچیں۔ انجام کار وہ دن آگیا۔ جب بدنصیب میری لوئی بستر مرگ پر پڑی تھی۔ چند دن پیشتر اس کے ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی۔ اسی سلسلہ میں صحت نے کچھ ایسی خرابی اختیار کی۔ کہ وہ دوبارہ بستر سے نہ اٹھ سکی۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے۔ کہ نہ ختم ہونے والے غم اور روز روز کی بیرحمی نے اسے پیش از وقت ہی آغوش اجل میں پہنچا دیا۔ وقت آخر میں اس نے اشک آلود انکھوں سے اپنی ایک خواص سے دیکھا اور کہا میں خوش ہوں۔ کہ موت مجھے اپنے دامن میں لینے لگی ہے۔ جو مصیبتیں اور تکلیفیں میں نے اس قصر شاہی میں اٹھائی ہیں۔ ان کے بعد موت کی دائمی نیند مجھے خواب راحت کی طرح معلوم ہوتی ہے۔

جس وقت غریب عورت آخری سانس لے رہی تھی۔ تو نوکروں نے

www.taemeernews.com

فرڈیننڈ کو اطلاع دی۔ اور وہ دکھاوے کے لئے بستر مرگ کے قریب کھڑا ہونے کی غرض سے وہاں پہنچا۔ لیکن جب اس نے دروازہ کھولا تو اس کنیز نے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ اور ملکہ سے انتہا درجے محبت کرتی تھی۔ شاہی عتاب کی پرواہ نہ کر کے قہر آلود نظروں سے بادشاہ کی طرف سے دیکھا۔ اور جوش میں بھر کر بولی "تم قاتل ہو، تم نے ہی غریب ملکہ کی جان لی ہے۔ اب کس لئے یہاں آئے ہو"۔

فرڈیننڈ اُلٹے پاؤں وہاں سے پلٹ گیا۔ اس کے چند منٹ بعد میری ٹوڈر اس دُنیا کی مُصیبتوں سے دائمی نجات حاصل کر گئی۔ اس کے مصائب کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔

www.taemeernews.com

ایک کمرہ میں دو نعشیں

شہزادہ آسٹریا کی محبت کا پُراسرار افسانہ

موت ہی سے کچھ علاجِ دردِ اُلفت ہو تو ہو
غُسلِ میت ہی ہمارا غُسلِ صحت ہو تو ہو

www.taemeernews.com

رڈولف آسٹریا کے شہنشاہ فرانسس جوزف کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اس میں شک نہیں۔ قدرت نے دُنیا بھر کی آسائشیں اس کے لئے مہیا کی تھیں۔ وہ ایک ایسی مملکت کا ولی عہد تھا جس کی دھاک سارے یورپ پر بیٹھی ہوئی تھی مگر کس کو خیال آسکتا تھا۔ کہ یہ قبول صُورت نوجوان عالم شباب ہی میں پراسرار طریقہ پر مقتول پایا جائے گا؟ اور اس کے ساتھ ہی وہ بدقسمت دوشیزہ بھی جس کا جرم صرف یہ تھا۔ کہ اس نے سچی محبت کی۔

رڈولف اپنے عہد کے نوجوانوں میں سب سے زیادہ شکیل و قبول صُورت گنا جاتا تھا اور اس لحاظ سے ایسی عورتوں کی تعداد کم نہ تھی۔ جو پروانہ وار اس کے گرد جمع رہتی تھیں یہی وجہ تھی۔ کہ لندن، پیرس، برسلز اور برلن غرض دُنیا کے سب بڑے شہروں میں اس کے عشق و محبت کے کارنامے موجود تھے۔ اپنے وطن کے صدر مقام وائنا سے وہ حتی الوسع دُور رہا کرتا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے والدین شہنشاہ اور ملکہ دونوں اس کی عشقیہ خطا کاریوں سے بیزار تھے۔ اور اس کو سیدھی راہ پر لانے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ ان باتوں سے تنگ آگیا۔ اور بیس سال کی عمر میں والدین سے لڑ جھگڑ کر علیحدہ ہو گیا، معاملات نے جو انتہائی ناخوشگوار صُورت اختیار کی۔ اس کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے۔ کہ شہنشاہ فرانس جوزف نے ایک موقعہ پر تنگ آکر گرینڈ ماسٹر

www.taemeernews.com

آف دی کورٹ کی موجودگی میں رڈولف سے کہا، "گو تم میرے اکلوتے فرزند ہو۔ اور میرے بعد آسٹریا کا تخت تمہیں کو ملے گا۔ مگر میرا قطعی فیصلہ یہ ہے۔ کہ اس وقت کے بعد کبھی اپنی صورت مجھ کو نہ دکھانا۔ مَیں سمجھ لوں گا۔ کہ تم میرے لئے مر گئے۔ میری نسبت جیسا تمہارے جی میں آئے خیال کرنا۔"

ماں باپ سے تو رڈولف کی علیحدگی اِن حالات میں ہُوئی۔ اب اس کی شادی کا قصہ ملاحظہ ہو۔ تیئس ۲۳ سال کی عمر میں اس کو ایک ایسی عورت سے شادی کرنے پر مجبور کیا گیا۔ جو حد درجہ دُبلی پتلی اور بدصُورت تھی۔ بدنما لمبوترا چہرہ، چھپکلی جیسا مُنہ، شہزادی سٹیفانی اس کا نام تھا۔ اور وہ شاہ لیوپولڈ ثانی والئے بلجیم کی بیٹی تھی۔

شہزادہ رڈولف نے اس شادی سے بچنے کے لئے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے حتیٰ کہ ایک محفل میں جب اس کا خسر اور منگیتر دونوں موجود تھے۔ یہ بات کہہ دی کہ جن عورتوں کے چہرے لمبے اور گردنیں سکڑی ہوئی ہوں۔ مَیں اُن سے سخت نفرت کرتا ہوں، اس کھلی ہوئی بات سے قدرتی طور پر شاہ لیوپولڈ کے دل کو صدمہ پہنچا۔ اور سٹیفانی بھی کچھ کم برافروختہ نہ ہوئی۔ لیکن سب بادشاہوں اور بادشاہزادوں کی شادیاں محبت کی نسبت سیاسی و ملکی مصلحت کے ماتحت ہوتی ہیں۔ اس لئے وزرا اور امرائے دربار کی سعی پیہم سے انجام کار ان دونوں کو شادی کی زنجیر میں جکڑ دیا گیا۔ اس کے آٹھ سال بعد وہ ہیبت ناک واقعہ ہوا۔ جو شہزادہ رڈولف اور اس کی معشوقہ بیرنس میری ویٹسیرا کی پُراسرار ہلاکت کا باعث بنا۔ صحیح راز آج تک نہیں کھلا۔ مختلف موقعوں پر طرح طرح کے خیالات اس بارہ میں ظاہر کئے

www.taemeernews.com

کئے جاتے رہے ہیں۔

(۲)

قصہ کو آگے چلانے سے پیشتر بعض شخصوں کے مختصر حالات کا اظہار ضروری ہے۔ کیونکہ انہیں آگے چل کر اس قصہ کے سٹیج پر نمایاں کام کرنا ہے۔

شہنشاہ فرانسس جوزف کی بی بی ملکہ الزبتھ ایک بڑی خوبصورت خوروش خاتون تھی۔ قدرت نے وہ ساری خوبیاں جو کسی عورت کی ذات میں پائی جا سکتی ہیں، اس کو عطا کر رکھی تھیں۔ عیب صرف ایک تھا یعنی اس کے دانت ناقص تھے۔ اس لئے بہت آہستگی سے بولتی۔ اور کسی بھی حالت میں ہنسنے کیلئے مُنہ کھولنے کی جرات نہ کرتی تھی۔ اپنے شوہر سے اس کی کسی موقعہ پر نہ بنی۔ گو در پردہ اس نے بہت رنگ رلیاں منائیں۔ افسوس یہ خوبصورت ملکہ انجام کار ایک انارکسٹ کے ہاتھوں ماری گئی۔

اس کی بھتیجی یعنی بھائی کی بیٹی کونٹس میری لارش اس کی عشق آمیز گھاتوں میں عرصہ دراز تک معاون و مددگار رہی۔ چونکہ اس عورت نے شہزادہ روڈلف اور بدنصیب میری وٹسیرا کو ایک دوسرے سے ملانے میں بھی نمایاں حصہ لیا تھا اس لئے اس کا نام خصوصیت سے یاد رکھنے کے قابل ہے۔

آسٹریا کے صدر مقام وائنا میں بیرن وٹسیرا ایک معزز رئیس گنا جاتا تھا اس کی بیوی یعنی بیرنس کا نام ہیلین تھا، ان کے چار بچے تھے۔ دو بیٹے جن کا اس داستان سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے۔ دو لڑکیاں ہانا اور میری ان میں سے میری ہی وہ نازنین تھی۔ جسے اس دردناک واقعہ کی ہیروین سمجھنا چاہیئے۔

www.taemeernews.com

اس کو شہزادہ روڈلف سے گہری محبت ہو گئی تھی جس کے سلسلہ میں یہ داستان قلمبند کی جا رہی ہے۔

عام طور پر یہ ایک مانی ہوئی بات سمجھی گئی ہے۔ کہ عشق و محبت کا اظہار ہمیشہ مرد کی طرف سے ہوتا ہے۔ لیکن میری وٹسیرا کو خدا نے کچھ ایسی پُرجوش طبیعت عطا کی تھی۔ کہ وہ شہزادہ روڈلف کو ایک مرتبہ دیکھنے کے بعد اس کی شیدائی ہو گئی۔ اور اتنی گہری محبت اس سے ہو گئی۔ کہ نہ اس نے مجلسی اختلاف کا کچھ خیال کیا۔ جو دونوں میں حائل تھا۔ نہ شہزادے کے لاابالی مزاج پر توجہ کی صرف ایک بار اس کو قریب سے دیکھ لینے کے بعد وہ دل و جان سے اس کی ہو گئی۔ اور گو اس وقت کے بعد اس کی بڑی بہن ہانا اور ماں ہیلین نے انتہائی کوشش کی کہ یہ خود سر لڑکی اس دل پذیر مصیبت سے محفوظ رہے۔ تاہم وہ دم آخر تک یہی کہتی رہی کہ روڈولف میرے اور میں اس کے لئے بنی ہوں۔ اور یہ اس حالت میں کہ روڈولف کی شادی شہزادی سٹیفانی سے ہو چکی تھی،

بدنصیب میری وٹسیرا کے حُسن حیرت خیز کا کچھ اندازہ کونٹس میری لارش کی اس بیان سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو اس نے اپنی کتاب ”مائی پاسٹ“ (میرا عہد گذشتہ) میں درج کی ہے۔ ایک مقام پر وہ لکھتی ہے۔ اور میری وٹسیرا کا چہرہ ہر وقت میری آنکھوں میں پھرتا رہتا ہے۔ قدرت نے اس کو کچھ اس طرح کی صورت عطا کی تھی۔ جس پر شباب کی مستانہ اور فتنہ خیز دل آویزیاں ہر وقت نثار رہتی تھیں۔ اس کی آنکھوں میں نشہ۔ باتوں میں مستی اور ہر ادا میں سرور پایا جاتا تھا۔ قامت دراز نہ تھی۔ بدن بھی گدازی کا اثر

www.taemeernews.com

سے لیئے ہوئے نہ تھا۔ تاہم اس کی بھری ہوئی چھاتی اس کو سولہ برس کی لڑکی سے بہت زیادہ کوئی پختہ سال نازنین ظاہر کرتی تھی۔ ہونٹ غایت درجہ سُرخ۔ دانت بہت چھوٹے اور بیحد سپید مسکراتے وقت اس کے دانتوں کو "چوہے کے دانت" کہا کرتی تھی۔ سب سے زیادہ دلفریب اس کی آنکھیں تھیں۔ جن میں چشم غزال کی سی سُرخی پائی جاتی تھی۔ لمبی لمبی پلکیں اور نمایاں ناک نقشہ بھویں سیاہی مائل۔ بھورے بال کمر سے نیچے تک لمبے اور وہ چھوٹے چھوٹے ہاتھ پاؤں اس کے حسن اعضا کے آئینہ دار تھے"۔

میری لارش کا بیان ہے۔ کہ چند ہی روز کی ملاقات میں میری ویٹسیرا کے عشق کا راز نہانی خود اس کی زبانی ظاہر ہوگیا۔ حتیٰ کہ نوعمر حسینہ نے فاخرانہ لہجہ میں اس سے کہا۔ کہ میں ولی عہد کو چاہتی تو کچھ عرصہ پہلے سے تھی۔ لیکن جب اس سے ملاقات کی اور کوئی سبیل پیدا نہ ہوسکی۔ تو میں نے خود ہی ایک چھٹی لکھ کر اس کے نام بھیجی۔ اور اس میں صاف تحریر کردیا کہ مجھے تم سے کس درجہ عشق و محبت ہے۔ جیسا کہ سمجھا جاسکتا ہے۔ کونٹس نے اپنی کتاب میں اس معاملہ سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ میری کے دل میں شہزادہ کا پریم سب سے پہلے اس وقت پیدا ہُوا تھا۔ جب گھوڑ دوڑ کی ایک مجلس میں اس نے شہزادہ کو بار بار اپنی طرف جھانکتے ہوئے دیکھا۔ مگر آغاز محبت خواہ کن حالات میں ہوا اس میں کلام نہیں کہ بدنصیب میری کی ماں نے شروع سے ہی بیٹی کے اس جوش بے معنی کو دبانے کی کوشش کی۔ حتیٰ کہ شروع شروع میں وہ اس خیال سے بیٹی کو ساتھ لیکر انگلستان بھی چلی گئی۔ لیکن عشق کی چنگاری گو ظاہری طور پر دب

www.taemeernews.com

گئی تھی۔ لیکن اس میں دوبارہ سلگنے کی خاصیت زندہ رہی۔ چنانچہ یہ لوگ دوبارہ وائنا پہنچے تو وہی جوش وحشت تازہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ جب ماں نے اس کو سمجھایا کہ ولی عہد سے تمہاری یہ محبت سوائے مصیبت کے اور کوئی فائدہ نہ دے گی۔ اور تم کو چاہیئے کہ اس کا خیال دل سے نکال دو تو اس نے برملا جواب دیا۔ کہ "یہ ناممکن ہے"۔ بلکہ یہاں تک بھی کہہ گئی۔ کیا تم خیال کرتی ہو۔ میں ایک لحظہ کے لئے اس کو بھلا سکتی ہوں اس کی تصویر میرے دل پر کندہ ہے۔ اور ہمیشہ قائم رہے گی۔ کوئی طاقت مجھے اس کی محبت بلکہ پرستش سے روک نہیں سکتی"!

ایک روز جب کونٹس اپنی سہیلی بیرنس وٹسیرا یعنی میری کی ماں سے ملنے اس کے مکان پر گئی۔ تو میری نے موقعہ پا کر اس سے علیحدگی میں کہا کہ آپ کی رڈولف سے رشتہ داری ہے۔ کیا آپ میری طرف سے یہ پیغام اسے دے سکتی ہیں۔ کہ وہ جو ہمیں چاہتی ہے۔ کیا اس کی بھی کچھ خبر ہے؟!

اس پر کونٹس قہقہہ مار کر ہنسنے لگی اور اس نے سمجھایا۔ کہ "عزیز لڑکی یہ پیغام رڈولف کو نہیں پہنچا سکتی۔ کیونکہ اول تو وہ بہت آوارہ مزاج ہے۔ دوسرے شادی شدہ ہے۔ تمہیں ان سب باتوں کو مدنظر رکھ کر اس کا خیال اپنے ذہن سے نکال دینے کی کوشش کرنی چاہیئے"۔

اس کے بعد قریباً تین ہفتے کونٹس لارش وائنا سے غیر حاضر رہی۔ کیونکہ وہ سلیشیا گئی ہوئی تھی۔ واپسی پر میری نے اس سے ملنے کی درخواست کی۔ اس نے اسے اپنے ہوٹل میں بلوایا اور اس وقت میری کی زبانی اس کو معلوم ہوا۔ کہ اس عرصہ میں دونوں کے تعلقات اور بھی زیادہ ترقی کر گئے ہیں۔ مسکراتے ہوئے

www.taemeernews.com

کہنے لگی۔ رڈولف نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ کہ ہر رات بارہ بجے کے عمل پر ایک بند گاڑی ہمارے مکان سے تھوڑے فاصلہ پر میرا انتظار کرے گی۔ تاکہ مجھے اگر موقعہ مل سکے تو میں اس پر سوار ہو کر اس کے پاس پہنچ جاؤں"۔

اس نے آگے چل کر یہ بھی بیان کیا کہ "ایک رات میں اپنی خادمہ ایگنس کی مدد سے مکان سے چُپ چاپ نکل جانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ میں اس خیال سے بند گاڑی پر سوار ہوئی اور تھوڑی دور شہزادہ بھی راستہ میں مل گیا۔ ہم دو گھنٹے اکٹھے سیر کرتے رہے"۔ وہ دو گھنٹے میرے لئے انتہائی مسرتوں کا موجب تھے۔ ہم میں کئی باتیں ہوئیں۔ اور میں نے دیکھا کہ شہزادہ اس سے بھی زیادہ شریف اور پُر خلوص ہے۔ جتنا میرا پیشتر خیال تھا"۔

کونٹس کا اپنا بیان یہ ہے۔ کہ "میں نے اس موقعہ پر لڑکی کو پھر ایک بار سمجھانے کی کوشش کی، میں نے اس کو بتایا کہ جو کچھ تم کہہ رہی ہو۔ صریح دیوانگی ہے۔ اور اس کا نتیجہ خطرناک ہو گا۔ چونکہ ملکہ میری خالہ ہے۔ اور رڈولف خالہ زاد بھائی۔ اس لئے میں اس الجھن میں مبتلا ہونا کبھی منظور نہ کرونگی"۔

یہ کونٹس لارش کا اپنا بیان ہے، مگر دُنیا کچھ اور کہتی ہے۔ ہم نے معاملہ کے دونوں پہلو ساتھ ہی ساتھ واضح کر دینے ضروری سمجھے ہیں"۔

(۳)

اس کے بعد کونٹس اپنے شوہر کے ساتھ پارڈوبز کے دیہات میں چلی گئی۔ اور تقریباً تین ہفتے وائنا سے باہر رہی۔ اس عرصہ میں میری وٹسیرا کے متعلق کسی طرح کا حال اس کو معلوم نہ ہو سکا، آخر وائنا آنے کے بعد جب وہ پھر ایک بار

www.taemeernews.com

اپنی سہیلی پرنس وٹسیرا بھی میری کی ماں سے ملنے گئی۔ تو میری نے اثنائے گفتگو میں کہا کہ آج سہ پہر کو چار بجے گاڑی پر سوار ہوکر پریڈ کی سیر کرنے چلیں" اس نے یہ بھی کہا۔ کہ مجھ کو رڈولف کی صورت دیکھے کئی دن ہوگئے ہیں۔ اس وقت امید ہے۔ وہ بھی گھوڑے پر سوار ہوکر اس جگہ سیر کرنے آئے گا۔ کونٹس نے اس تجویز کو منظور نہ کیا۔ لیکن جب میری کی ماں کو کونٹس سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ تو اس نے اس بنا پر کونٹس اور میری کے تفریحاً پریڈ جانے کی تجویز پر زور دیا۔ کہ وہ کچھ دنوں سے بہت اداس اور افسردہ خاطر رہتی ہے۔ تمہارے ساتھ جانے سے اس کا جی بہل جائے گا، غرض اس طریقہ پر کونٹس میری کو ساتھ لے جانے پر آمادہ ہوگئی۔

پریڈ وائنا کے ایک بہت وسیع اور پُر فضا باغ کا نام ہے۔ دونوں گاڑی پر سوار ہوکر وہاں گئیں اور ایک روش پر پیادہ چلنے لگیں۔ اس کے ایک ہی منٹ بعد کونٹس کو معلوم ہوا کہ میری ہمراہ نہیں! اس وقت پہلی مرتبہ کونٹس کو اس حقیقت کا علم ہوا۔ کہ میری نے اس کو خوب احمق بنایا۔ درحقیقت وہ اس حیلہ سے مکان سے نکل آنا چاہتی تھی۔ اب وہ خفیہ طور پر شہزادہ سے ملنے چلی گئی ہے۔ وہ تھوڑی دیر تک ادھر اُدھر ڈھونڈتی رہی۔ آخر عاشق و معشوق کو بازو میں بازو ڈالے ایک مقام پر ٹہلتے ہوئے دیکھ لیا۔ اس موقع پر رڈولف نے اپنی ماموں زاد بہن سے معافی چاہی اور کہنے لگا۔ "امید ہے۔ تم اس چھوٹی سی خطا سے درگذر کروگی"۔ کونٹس تو خیر چپ رہی۔ لیکن بدنصیبی سے وائنا کے ایک سخت باتونی آدمی ہروان ہنچی نے جس کا دربار سے کچھ تعلق

www.taemeernews.com

تھا۔ انہیں اس حالت میں دیکھ لیا۔ اور کے ذریعہ سے ولی عہد کی بیوی شہزادی سٹیفانی کے کانوں تک یہ خبر جا پہنچی۔ کہ کوئی دوسری عورت اس کے شوہر کی محبت پر قبضہ کر رہی ہے۔

بڑے دن کے موقعہ پر کونٹس کو پھر ایک مرتبہ ویانا جانے کا اتفاق ہوا۔ گرینڈ ہوٹل میں اس کا قیام تھا۔ وہیں شہزادہ رڈولف ایک دن اس سے ملنے کے لئے آیا۔ اور اثنائے گفتگو میں کہنے لگا۔

"اس نادان میری کی وجہ سے مجھکو سخت مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے میں خیال کرتا ہوں۔ کہ وہ ہوش و حواس اور عقل و خرد کو بالکل جواب دینے لگی ہے بہتیرا اس کو ٹالتا ہوں۔ مگر پیچھا نہیں چھوڑتی۔ میں نے اسے سمجھایا تھا۔ کہ تم میگل برگنزا سے شادی کر لو، تم اس کے ساتھ ہر طرح آسائش ہو گی۔ لیکن وہ اس بات پر اڑی رہی کہ میں اسے اپنے پاس رکھوں سخت اُلجھن میں جان ہے۔

کونٹس نے اپنی طرف سے جو کچھ مناسب تھا۔ کہا۔ لیکن رڈولف نے ایک اور ہی انوکھی تجویز پیش کی۔ کہنے لگا "تم چونکہ اپنے شوہر کے ساتھ ریویرا جا رہی ہو۔ اس لئے میری کو بھی کسی بہانے اپنے ساتھ لیجاؤ" یہ بات اس کے ذہن نشین کر دینا۔ کہ میں بھی وہیں آجاؤں گا۔ یا اور جو بہانہ مناسب ہو کرنا۔ لیکن خدا کے لئے کسی طرح اس سے میرا پیچھا چھڑا دو۔ میں اپنے لئے نہیں بلکہ اس نادان لڑکی کو آنے والی مشکلات سے بچانا چاہتا ہوں۔ وعدہ کرو کہ اس معاملہ میں جو کچھ تمہارے اختیار میں ہے۔ کرو گی۔ بعد ازاں سارا حال تفصیل کے ساتھ مجھے لکھ دینا۔ میں ان دنوں قصر ہوف برگ میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ اور

www.taemeernews.com

میرا قابلِ اعتماد نوکر ریشاک وہاں میرے ساتھ رہتا ہے۔ اس وقت میں نوکروں کے زینہ کی راہ سے ہوٹل میں داخل ہوا تھا۔ اس لئے کسی کو میرے یہاں آنے کا علم نہیں۔ میرا وفادار کوچبان بریٹ فش گاڑی لئے قریب ہی ایک گلی میں کھڑا ہے۔"

غرض اس طرح کی باتیں کیں۔ اور کونٹس سے وعدہ حاصل کرنے کے بعد کہ وہ ضرور جو کچھ اس کے بس میں ہے کرے گی۔ وہاں سے رخصت ہو گیا۔ اور جاتی دفعہ اس نے اپنی ماموں زاد بہن کے ہاتھ پر محبت کا بوسہ دیا۔

اس کے آدھ گھنٹہ بعد میری وٹسیرا بھی وہیں آ پہنچی اور کونٹس کو اسکی زبانی یہ سن کر بے حد تعجب ہوا کہ وہ بھی جلد از جلد وائنا سے رخصت ہو جانے کو بیتاب ہے۔ کہنے لگی۔ اس جگہ لوگوں میں بہت کچھ چرچے ہونے لگے ہیں، پس میں چاہتی ہوں۔ کچھ عرصہ کے لئے کہیں دُور چلی جاؤں۔ مگر صرف اس بات کی ہے۔ کہ رڈولف نے مجھ سے کہا تھا۔ میں ایک معاملہ کی نسبت سخت فکرمند ہوں۔ میں نہیں جانتی وہ معاملہ کیا ہے۔ مگر اس طرح کی حالت میں اس کو تنہا چھوڑ کر جاتے۔ ہچکچاتی ہوں۔"

کونٹس نے اس سے کہا: "میں تمہیں اپنے ساتھ منٹون لے چلوں گی"۔ اس پر میری آمادہ ہو گئی۔ اس کے جانے کے بعد کونٹس نے خفیہ طور پر ایک چٹھی رڈولف کے نام لکھی اور اس میں تحریر کیا کہ میں تمہاری تجویز کو عمل میں لانے میں کامیاب ہو گئی ہوں۔ میری کو میں اپنے ساتھ وائنا سے باہر لے جاؤں گی۔"

تاہم جیسا سب عورتوں کی حالت میں ہوا کرتا ہے۔ وہ بھی جاننے کو سخت

www.taemeernews.com

بیقرار ہوئی کہ وہ کونسا پوشیدہ راز ہے۔ جس نے رڈولف کو بیتاب کر رکھا ہے اور جس کا حال اس نے میری سے بھی ظاہر نہیں کیا۔

(۴)

اگلا دن بغیر کسی واقعہ کے گذرا، لیکن تیسرے روز علی الصبح رڈولف نے ایک خط کونٹس لارش کے نام لکھا جس میں تحریر تھا۔ کہ میں سہ پہر کو پانچ بجے کے قریب ایک ضروری کام کے سلسلہ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ اپنی خادمہ جینی سے کہنا۔ نوکروں کے زینہ کے آس پاس رہے۔ تاکہ کسی کو میرے آنیکا علم نہ ہوسکے۔

جنوری کا مہینہ تھا۔ جب کافی دن رہے سے ہی اندھیرا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ آسمان پر ابر غلیظ کے ٹکڑے متحرک نظر آتے تھے، کثیف کہر ہر طرف چھایا ہؤا تھا۔ شہزادہ رڈولف فوجی لبادہ پہنے ٹھڈی تک بٹن لگائے داخل ہؤا۔ وہ سخت مضطرب اور بیقرار نظر آتا تھا۔ سب سے پہلے الفاظ جو اس نے کہے تھے۔ "میری (ناظرین کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کونٹس لارش کا نام بھی میری ہی تھا) اگر تم نے میری مدد نہ کی تو سب کچھ بگڑ جائے گا۔ اور میں کہیں کا نہ رہونگا!"

کونٹس اس کی بدلی ہوئی حالت دیکھ کر بہت متعجب ہوئی۔ اس کے چہرہ کی رنگت پیلی تھی۔ اور اس پر فکر و اضمحلال کے آثار نمودار تھے۔

اتنے میں رڈولف تیز آواز میں کہنے لگا۔ "میری نے بڑا غضب کیا کہ میری بیوی سٹیفانی کی توہین کی۔ اب اس کی ماں بیرنس اسے کمرہ میں بند کئے ہے۔ تم ہی اس کو وہاں سے نکال سکتی ہو، خدا کے لئے جس طرح ممکن ہو اس کو وہاں سے نکال کر ہوف برگ میرے پاس لے آؤ۔"

www.taemeernews.com

کونٹس کو اِن الفاظ سے بڑا تعجب ہوا۔ کہنے لگی۔ کہ یہ کام میرے لیے غیر ممکن ہے۔ اور میں کبھی ایسی بات نہ کروں گی، اگر میری خالہ تمہاری ماں کو خبر ہو گئی۔ تو وہ کبھی مجھ کو معاف نہ کرے گی۔"

لیکن شہزادہ نے عاجزانہ لہجہ میں کہا۔ "میری میں بھاری خطرہ میں پھنسا ہوں۔ اور تمہارے بغیر کوئی آدمی مجھکو نظر نہیں آتا۔ جس کو اپنا راز بتا سکوں۔ اس لیے قسم کھا کر وعدہ کرو کہ جو کچھ میں تم سے کہنا چاہتا ہوں، اس کا حال کسی پر ظاہر نہ کرو گی۔"

کونٹس نے جواب دینے سے پہلے تامل کیا۔ پھر بولی۔ "رڈولف اگر خطرہ کسی طرح کا ذاتی ہے۔ تو میں بیشک تمہاری مددگار ہوں۔ اور مجھے قسم کھانے سے بھی انکار نہیں۔ لیکن تمہارے عاشقانہ تعلقات کا اس معاملہ سے کوئی واسطہ نہ ہونا چاہیئے۔

کونٹس لارش کا اپنا بیان یہ ہے۔ کہ اِن الفاظ کو سُن کر ولی عہد نے معنی خیز نظروں سے میری طرف دیکھا۔ پھر ایک لفظ تک کہے بغیر ایک چھوٹی سی سیاہ رنگ کی چیز اپنے لبادہ کے اندر سے نکالی، کونٹس نے اندازہ سے معلوم کیا کہ کپڑوں میں سلی ہوئی کسی طرح کی صندوقچی ہے، کونٹس چونکہ اس بار امانت کو اٹھانے سے گھبراتی تھی۔ اس لئے جھجھک کر ذرا پیچھے ہٹ گئی، لیکن شہزادے نے اس کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر نرم لہجہ میں کہا۔ "میری صندوقچی کو اپنے پاس رکھو۔ کوئی محفوظ سا مقام تلاش کر کے وہاں رکھوا دینا، میں کسی حال میں اس کو اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ معلوم نہیں۔ شہنشاہ کس وقت میرے سامان کی ضبطی کا حکم صادر کر دے۔"

www.taemeernews.com

اتنا کہہ کر شہزادہ نے وہ صندوق کونٹس کے ہاتھ میں دے دیا اور اس کو معلوم ہوا کہ وہ فولاد کا بنا ہوا اور کافی وزن دار ہے۔

"تم اسے اپنے ٹرنک کے اندر بند رکھو، شہزادہ نے اصرار کیا، اور اطمینان رکھو۔ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں جو تمہاری بدنامی کا موجب ہو، اسے تب تک اپنے پاس رکھنا کہ میں خود اسے واپس لینے آؤں یا میری بجائے کوئی دوسرا اسے تم سے طلب کرے۔ صرف ایک شخص اور ہے۔ جس کو اس صندوقچہ کا راز معلوم ہے۔ اور اگر حالات نے انتہائی صورت اختیار کی اور میں اسے لینے نہ آسکا۔ تو پھر وہی اس کو لینے کے لئے تمہارے پاس آئے گا۔"

کونٹس نے اس آدمی کا نام پوچھنے کی کوشش کی لیکن شہزادہ نے یہ کہہ کر بات ٹال دی۔ خواہ کوئی آدمی ہو۔ وہ یہ چار حرف آکر تم سے کہے گا۔ آر۔ ٹی۔ یو۔ او (R. T. U. O) یہ ڈبہ اسی کے حوالہ کر دینا۔ تم میرے سامنے حرفوں کو یاد کر لو۔ بلکہ پاکٹ بک میں لکھ لو۔"

کونٹس نے دریافت کیا کہ کیا وہ خطرہ ان اختلافات کی وجہ سے ہے جو شہزادہ کے اپنی بیوی سے ہیں؟ اس کے جواب میں رڈولف نے کہا نہیں وہ ایک سیاسی خطرہ ہے۔" اس کے ساتھ ہی سہمی ہوئی آواز سے کہنے لگا۔ اگر سارا حال شہنشاہ کو معلوم ہو گیا۔ تو پھر میری موت یقینی ہے۔"

سارا حال بیان کرنے کے بعد اس نے کہا کہ اب میں آخری مرتبہ میری سے ملنا چاہتا ہوں۔ اور تمہارے سوا کوئی دوسرا مجھے اس کام میں مدد نہیں دے سکتا صرف ایک بار مجھے اس سے ملا دو۔ اس کی ترکیب میں تم کو بتاتا ہوں۔ میری کے

www.taemeernews.com

گھر جا کر یہ بہانہ کرنا کہ میں سودا خریدنے بازار جا رہی ہوں۔ تم میرے ساتھ چلو۔ گاڑی کرائے کر کے اس میں بیٹھ جانا اور جہاں آرچ ڈیوک البرٹ کے رہنے کا محل واقع ہے۔ اس کے پچھواڑے قصر ہوف برگ کی دیوار کے قریب اُتر جانا دیوار میں ایک چھوٹا سا لوہے کا پھاٹک دکھائی دے گا۔ میرا نوکر لوشک وہاں کھڑا تمہاری راہ تک رہا ہوگا، اس دروازے نے مجھے بہت سے کام دیئے ہیں۔ وعدہ کرو کہ میری کو ضرور اپنے ساتھ لاؤ گی۔ اپنی طرف سے میں اقرار کرتا ہوں کہ کوئی ایسا کام نہ کروں گا۔ جس سے تمہاری بدنامی ہو۔"

کونٹس نے وعدہ کرنے سے پہلے تھوڑا سا تامل کیا۔ وہ شہزادہ کی طرف سے ہمیشہ بدگمان رہا کرتی تھی۔ اتنے پر بھی اس کی تسلی نہ ہوئی تو کہنے لگی۔ "دیکھو مجھ سے کسی طرح کی فریب بازی نہ کرنا۔"

"میں قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ تمہارے لئے کوئی وجہ شکایت پیدا نہ ہوگی۔"

اس کے بعد ولی عہد رخصت ہو گیا۔ تو کونٹس نے میری وٹسیرا کی ماں بیرنس کے نام ایک خط لکھا۔ جس میں تحریر تھا۔ "میں کل صبح ملنے آؤنگی۔ کیا آپ میری کو تھوڑی دیر کے لئے میرے ساتھ بھیجنا منظور کریں گی۔" یہ خط اس نے اپنی معتمد خادمہ جینی کے ہاتھ بھیجا۔ جو تھوڑے عرصہ میں یہ جواب لے آئی ہاں کہتی ہیں۔

نوکرانی کے واپس آنے کے تھوڑی دیر بعد کونٹس کی ایک ملاقاتی عورت میڈم ملگر جو ایک سن رسیدہ خاتون تھی۔ اچانک ملنے کے لئے آئی۔ باتوں باتوں میں اس نے کہا "میری اور روڈولف کے ناجائز عشق کے چرچے شہر بھر میں

www.taemeernews.com

ہو رہے ہیں، کیا اس کی ماں اندھی ہوئی ہے۔ کہ سب کچھ دیکھتے اور جانتے ہوئے خاموش ہے۔

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ ایک نوجوان عورت نقاب پہنے کمرے میں داخل ہوئی۔ یہ میری وٹیسرا تھی، میڈم مگر تو اس کو دیکھ کر رخصت ہوگئی۔ اور کمرے میں یہ دونوں میری اور کونٹس لارش باقی رہ گئیں۔ کونٹس نے دیکھا کہ میری کے چہرے کی رنگت بدرجہ غایت زرد تھی۔ اور وہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔ کونٹس کے استفسار پر کہنے لگی۔ میں گھر سے بھاگ آئی ہوں؛ درابب، اگر تم مجھ کو پناہ نہ دو گی۔ تو میں دریاے ڈینیوب میں ڈوب کر جان دے دوں گی" یہ بھی اس نے کہا کہ "شاید نوکر میری تلاش میں اس جگہ آنکلیں۔ تم دروازہ اندر سے بند کر لو"۔

کونٹس نے اس کو تسلی دی۔ مگر لڑکی سسکیاں لے لے کر رونے لگی، اور بولی نارچ کے جلسے میں جب سے میں نے شہزادی سٹیفانی کو کچھ کھلی کھلی باتیں کہیں ہیں۔ تب سے بڑی سختی کا سلوک کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ اس نے مجھے راستے میں گاڑی کے اندر مارا بھی، مکان پر لے جا کر اس نے مجھے ایک کوٹھری میں بند کر رکھا، اور میری بڑی بہن ہانا پہرہ داری کرتی رہی۔ کیسی کسی طرح میں نے ایک رقعہ پنسل میں تحریر کر کے اپنی خادمہ امگینس کے ہاتھ رڈولف کو بھیجا تھا خدا معلوم وہ کس کو مل گیا یا نہیں۔

دفعتاً وہ سسکیاں لیتے ہوئے کہنے لگی "میری (مراد کونٹس لارش سے ہے) کئی بار تو میں خیال کرنے لگتی ہوں کہ میری ساری عمر اسی طرح روتے دھوتے بسر ہو جائیگی۔ کیا وہ محبت ہی میری تباہی کا ذریعہ بنے گی۔ جو رڈولف سے مجھ کو

www.taemeernews.com

ہے۔ میں سچ کہتی ہوں کہ اس سے جدا ہو کر رہنے کی نسبت میں ہر طرح کی مصیبتیں جھیلنے کو تیار ہوں۔ خواہ کچھ ہو میں جیتے جی اس کا ساتھ نہ چھوڑوں گا

بدنصیب لڑکی پر اس وقت گہرے جوش کی حالت طاری تھی۔ اس نے بیان کیا کہ "میری ماں نے سخت لفظوں میں مجھے ملامت کی اور کہا تمہاری بدولت وٹسیمرا خاندان کی ناک کٹ گئی۔ اچھا ہوتا کہ تم دنیا میں پیدا ہی نہ ہوتیں۔ ایسی کتنی باتیں اس نے مجھ بدنصیب سے کہیں۔

دفعتاً اس کی نگاہ میرے بازو پر پہنے ہوئے لوہے کے باریک کڑے اور چوتھی انگلی پر پہنی ہوئی باریک آہنی انگوٹھی کی طرف گئی۔ یہ دونوں چیزیں روڈلف نے اپنے ہاتھ سے مجھ کو پہنائی تھیں اور یہ اس بات کی نشانی تھی۔ کہ ہم مرتے دم تک ایک دوسرے کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ لیکن جب ماں نے پوچھا کہ یہ چیزیں کہاں سے ملی ہیں۔ تو میں نے اس کو بتایا۔ کہ کونٹس لارش نے مجھکو دی تھیں۔ ماں کا اطمینان نہ ہوا کہنے لگی۔ میں تمہیں کسی خانقاہ میں بھجوا دوں گی۔ تاکہ وہاں رہ کر تمہارے حواس بجا ہوں۔ اس کے بعد جب چلی گئی۔ تو میں نے جلدی سے کوٹ پہنا۔ اور خادمہ ایگنس کی مدد سے گھر سے چھپ کر باہر نکل آئی۔ اور اب آپ کے پاس پہنچی ہوں"۔

یہ اس ستم رسیدہ لڑکی کی داستان تھی، اس کے بعد وہ پھر سسکیاں لیلے کر رونے لگی، دونوں بازو کونٹس کی گردن میں ڈال دیئے اور کہنے لگی، "میری وجہ سے آپ کو جو تکلیف پہنچی ہے، میں اس کے لئے معافی چاہتی ہوں"۔
کونٹس نے ہر طرح اس کو تسلی دی، پھر بتایا کہ میں کل تمہیں روڈلف سے

www.taemeernews.com

ملانے جاؤں گی، لیکن فی الحال تم اپنے مکان پر واپس چلی جاؤ۔ وہ خود اُسے اُس کے گھر پہنچانے اُس کے ساتھ گئی، بیرنس کو جب اس بات کا علم ہوا۔ کہ میری خفیہ طور پر گھر سے چلی گئی ہے۔ تو اُسے بہت غصہ آیا، مگر کونٹس کے کہنے پر اس نے لڑکی کو اتنی ہی سزا دی کہ اپنے کمرے میں جاکر سو جائے۔ کونٹس نے پھر ایک بار اس کی دلجوئی کی اور سمجھایا۔ کہ تمہیں صبر و سکون سے کام لینا چاہیئے،

کونٹس لارنش اپنی کتاب میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہے۔ کہ میں نے غریب لڑکی کے محبت سے بوسہ دیا۔ اور اسے بستر پر لٹا دیا، اس حالت میں وہ کتنی خوبصورت اور پیاری نظر آتی تھی، میری کی اس وقت کی تصویر میری آنکھوں میں پھرا کرتی ہے، یہ آخری رات تھی۔ جو اس غریب لڑکی نے اپنی ماں کے مکان پر بسر کی۔ افسوس کتنی حسرت ناک اس کی حالت تھی۔ بدنصیب نے محبت کی شراب ایک ثانیہ کے لئے چکھی۔ اتنے ہی سے اس پر نشہ طاری ہوگیا اور اس کے فوراً بعد وہ اس جہان سے بہتر دُنیا کی طرف رُخصت ہوگئی۔ جہاں ایسی کڑی پابندیاں موجود نہیں۔ جیسی اس عالم میں انسان نے انسان پر عائد کر رکھی ہیں"۔

کونٹس جب میری سے رُخصت ہوکر جانے لگی تو بیرنس نے اسے بلا کر کہا کہ میں سنتی ہوں۔ رڈولف کا ارادہ شہزادی سٹیفانی اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ہے۔ اس سے میری بیٹی کی جو بدنامی ہوگی۔ میں اس کا خیال کرکے سہمی جاتی ہوں خدا کے لئے جس طرح ممکن ہو۔ آپ میری عزت و آبرو بچانے کی کوشش کریں"۔

www.taemeernews.com

کونٹس نے اس کا عذر کیا اور اس قرار داد کے بعد کہ میں کل گیارہ بجے میری کو لینے آؤنگی وہ اپنے ہوٹل کو واپس چلی گئی۔

(۵)

اس سے اگلے روز وقت مقررہ پر کونٹس اپنی سہیلی بیرنس وٹسیرا کے مکان پر پہنچی تو دیکھا میری تیار بیٹھی انتظار کر رہی ہے۔ اس نے سیاہی مائل سبز کپڑے کی خوشنما چست پوشاک پہنی ہوئی تھی، سر پہ چوڑے چھجے کی ٹوپی اور گلے میں دریائی بچھڑے کی سمور کا حاشیہ دار کوٹ تھا۔ زیورات کی قسم سے کوئی چیز اس کے بدن پر نظر نہ آتی تھی۔ صرف ایک لوہے کا کڑا یا لوہے کی انگوٹھی جو رڈولف نے اسے دی تھیں۔ رخصت ہوتے وقت اس نے پرمحبت انداز سے اپنی ماں کو بوسہ دیا، پھر عالم حسرت میں دوڑتی ہوئی سیڑھیوں سے اُتری اور کرایئے کی گاڑی پر سوار ہوگئی، کونٹس نے کوچبان کو پہلے سے ہی ضروری ہدایات دے رکھی تھیں۔ رستہ میں اس نے میری کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر نرمی سے کہا "یہ سب کچھ جو میں کر رہی ہوں محض تمہاری دلجوئی کی خاطر ہے۔ ورنہ ایک طرف میں اپنے خالو شہنشاہ اور ملکہ دونوں کے حق میں غداری کر رہی ہوں۔ دوسرے تمہاری ماں سے وعدہ خلافی کرتی ہوں، جیسے میں نے بتایا تھا کہ تمہیں فقط سیر کی غرض سے اپنے ساتھ لئے جاتی ہوں، اگر تمہاری ماں کو معلوم ہوتا کہ میں تمہیں شہزادے کے پاس ہوف برگ لیجاؤنگی۔ تو وہ کبھی تم کو بھیجنے پر آمادہ نہ ہوتی۔"

یہ سب باتیں اس نے میری سے اس طریقہ پر کیں۔ گویا اس کے حال پر خاص احسان کر رہی ہو۔ اس کا خیال یہی تھا۔ کہ میں سب کچھ اس کی بہتری کے لئے کر رہی ہوں۔ رڈولف سے ملنے کے بعد یقینی طور پر میری کا اضطراب فرو ہو جائے گا۔

www.taemeernews.com

اور اس کے مشورہ سے یہ کسی ایسے فعل کی مرتکب نہ ہوگی۔ جو بدنامی اور رسوائی کا موجب ہو
گاڑی چلتے چلتے قصر عالی شان کے قریب اس مقام پہ جا ٹھہری جس کا ذکر شہزادہ رڈولف
نے کونٹس لاڈش سے کیا تھا جس آہنی پھاٹک کا حوالہ اس نے دیا تھا۔ کونٹس نے
دیکھا کہ وہ کھلا ہے۔ دونوں اندر گئیں۔ تو شہزادہ کا وفادار نوکر لوشک کھڑا انتظار
کر رہا تھا۔ ایک لفظ تک کہے بغیر وہ دونوں کو اپنے ساتھ لے چلا۔ رستہ میں ان کو
متعدد سنگین سیڑھیوں پر سے گذرنا پڑا۔ جس سے دونوں کا دم پھول گیا، لیکن آخر کار
ان کے رہبر نے ایک دروازہ کھول کر انہیں ایک ایسے مقام پر پہنچا دیا جہاں دن کی
روشنی نمایاں تھی؛

دونوں کو یہ معلوم کر کے بڑا تعجب ہوا۔ کہ وہ قصر شاہی کی چھت پر پہنچ گئی ہیں۔
یہاں سے شہر وائنا اور اس کے مضافات کا نظارہ حد نگاہ تک نہایت آسانی سے
ہو سکتا تھا۔ لیکن ہوا غایت درجہ سرد اور بیحد تند و تیز تھی؛

اس جگہ سے آگے لوشک انہیں شہزادہ کے نجی کمرہ کی طرف لے چلا، اس کے
کہنے سے یہ دونوں ایک کھڑکی راہ سے گذریں۔ آگے سلحہ خانہ دکھائی دیا جس میں
شکار کئے ہوئے جانوروں کے سینگ دیواروں پہ لگے تھے۔ اس سے بھی آگے
وہ ایک اور کمرہ میں داخل ہوئیں جس میں سپید اور سنہرا سامان رکھا تھا چند لمحے
انہیں اس جگہ انتظار کرنا پڑا، اس عرصہ میں میری نے کونٹس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں
لے کر ملتجی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا آپ کو میری وجہ سے بے حد تکلیف
اٹھانی پڑی ہے۔ مگر نتیجہ خواہ کچھ ہو۔ یہ خیال کرنا کہ میں آپ سے جو میری سچی محسن
ہیں۔ کبھی کوئی بات چھپانے کی کوشش کروں گی۔ یا فریب کاری سے کام لونگی +

www.taemeernews.com

جواب میں کونٹس نے محض اتنا کہا کہ "میں تمہیں صرف اس لئے یہاں لائی ہوں کہ تمہارے دل کو جو پریشانی لاحق تھی۔ وہ کسی طرح رفع ہو جائے" لیکن ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ اتنے میں دراز قامت رڈولف حسبِ معمول زرد چہرہ کمرہ میں داخل ہوا۔ وہ اپنی ماموں زاد بہن یعنی کونٹس سے کہنے لگا "میرے کمرہ میں چلئے وہاں زیادہ آرام رہے گا"۔ ایک چھوٹی سی غلام گردش سے گذر کر جس کے فرش پر دبیز قالین بچھا تھا، یہ تینوں ایک خوشنما آراستہ کمرہ میں پہنچے۔ جس میں بہت سی آرام کرسیاں بچھی تھیں، ایک طرف پیانو بھی رکھا ہوا تھا، پیانو کے بالکل پاس موسیقی کے کچھ تختے بکھرے پڑے تھے۔ کونٹس کا بیان ہے۔ کہ میں نے لکھنے کی میز پر ایک چشمہ بھی پڑا دیکھا۔ اور مجھے اس خیال سے بڑی حیرت ہوئی۔ کہ رڈولف تو عینک لگاتا نہیں، شہزادی سٹیفانی البتہ چشمہ لگانے کی عادی ہے، مگر مقابلہ میں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل تھی۔ کہ شہزادہ اور سٹیفانی کی سخت ان بن تھی۔ حتیٰ کہ دونوں بات چیت کے بھی روادار نہ تھے۔

یکایک شہزادے نے کونٹس سے مخاطب ہو کر کہا۔ "میری وجہ سے تمہیں بیشک بڑی تکلیف اٹھانی پڑی، لیکن معاف کرنا۔ میں چند منٹ کے لئے میری سے (مراد میری وٹسیرا ہے) علیحدگی اور تنہائی میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں، زیادہ سے زیادہ دس منٹ صرف ہونگے، تم تھوڑی دیر یہیں انتظار کرو"۔ پھر اس سے پہلے کہ کونٹس کو کچھ جواب دیتی۔ وہ میری کو ساتھ لے کر ایک بغلی دروازہ کی راہ سے رخصت ہو گیا، میری بھی بلا تامل اس کے ساتھ ساتھ چلی گئی۔ کونٹس نے دیکھا کہ دروازہ بند کر کے دوسری طرف سے مقفل کر لیا گیا ہے۔

www.taemeernews.com

جب وہ دونوں اس طرح رخصت ہو گئے۔ تو کونٹس پر تھوڑی دیر تو بدحواس کا عالم طاری رہا، کیونکہ سچ پوچھئے تو وہ اس قسم کی کارروائی کے لئے پہلے سے تیار نہ تھی، اس کے بعد اسے یہ سوچکر بڑا طیش آیا کہ آخر وہ کونسی گفتگو ہو سکتی ہے۔ جو یہ لوگ مجھ سے چھپا کر کرنا چاہتے تھے، اتنا تو خیر اس کو معلوم تھا۔ کہ میری شہزادہ پر جان دیتی ہے، لیکن رڈولف کے بارہ میں وہ خوب جانتی تھی۔ کہ اس کی محبت صرف دکھاوے کی ہے۔ اس کا سابقہ آئے دن بے شمار عورتوں سے پڑتا تھا۔ وہ کس کس سے سچی محبت کر سکتا تھا۔ کونٹس محض اس خیال سے میری کو اپنے ساتھ لائی تھی۔ کہ شہزادہ اس سے الوداعی ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ رسمی کارروائی بڑی آسانی سے اس کی موجودگی میں بھی ہو سکتی تھی، اغرض حالات کی غیر متوقع رفتار نے اس کے جی کو سخت پریشانی لاحق ہوئی، لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا، اب صبر سے انتظار کرنے کے سوا چارہ کار ہی کیا تھا؟

وہ اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر انتظار کرنے لگی، وقت گذرتا گیا، مگر نہ دروازہ کھلا نہ دونوں میں سے کوئی واپس آیا، وہ اُٹھ کر کھڑکی کے پاس کھڑی ہو گئی یہاں سے اس نے دیکھا کہ یہ کمرہ ملکہ کے اپنے کمرہ کے بالمقابل ہے۔ نیچے صحن میں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد آتی جاتی گاڑیوں کی گڑگڑاہٹ سنائی دیتی تھی، شہزادہ نے میری کو دس منٹ کے عرصہ میں واپس لانے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن پاؤ گھنٹہ گذر گیا اور کوئی نہ آیا۔ اتنے میں صحن کی طرف سے کسی افسر کے احکام صادر کرنے کی آواز سنائی دی، پھر فوجی گت بجنی شروع ہوئی۔ معلوم ہوا گارد کے سپاہی بدلے جارہے ہیں۔ کونٹس نے بیتابی کے عالم میں دیوار پر لگی ہوئی گھڑی پر دیکھا

www.taemeernews.com

آدھ گھنٹہ دونوں کو گئے ہو گیا تھا۔ اس کی بے قراری بڑھنے لگی۔ سخت بے تابی کے عالم میں اس نے بند اور مقفل دروازہ کو چار بار کھٹکھٹایا۔ اتنے میں تالا کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اس کے بعد دروازہ کھولا گیا۔ اور رڈولف داخل ہوا،

رڈولف، لیکن تنہا اور زرد رو!

کونٹس نے اس کو دیکھتے ہی بیتابی سے پوچھا "میری کو کہاں چھوڑ آئے! کیا ابھی کچھ اور وقت صرف ہوگا؟"

شہزادہ نے جواب دینے کی بجائے چپکے سے اس کمرہ میں آ کر جس میں کونٹس موجود تھی۔ دروازہ بند کر لیا اور نہ صرف اس کی قفل بندی کر لی، بلکہ آگے جا کر اس دروازہ میں بھی قفل لگا دیا جس کی راہ سے کونٹس اور میری اس کمرہ میں داخل ہوئی تھیں،

ان عجیب حرکات کو دیکھ کر کونٹس نہ رہ سکی اور پُرغضب ہو کر بولی "یہ تم کیا کرتے پھر رہے ہو۔ کس لئے میری تمہارے ساتھ واپس نہیں آئی؟ کیا کوئی خاص واقعہ پیش آیا ہے؟

"کچھ نہیں" رڈولف نے تبسم کرتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر وہ کہاں ہے؟ تم جواب کیوں نہیں دیتے؟"

شہزادہ پھر بھی چپ رہا۔

تم جاتے وقت وعدہ کر کے گئے تھے۔ کہ میں دس منٹ کے اندر اندر واپس آؤں گا۔ کیا میں سمجھ لوں کہ تم وعدہ خلافی کر رہے ہو"؟ شہزادہ نے اب بھی کچھ جواب نہ دیا۔ اور کمرہ میں ہیبت ناک خاموشی چھا گئی۔ جس کو قطع کرنے والی آواز اس نوجی

www.taemeernews.com

مینڈکی تھی۔ جو صحن میں بیچ رہا تھا،

"میری" آخر کار اس نے کہا۔ "مجھ کو مجبوراً وعدہ خلاف بننا پڑا ہے۔ اُمید ہے۔ تم اس خطا پر سب مجھے معاف کر دو گی"۔

"کبھی نہیں" کونٹس نے غضبناک ہو کر جواب دیا۔ "میں نے تم پر بھروسہ کیا اور تم اس کا یہ صلہ دیتے ہو، بولو جواب دو تم نے میری کو کیا کیا"۔

کیا تم اس حقیقت سے ناواقف ہو کہ میں میری سے دلی محبت کرتا ہوں؟ رڈولف نے رُکتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس سے زیادہ کوئی بات نہیں جانتی کہ تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی ہے"۔ کونٹس نے جھنجھلا کر جواب دیا، "جاؤ اسی وقت اس کو میرے پاس لاؤ"۔

"میری، ماموں زاد بہن افسوس میں تمہیں ممنون نہیں کر سکتا"۔ شہزادہ نے پُرسکون لہجہ میں جواب دیا۔ تم کو میری ونسیرا کے بغیر ہی واپس جانا پڑے گا"!

"تمہارے بعد یہ کیا"! کونٹس نے متعجب ہو کر کہا، "کیا تم اسے اس جگہ محل کے اندر رکھنا چاہتے ہو"؟

"جو کچھ میں کر رہا ہوں اس کے خاص اسباب ہیں۔ جو میں فی الحال بیان نہیں کر سکتا۔ وہ صندوقچی تم کو یاد ہو گی۔ جو میں نے تم کو دی تھی"۔

کونٹس کو اس موقعہ پر صندوقچی کا ذکر غیر متعلق سا معلوم ہوا، اس کے کچھ عرصہ بعد اصل حقیقت اس پر بعد از وقت منکشف ہوئی۔ بہر حال اس نے بات ان سُنی کر کے کہا، "میں میری کو ساتھ لئے بغیر نہ جاؤں گی"۔

تم کس طرح اس کو اپنے ساتھ لیجا سکتی ہو۔ جبکہ وہ ہوف برگ میں نہیں ہے،

www.taemeernews.com

کیا ..... "وہ درحقیقت اس محل کی چار دیواری میں نہیں ہے"؟ کونٹس کے چہرہ پر ایک رنگ آتا اور ایک جاتا تھا۔ وہ بے قرار ہو کر بولی، "مگر کوئی بات نہیں۔ میں سیدھی ملک کے پاس جا کر سارا حال شروع سے آخر تک بیان کرتی ہوں"۔ اور یہ کہہ کر اس طرح پیچھے مڑی۔ گویا درحقیقت اس دھمکی کو عمل کی صورت دیا چاہتی تھی۔

"ٹھہرو کس لئے بیوقوف بنتی ہو"۔ شہزادہ نے آگے بڑھ کر اسے روکتے ہوئے کہا۔ "تم اس بات کی قسم کھاؤ کہ بالکل خاموش رہو گی۔ ورنہ بخدا میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا۔ میری تم نہیں جانتی ہو۔ میں اس وقت کیسی الجھن میں پھنسا ہوں۔ افسوس میں سارا حال تم سے بیان نہیں کر سکتا"۔

اتنا کہہ کر وہ لکھنے کی میز کے پاس گیا۔ اور خانہ کھول کر ایک چھوٹا سا پستول اس میں سے نکالا۔ پھر واپس آکر اس نے یکایک کونٹس کو گردن سے پکڑ لیا اور پستول کی نالی اس کی پیشانی سے لگا دی،

بولو اب بھی چپ رہنے کا وعدہ کرتی ہو یا میں گھوڑا دبا دوں"؟ شہزادے نے کہا۔ "جلدی کرو اور اس بات کی قسم کھاؤ کہ کسی سے کچھ نہ کہو گی"۔

"بلا سے تم مجھے اس وقت مار ڈالو مجھ کو پروا نہیں"، کونٹس نے جواب دیا۔ تمہاری بدولت میری زندگی پہلے ہی تباہ ہو چکی ہے۔ اب میں زندہ رہ کر کیا کروں گی۔ اُف میرے خدا میں کس منہ سے میری وٹیسر کے بغیر واپس جا سکتی ہوں"۔

ولی عہد نے شانوں کو حرکت دی پھر ریوالور کو ہاتھ سے رکھتے ہوئے کہا۔ میری اس میں شک نہیں تم بڑی دلیر اور مستقل مزاج عورت ہو"۔

"جب تمہارے ایسے شیطان کا مقابلہ کرنا پڑے تو مجبوراً دلیر بننا پڑتا ہے"۔

www.taemeernews.com

کونٹس نے خفا ہو کر جواب دیا۔ مگر اس کے بعد وہ ضبط نہ کر سکی۔ آنسو بے اختیار اس کی آنکھوں سے بہ نکلے۔ یہ حالت دیکھ کر رڈولف کے انداز میں بھی تبدیلی واقع ہو گئی۔ اس نے اپنا ہاتھ نرمی سے کونٹس کے شانہ پر رکھا اور کہا" میری اگر تم کو میری ماں، اپنی خالہ سے سچی محبت ہے۔ تو خدا کے لئے چپ رہو ورنہ اس کی سخت بدنامی ہو گی۔ سوچو اور غور کرو اگر تم اس کے پاس جا کر سارا حال کہو گی۔ تو وہ کیا خیال کرے گی۔ میں جانتا ہوں۔ کہ میں نے تم سے اچھا سلوک نہیں کیا۔ میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں۔ کہ مجھے اس قسم کی فریب کاری نہ کرنی چاہیئے تھی۔ لیکن حالات کی مجبوری ہے۔ خدا بہتر جانتا ہے۔ کہ آئندہ دو دن کے عرصہ میں کیا کچھ ہونے والا ہے، میں ایک آتش فشاں پہاڑ کے دہانہ پر کھڑا ہوں۔ کیا اس طرح کی پریشان حالی میں اگر میں سچی مسرت کا ایک لمحہ اپنے لئے حاصل کرنے کی کوشش کروں۔ تو تمہیں کو وجہ شکایت ہونی چاہیئے؟ دیکھو میں تمہاری منت کرتا ہوں۔ میری حالت پر رحم کرو۔"

کونٹس کا دل رڈولف کی حالت زار دیکھ کر پسیج گیا، بدلے ہوئے لہجہ میں کہنے لگی۔ "افسوس تم میری مشکلات کو نہیں سمجھتے۔ میں واپس جا کر کیا کہونگی!"
"اس کی ترکیب میں تم کو بتاتا ہوں، تمہاری گاڑی ابھی تک باہر کھڑی ہے۔ اس پر سوار ہو کر کسی ایسی دکان پر جاؤ۔ جہاں تم کو اچھی طرح جانتے ہوں۔ وہاں سے دوکان کے کسی نوکر کو کوئی فرضی پیغام دے کر قصر ویٹسیرا بھیج دینا اور کہنا کہ وہ میری سے مل کر یہ پیغام اسے دے آئے۔ وہ قدرتی طور پر یہی جواب لیکر آئیگا۔ کہ وہ مکان پر نہیں ہے لیکن اس کا مطلب یہ تو سمجھ لیا جائے گا۔ کہ تمہاری

www.taemeernews.com

طرف سے وہ اس سے پہلے مکان پر واپس جا چکی ہے۔"

"یہ تم کس طرح کی بہکی باتیں کرتے ہو، کیا گاڑی والا اس حقیقت کو بھول جائیگا۔ کہ میں لڑکی کو اس کے مکان سے اپنے ساتھ لیکر آئی تھی، اس جگہ تک وہ میرے ساتھ رہی، لیکن یہاں سے میں تنہا گاڑی پر سوار ہوئی۔"

رڈولف نے ایک لحظہ سوچتے ہوئے تامل کیا۔ اس کے بعد جیب سے نوٹوں کا ایک بنڈل نکالا اور کہنے لگا، "یہ پانسو فلارن کا بنڈل ہے۔ گاڑی بان کو دے دینا اور کہنا منہ بند رکھے۔ اس کے ساتھ یہ بھی اس کو سمجھانا کہ اگر کسی طرح کی اس سے بازپرس کی جائے تو وہ سیدھا بریٹ فش سے جا ملے۔ وہ اس کو بتا دے گا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔ بیرنس سے یہ کہنا کہ میں میری کو گاڑی میں بٹھا کر دوکان کے اندر گئی تھی۔ وہ اتنے ہی میں غائب ہو گئی۔ عارضی طور پر یہ حیلہ سازی کام دے جائے گی اور پرسوں میں خود بیرنس سے مل لوں گا۔ وعدہ کرو کہ تم ایسا ہی کرو گی"، یہ الفاظ اس نے گہری سنجیدگی کے ساتھ کہے۔

کونٹس مجبور ہو گئی۔ اس نے ناچار وعدہ کر لیا، رڈولف کے منہ سے اطمینان کی گہری آہ نکلی۔ اس نے کونٹس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر انداز تشکر گذاری سے دبایا۔ اور پہلی مرتبہ اسے بوسہ دے کر چند شکستہ الفاظ میں شکریہ ادا کیا!

اس کے بعد وہ کونٹس کو پھر پچھلی سیڑھیوں کی طرف لے گیا، اس کے دس منٹ بعد وہ اپنی گاڑی پر سوار ہو گئی۔ کئی سال سے وہ گاڑی چلانیوالے کو جانتی تھی۔ اس نے اس سے بازار کوہل مارکیٹ میں روڈک کی دوکان کی طرف چلنے کے لئے کہا۔ اس کے ساتھ نوٹوں کا بنڈل اس کے ہاتھ میں دیکر

www.taemeernews.com

اس کو سمجھایا کہ اس طرح کرنا۔

روڈک بزاز کی دوکان پر پہنچنے کے بعد یہ پرمذاق ناٹک ٹھیک اسی طرح کھیلا گیا۔ جس طرح ولی عہد نے سمجھایا تھا۔ اور جب گاڑی بان نے قصر وٹیسرا سے واپس آکر بیان کیا۔ کہ میری ابھی تک مکان پر نہیں پہنچی۔ تو اس نے غیر معمولی اضطراب و پریشانی کا اظہار کیا۔

بعد ازاں وہ خود بیرنس کے مکان پر گئی۔ گھر کے آدمی دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے۔ کونٹس نے غیر معمولی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے میری کی گمشدگی کا واقعہ بیان کیا۔ سب لوگ ہراساں ہوئے۔ لیکن میری کی ماں بیرنس نے فلسفیانہ انداز سے پرسکون لہجہ میں کہا۔ آپ ناحق پریشان ہوتی ہیں۔ میں خوب جانتی ہوں خطا آپ کی نہیں ہے۔ میری یقینی طور پر کسی ایسے ہی موقعہ کے انتظار میں تھی۔ وہ ضرور بھاگ کر اس کے پاس چلی گئی ہے۔"

"کیا آپ کے کہنے کا یہ مطلب ہے۔ کہ میری ولی عہد کے پاس گئی ہوگی"۔ کونٹس نے لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں مجھے اس کا پورا یقین ہے، کئی باتیں جو پیشتر پراسرار نظر آتی تھیں، اب بالکل صاف اور واضح ہوگئی ہیں۔ تاہم کوئی بات نہیں۔ ہم کیا کر سکتے ہیں؟ مجبوراً انتظار ہی کرنا پڑے گا۔ بڑی ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ نوکروں کو خاموش رکھا جائے۔ اس امر کا انتظام میں کرلوں گی، کیونکہ بات اگر لوگوں تک پہنچ گئی۔ تو بدنامی ہم لڑکی والوں کی ہوگی"۔

اس کے چند منٹ بعد میری کی بہن ہانا جو شروع سے ہی بہن کی مخالفت

www.taemeernews.com

کرتی چلی آئی تھی، ایک چھوٹا سا زیورات کا ڈبہ اور ایک پرزہ کاغذ لے کر اندر آئی۔ اور کہنے لگی۔ دیکھئے یہ چیزیں اس کی میز پر پڑی ملی ہیں۔ رقعہ کا مضمون مختصر تھا!
"جان سے پیاری ماں" اس میں لکھا تھا، جب یہ خط آپ کو ملے گا۔ میں دریائے ڈینوب میں تہ نشین ہو چکی ہونگی،

(خستہ جگر میری)

اس سے قدرتی طور پر گھر والوں کی پریشانی نے اور زیادہ ترقی کی، مگر کونٹس نے دلاسہ دیتے ہوئے کہا،

"آپ لوگ ناحق پریشان ہو رہے ہیں۔ میری نے یہ احمقانہ خط ہم کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے لکھا ہے۔ ورنہ وہ بھلی چنگی ہے میں امید کرتی ہوں۔ کہ رات تک ضرور واپس آجائے گی"۔

زیوروں کا ڈبہ بند تھا۔ اسے توڑ کر کھولا گیا تو ایک چھوٹے سے بچے کی تصویر برآمد ہوئی۔ یہ رڈولف کی تصویر تھی۔ جو تین سال کی عمر میں لی گئی تھی۔ اندازہ سے جانا گیا۔ کہ یہ چیز رڈولف نے یادگار کے طور پر میری کو دی ہوگی جس نے اس کو غیر معمولی حفاظت سے رکھا ہوا تھا۔

میری کی ماں نے اپنی طرف سے تجویز کی۔ کہ کونٹس قصر ہوف برگ میں جاکر ولی عہد سے میری کے بارہ میں دریافت حال کرے، کونٹس کو اس رات اپنے شوہر کے ساتھ پارڈوبز جانا تھا۔ مگر عارضی طور پر کچھ عرصہ کے لئے واشارہ گئی، میری کا حال تو اس کو معلوم ہی تھا، اس نے خادمہ جینی کو یہ معلوم کرنے کے لئے بھیجا کہ ولی عہد کہاں ہے، وہ پیغام لائی کہ ہز امپیریل ہائی نس لکسم کے مقام پر

www.taemeernews.com

شکار کھیلنے گئے ہیں۔ مگر کونٹس کو معلوم تھا۔ کہ یہ بیان سراسر غلط ہے۔

اس اثنا میں میری کا ماموں الگزینڈر بلٹازی بھی آنکلا تھا۔ گھر کے سب آدمیوں میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد۔ یہ ٹھہری کہ خفیہ پولیس کے چیف افسر سے مل کر میری کی گم شدگی کا حال بیان کیا جائے۔

افسر پولیس نے سارا حال گہری سنجیدگی کے ساتھ سُنا، لیکن بعدازاں مایوسانہ طور پر سر ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔ "میں اس معاملہ میں سراسر عاجز اور بے بس ہوں۔ خاندان شاہی کے مشتبہ معاملات اتنے کثیر ہیں۔ کہ میں دخل دینے لگوں تو ساری عمر اسی کام میں گذر جائے۔ اس کے علاوہ میں ایسا کرنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا"۔ تاہم اتنی اطلاع اس نے لاکر دی۔ کہ دلی عہد وائنا کے قریب مقام الن۔ گئے ہیں۔ یہ اطلاع سرکاری طور پر پولیس کو دی گئی تھی۔

اس کے ایک گھنٹہ بعد کونٹس کے نام اس کے شوہر کا ضروری تار موصول ہُوا جس میں لکھا تھا۔ کہ وہ پہلی گاڑی سے پارڈوبز پہنچ جائے۔ کونٹس اس کی تعمیل پر مجبور ہو گئی۔ اور وائنا سے رات کی گاڑی پر سوار ہو کر رُخصت ہو ئی۔ رستہ میں رہ رہ کر اس کے خیالات اس فولادی صندوقچہ کی طرف جاتے تھے۔ جو شہزادہ رڈولف نے بغرضِ حفاظت دیا تھا۔ سوچتی تھی۔ کیا اس میں شہزادہ اور میری کی عاشقانہ خط وکتابت ہے۔ یا کوئی اور چیز؟ بہر حال اس نے سب باتوں کو اپنے شوہر سے چھپائے رکھا۔ اور وہ اسے دو روز کے بعد پارڈوبز سے منتون لے گیا۔

(۶)

تیس جنوری کی نمودار ہونے والی صبح کو ابھی سویرا ہی تھا۔ کہ کونٹس کی خادمہ نے

www.taemeernews.com

بے تابانہ طریق سے اس کو جگایا۔ اور جب اس نے اتنا سویرے بیدار کیے جانے کی وجہ پوچھی۔ تو وہ کہنے لگی "بانو ایک بڑا ہیبت ناک سانحہ پیش آیا ہے بھیجے خدا میں کس طرح سارا حال بیان کروں۔ میں تو مارے دہشت کے تھر تھر کانپ رہی ہوں"

کونٹس کے اصرار پر اس نے رکتے ہوئے کہا کہ حضور ولی عہد شکار کھیلنے گئے تھے۔ وہاں اتفاقیہ گولی لگنے سے مر گئے"!

کونٹس کو بڑی دیر تک تو اتنی دہشت اور بدحواسی رہی کہ خبر کی صحت کا یقین نہ ہوتا تھا۔ آخر بڑی مشکل سے ضبط کر کے اس نے پوچھا "کہاں ؟ کیا۔ البنہ میں"؟

"نہیں سرکار مئیر لنگ میں"۔ خادمہ نے جواب دیا،

کونٹس نے حالت اضطراب میں ڈریسنگ گون پہنی اور دوڑے دوڑے اس کمرہ میں گئی۔ جو لائبریری کا کام دیتا تھا۔ میز پر صبح کے اخبارات آئے ہوئے رکھے تھے۔ سب پر سیاہ حاشیوں کے درمیان نمایاں حرفوں میں حضور ولی عہد کی موت کی خبر درج تھی۔ لیکن کسی طرح کی تفصیل شامل نہ کی گئی تھی۔ اس طرح اپنے بدترین اندیشوں کی تصدیق ہونے کے بعد۔ جو ناقابل برداشت اذیت ہوئی اس کا اندازہ الفاظ سے نہیں لگایا جا سکتا۔ اتنے میں طرح طرح کی افواہیں پھیلنی شروع ہو گئی تھیں۔ ایک بیان یہ تھا۔ کہ شہزادہ اتفاقاً گولی لگنے سے مرا ہے، دوسرا یہ کہ اس نے خودکشی کی ہے۔ تیسری حکایت ان دونوں سے عجیب تر تھی۔ کہ شہزادے نے ایک مالی کی لڑکی کو چھیڑا

www.taemeernews.com

تھا۔ اس نے اس کو ہلاک کر دیا۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں تھیں۔ صحیح راز اس ہیبت ناک سانحہ کا آجتک معلوم نہیں ہو سکا اور نہ ہو سکے گا۔ تاہم جس قدر حالات بعد از تحقیقات معلوم ہوتے اُن کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اس سانحہ کے متعلق جو خبریں سب سے پہلے روزانہ اخبارات میں شایع ہوئیں۔ ان میں صرف ولی عہد کی موت کا ذکر درج تھا۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کی گئی تھی۔ کہ موت حرکت قلب بند ہونے سے واقع ہوئی ہے۔ بدنصیب میری کی ہلاکت کی طرف اشارہ تک نہ کیا گیا، لیکن جب لوگوں میں طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہونے لگیں، اور یہ فقرہ ہر شخص کی زبان سے سُنا جانے لگا۔ کہ ولی عہد طبعی موت نہیں مرا۔ تو گورنمنٹ آسٹریا کو اس واقعہ کے دو دن بعد پہلا بیان واپس لیکر یہ نیا حیلہ تراشنا پڑا۔ کہ ولی عہد رڈولف نے خودکشی کرلی، کچھ عرصہ سے آثار کی بنا پر یہ بات جانی گئی تھی۔ کہ ان کے اعصاب کمزور ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس عصبی کمزوری نے ناگہاں عارضی جنون کی کیفیت پیدا کر دی۔ اور اس حالت میں انہوں نے خودکشی کرلی۔

اڑتالیس گھنٹے کے اندر اندر گورنمنٹ کی طرف سے اس طرح کے دو متضاد بیانات شایع ہونے پر لوگوں کے شبہات نے اور بھی زیادہ ترقی کی۔ اور ہر شخص درپردہ یہ کہنے پر مجبور ہوا کہ بات درحقیقت کچھ اور تھی۔ گورنمنٹ کسی مصلحت سے اس کو ظاہر کرنا نہیں چاہتی،

ایک تیسرا بیان وہ ہے جو بیرن مارگنی نے جو ایک زمانہ میں شہنشاہ آسٹریا کے چیف ایڈی کانگ تھے۔ اپنی کتاب میں اس معاملہ کے متعلق شایع

www.taemeernews.com

کیا تھا۔ ان کا بیان یہ تھا۔ کہ رڈولف مالی کی بیوی کے پاس خلوت و تنہائی میں کچھ عرصہ بسر کرنے کے بعد مرلنگ کے جنگل سے گذر رہا تھا۔ کہ مالی نے اس کے گولی مار کر مار ڈالا۔ دُوا اور عجیب بیانات اس واردات کے متعلق یہ بھی تھے۔ کہ میری وٹسیرا نے اس بات کی خبر پاکر کہ رڈولف اس کی محبت کی قدر نہ کرتے ہوئے کسی دوسری عورت کی طرف مائل ہے۔ جوش رقابت سے اس پر گولی چلائی تھی ولی عہد نے اپنے تحفظ میں اس پر بھی گولی چلادی اور اس طرح دونوں مر گئے یا یہ کہ مرلنگ میں رات کے وقت خوب مے نوشی ہوئی تھی، حالت سرمستی میں تکرار کی نوبت آگئی۔ شہزادہ کے کسی دوست نے شیمپین کی بھری ہوئی بوتل اس کے سر پر دے ماری اور شہزادہ مر گیا۔

غرض یہ اور ایسے ہی صدہا مختلف و متضاد بیانات اس پر اسرار سانحہ کے متعلق لوگوں میں عرصہ دراز تک پھیلے رہے۔ اور سچ پوچھئے تو حقیقت کا انکشاف آجتک بھی نہیں ہو سکا۔ ہم اس موقعہ پر محض اتنا ہی کہہ سکتے ہیں۔ کہ واقعات جس طرح پیش آئے تھے۔ بیان کر کے نتیجہ نکالنے کا فرض ناظرین پر چھوڑ دیں۔

مرلنگ کی طرف رخصت ہونے سے پیشتر شہزادہ رڈولف نے اپنی بیوی شہزادی سٹیفانی کے نام ایک سرسری خط اس مضمون کا لکھا تھا۔ کہ میں تین دن کے لئے سیر و شکار کی غرض سے مرلنگ جا رہا ہوں۔ اور تیس جنوری کی شام کو واپس آؤنگا۔ وائنا کے ایک نامی ڈاکٹر ویڈر ہوفر کا جسے ہلاکت کی واردات کے فوراً بعد موقعہ پر بلایا گیا تھا۔ یہ بیان ہے۔ کہ ولی عہد کا نوکر بریٹ فش پہلے میری وٹسیرا کو ساتھ لیکر وائنا سے گاڑی پر رخصت ہوا تھا۔ اس کے دو

www.taemeernews.com

گھنٹے بعد رڈولف بھی وائینا سے چلا گیا۔ مسٹر لنگ پہنچنے کے بعد ولی عہد کا معتمد خاص لوشک ستم رسیدہ میری کو ایک نجی دروازہ کی راہ سے ولی عہد کے رہنے کے مکان کے اس کمرہ میں لے گیا۔ جس میں شہزادہ لباس تبدیل کیا کرتا تھا۔ ایک دن اور ایک رات وہ اپنے عاشق کے پاس رہی۔ اس سے اگلے روز رڈولف کے کچھ دوست شکار میں شامل ہونے کے لئے آ گئے۔

جو دن شکار کے لئے مقرر تھا۔ اس سے پہلی شام کو رڈولف نے یہ بہانہ کیا۔ کہ مجھ کو زکام ہو گیا ہے۔ اس لئے غالباً میں شکار کے لئے نہ جا سکوں گا۔ اس رات نصفِ شب کا کھانا رڈولف نے بالا خانہ میں تناول کیا۔ وہیں میری بھی اس کے پاس تھی، دوستوں نے نچلے کمرہ میں جشن منایا، اگلی صبح کو دن کے سات بجے لوشک اپنے آقائے نامدار کو بیدار کرنے گیا تو دروازہ اندر سے بند پایا۔ اس نے ایک مرتبہ اس کو کھٹکھٹایا اور آوازیں دیں، لیکن جب کوئی جواب نہ ملا تو اس نے مجبور ہو کر درباری اہلکار کونٹ ہویوس کو اطلاع دی۔ جو اس وقت بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا۔ دونوں جا کر دروازہ توڑا تو بند کمرہ کے اندر ایک بڑا ہیبت ناک منظر دیکھنے میں آیا، رڈولف اپنے بستر پر پڑا تھا۔ ایک ہاتھ میں پستول بھیجا اڑا ہوا، سر کا ایک حصہ پھٹ کر اتنا بدنما ہو گیا تھا۔ کہ دیکھا نہیں جاتا تھا، وہیں بستر کے کپڑوں کے نیچے چھپی ہوئی میری کی لاش پائی گئی۔ اس کے خوشنما سر میں بھی گولی لگی ہوئی تھی۔ آثار سے پایا گیا۔ کہ ان کو مرے ہوئے چند گھنٹے ہو چکے ہونگے۔ ہویوس نے لوشک کو حکم دیا کہ تم فوراً لڑکی کی لاش یہاں سے اٹھا کر دوسرے کمرہ میں ٹیک دو اور اس میں قفل لگا دو، یہ ہو چکا تو مصلحت بین کونٹ نے بڑے اطمینان کے

www.taemeernews.com

ساتھ نچلی منزل پر جا کر مہمانوں کو جو شکار کھیلنے کی تیاری میں جمع تھے بتایا کہ ولی عہد کا مزاج زیادہ ناساز ہے۔ اور میں شہنشاہ کی خدمت میں یہ عرض کرنے جا رہا ہوں۔ کہ وہ کسی اچھے ڈاکٹر کو یہاں آنے کا حکم دیں۔ بعد ازاں ہویوس نے وانا جا کر شہنشاہ اور ملکہ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا، انہوں نے ڈاکٹر ویڈر ہوفر کو بُلا کر مئیرلنگ جانے کا حکم دیا۔ ہویوس نے رڈولف کے کمرہ کو مقفل کر کے کنجی ساتھ رکھ لی تھی، وہ کنجی اس نے ڈاکٹر ویڈر ہوفر کو دے دی۔

ڈاکٹر نے موقعہ پر جا کر جو کیفیت دیکھی اس کا حال اس کے اپنے لفظوں میں درج کیا جاتا ہے۔

نصف شب کے کھانے کے بچے ہوئے ریزے بدستور میز پر بکھرے ہوئے تھے، تین خالی بوتلیں شیمپین کی پڑی تھیں۔ ایک کرسی ایک طرف گری ہوئی اور کس قدر شکستہ پڑی تھی،

خواب گاہ میں بستر کے قریب برانڈی شراب کا ایک آدھا بھرا ہُوا گلاس رکھا تھا، اس خیال سے کہ شہنشاہ عنقریب یہاں آئیں گے اس نے گلاس اُٹھوا دیا کہ ہز میجسٹی نہ دیکھ پائیں۔ پھر بدنصیب ولی عہد کے زخمی اور پھٹے ہوئے سر کو لوشک کی مدد سے اچھی طرح دھلوا کر صاف کیا اور اس پر اس طریقہ سے پٹیاں بندھوائیں کہ دیکھنے سے اسکراہ نہ ہو۔

بعد ازاں لوشک ڈاکٹر کو دوسرے کمرہ میں لے گیا۔ جہاں میری کی لاش اس حالت میں صوفے پر پڑی تھی جس میں کونٹ ہویوس نے اس کو رکھوایا تھا، چونکہ اس جگہ تاریکی تھی۔ اس لئے ڈاکٹر نے لاش کو دوسرے کمرہ میں میز پر رکھوا کر اس کا معائنہ کیا،

www.taemeernews.com

اس کی ضربات اتنی بھیانک نہ تھیں جتنی رڈولف کی۔ خوشنما چہرہ اصلی حالت میں پرسکون نظر آتا تھا۔ فقط اتنی بدنمائی ضرور تھی۔ کہ گولی لگنے سے ایک آنکھ ضائع ہوگئی تھی!

اس کے پاؤ گھنٹہ بعد بدنصیب شہنشاہ اس کمرہ کی دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ جس میں ولی عہد کی لاش پڑی تھی۔ بچوں کی طرح سسکیاں لے لے کر روتا نظر آیا، آخر سینے پر پتھر رکھ کر اس نے ضبط کیا۔ لوشک کی زبانی ساری داستان سنی۔ اور اس کے بعد بادلِ شکستہ وائنا کو واپس چلا گیا، جہاں مرتے دم تک وہ ہر روز اپنے اکلوتے بیٹے کی واپسی کے لئے چشم براہ رہا کرتا تھا۔ اس کے واپس جاتے ہی خفیہ پولیس نے جتنے کاغذات مئیرلنگ والے مکان پر مل سکے سب پر قبضہ کرلیا۔ اور اس بات کی کوشش شروع کی کہ حقیقت حال کو جہاں تک ممکن ہو دنیا سے پوشیدہ رکھا جائے۔

بعد ازاں رڈولف کی لاش کو خوشبویات میں بسا کر وائنا لے گئے اور وہاں اس کو بڑی دھوم دھام کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا، لیکن مقابلہ میں جو شرمناک بدسلوکی ستم رسیدہ میری کی لاش کے ساتھ ہوئی وہ ہمیشہ آسٹریا کے شہنشاہ نیز ان لوگوں کے نام پر جو اس کے زیر حکم کام کرتے تھے۔ ایک بدنما دھبہ رہیگی۔

ایک طرف تو شہنشاہ کے حکم سے میری کی ماں بیرنس وٹسیرا کے نام یہ حکم صادر ہوا کہ تم بلا تامل آسٹریا سے وینس روانہ ہو جاؤ اور اخباروں میں اس مطلب کی خبر درج کرادو کہ میری کا دفعتاً انتقال ہوگیا ہے۔ اس کے بعد میری کے چچا کونٹ سٹو کو حکم دیا گیا کہ وہ میری کے ماموں الیگزینڈر بلٹاری کو ساتھ لے کر بند گاڑی میں مئیرلنگ پہنچ جائے اور وہاں سے میری کی لاش کو لیجا کر وہ ان ہدایات کے مطابق دفن کریں۔ جو سرکاری طور پر ان کو دی جائیں، جب یہ دونوں گاڑی پر

www.taemeernews.com

سوار ہوتے تو خفیہ پولیس کا ایک آدمی باہر کوچبان کے پاس بیٹھ گیا، مسٹر لنگ والے مکان پر پہنچکر انہیں اس کمرہ میں لے جایا گیا۔ جس میں میری کی لاش حسرت نصیبی کے عالم میں پڑی تھی۔ وہاں ان کو یہ ہدایات دی گئیں۔ کہ میری کی لاش کو اس طرح کپڑے پہنائے جائیں کہ زندہ معلوم ہو گاڑی میں رکھ لو اور اپنے درمیان اس طرح اس کو سیدھا بٹھاؤ کہ معلوم ہو وہ ابھی تک زندہ ہے۔

بدنصیب میری کی لاش کو کپڑے پہنانے کا عمل جتنا مشکل ثابت ہوا ہوگا وہ محتاج بیان نہیں، انہوں نے اس کے ملائم خوشنما بالوں کو ہموار کر کے ان کا جوڑا باندھا۔ پھر خون کے داغ دھبے جو اس کے پھول جیسے چہرہ پر موجود تھے دھو کر صاف کئے۔ یہ کر چکے تو اسے زیر جامہ اور کورسٹ پہنایا گیا۔ پاؤں میں ریشمی جرابیں اور نازک بوٹ پہنا دیئے گئے اور آخر کار وہی خوشنما گون اس کو اوڑھائی گئی۔ جسے پہن کر وہ اُس جگہ آئی تھی۔ سر پر ٹوپی اور چہرہ پر نقاب ڈال دی گئی۔ بعد ازاں لاش کو سہارا دے کر ایک کرسی پر بٹھا دیا گیا۔ تاکہ اس کے دونوں رشتہ دار اسے فر کا کوٹ پہنا سکیں؛

یہ کام جتنا دردناک اور پریشان کن ثابت ہوا۔ اس کی تفصیل الم انگیز ہے وہ لاکھ سہارا دیتے مگر میری کا سر ہر بار آگے کی طرف جھک جاتا تھا۔ اِدھر پاس کھڑا ہوا افسر پولیس اس بات پر زور دیئے جاتا تھا۔ کہ سب کام جلد از جلد ہونا چاہیئے۔ آخر کار پولیس کے آدمی نے ایک ہاتھ میں رکھنے کی چھڑی لے کر بدنصیب میری کے کپڑوں کے نیچے گذاری اور اس کا سر رومال کے ساتھ اس چھڑی سے باندھ دیا۔ نیز وہ چھڑی رسیوں کے ساتھ کرسی کے ساتھ باندھ دی گئی،

www.taemeernews.com

تاکہ اس سے اس کی گردن سیدھی رہ سکے آخر کار اس طریقہ پر کونٹ سٹو کا اور اگلزینڈر بلٹازی نے لاش کو خوشنما فر کا کوٹ پہنا دیا اور اس کے بعد دونوں آدمی لاش کو سہارا دے کر گاڑی کی طرف لے چلے۔ ایک ایسی جوان خوش اندام لڑکی کی لاش کو جو ابھی عنفوان شباب میں تھی۔ جس کے وزن کو کسی بیماری نے کم نہ کیا تھا۔ وہ غم نصیب شخصوں کے لئے اُٹھانا سہل کام نہ تھا۔ کچھ سہارا دے کر اُٹھاتے اور کچھ اس کو فرش زمین پر گھسیٹتے ہوئے وہ دھندلی روشنی کی غلام گردش سے گذر کر زینہ کی راہ سے نیچے اُترے۔ اسجگہ وہی بند گاڑی تیار کھڑی تھی۔ اس میں میری کی لاش کو کسی طرح جکڑ کر اور باندھ کر پچھلی نشست پر بٹھایا گیا۔ اور دونوں رشتہ دار مقابل والی نشست پر بیٹھ گئے رستہ میں گاڑی کے ہلنے سے کئی مرتبہ لاش اِدھر اُدھر ہٹی اور ایک دو مرتبہ کونٹ سٹو کا پر بھی آ کر گری، اس طرح کی حالت میں جو کیفیت اِن بدنصیبوں کی ہوئی ہو گی جنہیں بادشاہ کے حکم کی تعمیل میں یہ سب کچھ کرنا پڑا تھا۔ اس کا حال تفصیل سے بہتر تخیل ہی سے سمجھ جا سکتا ہے۔

رات اندھیری تھی۔ اور تند ہوا کے تیز جھونکے سینوں کو برماتے ہوئے چل رہے تھے۔ آسمان پر سیاہ غلیظ بادل اِدھر اُدھر دوڑتے نظر آتے تھے۔ اور جب تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد بجلی چمکتی تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کوئی ہولناک عفریت ہوا میں اُڑتے ہوئے شرر باری کے لئے اپنا ہیبت ناک سیاہ منہ کھول رہا ہے۔ ہوا کے تند جھونکوں سے جو شور پیدا ہوتا تھا۔ اِس میں انسان کی جانکنی اور سکرات موت کی سی آوازیں ملی ہوئی سُنائی دیتی تھیں۔ سڑک کے

www.taemeernews.com

درختوں کے گھنے سائے نے اندھیرے کو کم کرنے کی بجائے اور زیادہ کر رکھا تھا۔ ایسے میں یہ معلوم کرنا دشوار تھا کہ گاڑی کس طرف جا رہی ہے۔ آخر کار یہ ہیبت ناک سواری ایک لوہے کی سلاخوں کے بنے ہوئے سیاہ پھاٹک کے سامنے جا کر ٹھہر گئی۔ فوراً کسی نے اندر سے دروازہ کھولا اور دو آدمی جنہوں نے راہبوں کا لباس پہنا ہوا تھا۔ ہاتھ میں لالٹین لئے ہوئے باہر نکلے۔

جب کونٹ سڈو کا اور الگزینڈر بلٹازی پھر لاش کو اٹھا کر پھاٹک میں داخل ہو چکے تو پولیس کے اہلکار نے دروازہ کو بے آواز بند کر دیا۔ پھیلی ہوئی تاریکی میں کہیں کہیں سپید رنگ کی صلیب اور سنگ لحد ہیبت ناک ڈراؤنی صورتوں میں نمایاں تھے۔ کسی دور افتادہ مقام پر اُلّو کی ہیبت ناک آواز کانوں میں آکر اور بھی زیادہ دل گرفتگی پیدا کرتی تھی۔ اس ویران قبرستان میں بدنصیب میری وِٹسیرا کو سپرد خاک کیا جانا تھا۔ راہبوں کے پیچھے پیچھے چل کر دونوں آدمی لاش اُٹھائے ایک چھوٹے سے کمرہ میں داخل ہوئے جس میں لکڑی کے ٹکڑے اینٹ پتھر اور ایسا ہی متفرق سامان ادھر سمجھ کر رکھا ہوا تھا۔ یہیں ایک جانب سپید لکڑی کا بنا ہوا ایک کھردرا تابوت پڑا تھا۔ لاش کو لپیٹنے کے لئے کفن تک مہیا نہ کیا گیا۔ میری کی لاش کو کس قدر سختی کے ساتھ اس تابوت کے اندر جس کی سطح اور اطراف کی دیواریں سخت کھردری اور ناہموار تھیں ڈال دیا گیا۔

آہ شوریدہ بخت میری! ایک ایسی حسین نازنین مہ پارہ کا انجام کیسا عبرت ناک تھا! پھر اس اختلاف کو دیکھئے کہ جہاں ایک طرف اس سیاہ کار نوجوان

www.taemeernews.com

کی لاش جس نے اپنی عمر میں نہ معلوم کتنی خوبصورت لڑکیوں کے دل توڑے تھے۔ شاہی شان و شوکت کے ساتھ عالی شان محل کی چار دیواری میں رکھی ہوئی تھی۔ اس ستم رسیدہ نازنین کی لاش کو اس ویرانہ میں ایک ہیبت ناک مقام پر لے جایا گیا۔ جہاں ہوا کی پُر شور آوازوں کے سوا کوئی اس کا نوحہ خواں نہ تھا، لاکھ درجہ بہتر ہوتا کہ اُس گلعذار حسینہ کی لاش کو جو پھولوں کا پیراہن زیب تن کرنے کے لائق تھی۔ اس بیرحمی کے ساتھ کھردرے تابوت میں ٹھونس دینے کی بجائے مادرِ وطن کی آغوش میں دے دیا جاتا، افسوس اس دُنیا میں سوسائٹی کی بیرحمیاں کتنی ہیبت ناک وحسرت انگیز ہیں!

کونٹ سٹوکا نے میری کی ٹوپی کو ہی دوہرا کر کے اس کے سر کے نیچے رکھ دیا۔ پھر وہ سُنہری صلیب جو اس نسرین بدن حسینہ کے گلے میں بندھی تھی۔ خدائی مغفرت کے نشان کے طور پر اس کی اکڑی ہوئی انگلیوں میں دے دی گئی۔ راہبوں نے تابوت بند کر دیا۔ دونوں آدمی پھر اُس کو اُٹھا کر کھلے قبرستان کی طرف لے چلے۔

قریب ہی ایک تازہ کھدی ہوئی قبر موجود تھی۔ کسی طرح کی مذہبی رسم ادا کرنے کے بغیر کسی آہ و فغاں کا بھی موقعہ نہ دے کر تاکہ آواز کسی کے کانوں تک نہ پہنچے، تابوت کو گیلی زمین کے نیچے اُتار اگیا۔ اور جلد جلد مٹی اس پر ڈال دی گئی۔

میری نسیھرا جس کا واحد جرم وہ سچی محبت تھا۔ جو اس نے اپنے سے اونچے درجے کے ایک نوجوان سے کی۔ ایک کتے کی لاش کی طرح زمین میں دفن کر دی گئی، اس کے ماموں دُعاے مغفرت کرنے قبر کے پاس دو زانو ہوئے۔ مگر پولیس کے سپاہی نے جلدی سے ان کے شانوں کو جھنجھوڑ کر کہا۔ اُٹھیئے حضرات یہ

www.taemeernews.com

وقت ضائع کرنے کا نہیں ہے"۔ غمزدہ اور دل گرفتہ دونوں لڑکھڑاتی چال سے گاڑی کی طرف سے مڑے اور آدھی رات کے عمل پر دائما جا پہنچے،

اکیس جنوری کی صبح کو پانچ بجے بدنصیب میڈم وٹسیرا یعنی میری کی ماں اور اس کی دوسری بیٹی ہانا وینس روانہ ہوگئیں، انہیں غریب میری کی لاش پر دو آنسو بہانے کی بھی اجازت نہ دی گئی،

(۷)

بس کہانی ختم ہوئی، رسم وفا اور آداب۔ اختلاف مدارج پر غالب آگئے عشق صادق نے دنیاوی شان وشوکت اور شاہانہ تجمل اور صولت کو نیچا دکھا دیا، اس میں شک نہیں بیرحم بادشاہ نے رڈولف اور میری کے آخری مراسم تکفین وتجہیز کی ادائیگی میں اس قدر نمایاں اختلاف پیدا کر کے اپنے کبر وغرور کا پورا ثبوت دیا تو بھی جب تک دنیا قائم ہے۔ اور آسٹریا کا نام اوراق تاریخ میں موجود ہے۔ کیا ایک بھی حق پسند آدمی ایسا ہوگا۔ جو میری کی بے لاگ مہر ومحبت اور شہنشاہ کے ناجائز ظلم وستم کو محسوس کر کے ایک پر آفرین اور دوسرے پر نفرین نہ کہتا رہے؟ بدنصیب میری کے چھوٹی سی عمر میں ہی کتنے بلند عزائم و خیالات تھے، اس کا کچھ اندازہ اس چھٹی سے کیا جا سکتا ہے۔ جو اس نے مرنے سے پیشتر کونٹس لارش کے نام لکھی تھی۔ ہم اس کو بجنسہ درج ذیل کرتے ہیں :۔

پیاری میری۔ میری وجہ سے جو تکلیفیں اور پریشانیاں تم کو برداشت کرنی پڑیں۔ میں ان سب کے لئے صدق دل سے معافی مانگتی ہوں۔ جو کچھ تم نے میری کی خاطر کیا ہے۔ اگر میرا ہر بن مو زبان ہو جائے تو بھی اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتی،

www.taemeernews.com

اس سے زیادہ میں اتنا ہی اور کہنا چاہتی ہوں۔ اگر زندگی تمہارے لئے دوبھر ہو جائے۔ جیسا کہ مجھکو اندیشہ ہے ضرور ہو جائے گی۔ تو ہمارے پیچھے تم بھی چلی آنا یہی بہتر راستہ ہے۔

(تم کو نہ بھولنے والی میری)

یہاں تک رڈولف کی داستان محبت کا تعلق تھا۔ سارا قصہ ختم ہو چکا۔ تو بھی اس کا ایک پہلو ایسا باقی ہے۔ جس کی اگر توضیح نہ کی گئی تو پڑھنے والے یقیناً بیتاب ہوں گے۔ وہ پہلو اس آہنی صندوقچی سے تعلق رکھتا ہے۔

جو شہزادہ رڈولف نے کونٹس لارش کو رازداری کا وعدہ لے کر دی تھی!

جس رات ولی عہد کی لاش ( ) دھوم دھام سے قبر میں اتاری جا چکی۔ جس قدر خاموشی اور رازداری سے میری کے اندام نازک کو ایک تاریک طوفانی رات میں کسی دور افتادہ مقام پر سرزمین کے آغوش میں دیا جا چکا تھا۔ اسی رات کونٹس لارش کو ایک رقعہ موصول ہوا۔ جس کے نیچے راقم کے نام کی بجائے مروف "آر۔ آئی۔ یو۔ او" درج تھے۔ اور مضمون میں لکھا تھا۔ کہ آج رات ٹھیک ساڑھے دس بجے شورزان برگ اور ہوگیس کے درمیان جو سڑک جاتی ہے۔ اس پر بلوط کا چھتنارا پیڑ کھڑا ہے۔ وہاں جو چیز تمہارے پاس امانت رکھی ہے۔ لے کر پہنچ جانا۔ امید ہے۔ تم اس وعدہ کو نہ بھولی ہو گی۔ جو تم نے اس بارہ میں کیا تھا۔ اور اس وعدہ کی خاطر آئندہ بھی اس معاملہ میں ہمیشہ چپ رہو گی۔

یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ سرد دھندلی رات کو جبکہ تاریکی اتنی شدید تھی۔ کہ چند قدم کے فاصلہ کی چیز بھی دکھائی نہ دیتی تھیں، آدھی رات کے عمل پر

www.taemeernews.com

کونٹس کے لئے ایک ویران مقام پر تن تنہا جانا کتنا دہشت ناک ہوا ہوگا، مستقل مزاج ہونے کے باوجود وہ لرزہ براندام اور دہشت زدہ تھی۔ تو بھی اس نے مقام ملاقات پر پہنچنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اس نے خادمہ جینی کے ذریعہ سے ایک کرایہ کی گاڑی منگائی اور ہر طرف نظر بچا کر مقام مقررہ کی طرف روانہ ہوئی۔ اس نے گاڑی ہے شورازن برگ پلیس کے پاس پہنچکر رکوا دی۔ اس کے بعد قیمتی صندوقچی کو بغل میں دبائے ایک بھاری لبادہ اوڑھے کانپتی ڈرتی۔ تھرتھراتی اس درخت کی طرف روانہ ہوئی۔ جہاں اس کے آنے کے لئے خط میں ہدایت درج تھی۔ رستہ میں ندی کا پل پڑتا تھا۔ اس سے گذر کر وہ جب بلوط کے نیچے پہنچی تو چاروں طرف ہو کا عالم تھا، ہوا کے مضطرب جھونکوں سے پتوں کی سرسرانے کے سوا اور کسی طرح کی آواز کانوں میں نہ آتی تھی۔ ناگاہ کسی کے پیروں کی چاپ سنائی دی۔ اور ایک مرد لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس مقام کے قریب پہنچا کونٹس ڈر کے مارے سہمی ہوئی۔ پیچھے ہٹ کر پیڑ کے تنے کی اوٹ میں چھپا چاہتی تھی۔ کہ آنے والے نے نرم آواز سے کہا "کیا آپ ہی کا نام کونٹس لارش ہے"؟

"کہیئے آپ کیا چاہتے ہیں"؟ کونٹس نے رکتے ہوئے پوچھا،

اجنبی نے ایک قدم اور آگے بڑھا کر کہا "رڈولف" کونٹس کھڑی ہو گئی اس کے بعد اجنبی نے پوچھا "کیا میرا خط آپ کو ملا تھا"؟

"جی ہاں ملا تھا۔ مگر اس سے میرا اطمینان نہ ہوا۔"

وہ "بولا آہ مجھ کو خفیہ اشارہ بھی ظاہر کرنا چاہیئے تھا، آر۔ آئی، یو، او۔ کونٹس نے بغل سے وہی صندوقچی نکال کر آگے بڑھا دی، لیکن نو وارد نے

www.taemeernews.com

فوراً ہی اس کو اپنے ہاتھ میں نہ لیا۔ بلکہ کہنے لگا۔"میں آپ کی آمد کا شکریہ ادا کرتا ہوں، لیکن ایک آخری خواہش پوری کرنی باقی ہے"۔

"میں سمجھی نہیں وہ کیا" کونٹس نے جواب دیا، "میں نے صرف اس بات کا وعدہ کیا تھا۔ کہ جو شخص اپنے آپ کو حقدار ثابت کرے گا۔ میں یہ چیز اس کے حوالے کردوں گی"۔

"کونٹس میری"۔ اجنبی نے الم ناک لہجہ میں کہا۔"میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ رڈولف نے آپ سے بیجا سلوک کیا۔ اسے ہرگز واجب نہ تھا کہ آپ کو اپنے معاملات میں الجھانے کی کوشش کرتا غالباً آپ نے مجھ کو پہچانا نہیں ہے"۔

"بالکل نہیں" کونٹس نے متعجبانہ لہجہ میں کہا۔

مرد نے سر سے ٹوپی اُتار دی اور اپنا جھکا ہوا چہرہ اُٹھا کر کونٹس سے چار آنکھیں کیں۔ وہ حیرت اور وحشت کے عالم میں چونک کر پیچھے ہٹ گئی اور کہنے لگی"کون؟ امپیریل ہائی نس"!

نووارد ٹسکن کا آرچ ڈیوک جان تھا!

کونٹس نے صرف ایک دو بار اس کی صورت دیکھی تھی۔ تاہم اب اس کی تیز چمکیلی آنکھوں اور خوشنما چہرہ کو اس نے فوراً پہچان لیا اور یہ بھی اس کو یاد آیا کہ ولی عہد سے اس کا کتنا گہرا دوستانہ اور شہنشاہ آسٹریا سے کتنا عمیق اختلاف تھا۔ یہ بات انہی دنوں عام طور پر مشہور تھی۔ کہ وہ اپنے آبائی وطن آسٹریا کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر کسی طرف کو رخصت ہو جانا چاہتا ہے۔ یہ پیش گوئی جیسا کہ تاریخ کو معلوم ہے۔ آخرکار پوری ہو کر رہی۔

www.taemeernews.com

"کونٹس آپ ڈریں نہیں" اس نے افسوس ناک لہجہ میں کہا۔ میں آپ کو کسی طرح کا آزار نہ پہنچاؤں گا، رڈولف کے مرنے کا بیشک آپ کو رنج ہے لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ جو کچھ ہوا بہتری کے لیئے تھا، اگر وہ کاغذات جو اس صندوقچی میں بند ہیں، شہنشاہ کی نظروں سے گذرتے تو غالباً وہ اپنے بیٹے پر فوجی عدالت میں مقدمہ چلوا کر اسے ایک غدار کے طور پر گولی سے مروا دینے پر مجبور ہوتے۔"

"اُف میرے خدا تو کیا وہ درحقیقت ہنگری کے تاج پر قبضہ کرنے کے لیئے سازش کر رہا تھا؟"

آرچ ڈیوک نے سر کے اشارہ سے ہاں کہی،

کونٹس نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا "معلوم ہوتا ہے۔ رڈولف کی سوچی ہوئی تجویزیں غلط ثابت ہوئیں۔ اسے کسی طرح کی اطلاع مئیرلنگ میں پہنچ گئی۔ اور اس نے افشائے راز کے خوف سے خودکشی کرلی"

آرچ ڈیوک خاموش رہا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد سوچتے ہوئے کہنے لگا۔ میں نہیں جانتا۔ افشائے راز کے متعلق رڈولف کے اندازے کہاں تک صحیح تھے۔ مگر ہاں اس میں شک نہیں۔ اس پر عصبی کمزوری ہمیشہ سے غالب چلی آتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے برانڈی پینے کے بعد اس کے جوش میں آئے ہوئے دماغ نے فرضی اندیشوں کو غیر معمولی بڑھا کر پیش کیا اور اس نے اپنی جان ضائع کرلی مگر دیر ہوئی جاتی ہے، ایسا نہ ہو پولیس کا کوئی آدمی ہمیں یہاں کھڑا دیکھ لے۔ اس لیئے وہ صندوق مجھے دیجیئے۔ اور اب الوداع میں رخصت ہوتا ہوں"

www.taemeernews.com

(۸)

مسٹر لنگ کے اس بند کمرہ میں جہاں عاشق و معشوق کی ہلاکت کا سانحہ ظہور میں آیا تھا۔ واقعات نے درحقیقت کونسی صورت اختیار کی؟ یہ ایک ایسا راز تھا۔ جو نہ آج تک حل ہوا۔ اور نہ غالباً کبھی حل ہوگا۔ بہت سی افواہیں جو اس سلسلہ میں پھیلیں ان کا ذکر پیشتر کیا جا چکا ہے، لیکن اس کے علاوہ ایک افواہ عرصہ تک پھیلی رہی جو یہ تھی۔ کہ آسٹریا کا

شہنشاہ فرانسس جوزف جو خود بھی اخلاقی اعتبار سے پست تھا۔ عام خیال کے مطابق وہی میری کا باپ تھا۔ اور جب مسٹر لنگ کے کمرہ کی تنہائی میں یہ بھید رڈولف پر کھلا کہ میری ایک دوسری ماں سے اس کی حقیقی بہن ہے تو اس نے مارے شرم کے اس کو بھی مار دیا اور خود بھی اپنی جان ضائع کرلی۔

مگر ان دو بدنصیبوں کی ہلاکت کا باعث کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ وہ سچی محبت، وہ ناقابل فراموش وفاداری۔ حیرت انگیز ثابت قدمی اور مستقل مزاجی جس کا ثبوت وفاکیش میری نے اول سے آخر تک دیا۔ عشق و محبت کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔

www.taemeernews.com

معشوقہ کے خوں آلودہ آغوش میں عاشق کی نعش

ولیعہد آسٹریا کی محبّت کا ہلاکت انگیز افسانہ

www.taemeernews.com

آسٹریا اور ہنگری کے آخری تاجدار کا نام شہنشاہ فرانسس جوزف تھا۔ کسی زمانہ میں اس کی سلطنت اتنی وسیع تھی کہ اس کی حدود ایک طرف اٹلی کے دور افتادہ سرے تک اور دوسری جانب تمام بلغاری ریاستوں پر محیط تھیں۔ لیکن رفتہ رفتہ حالات ایسے پیش آگئے کہ آخری ایام میں صرف آسٹریا اور ہنگری کے دو صوبے ہی اس کے زیرنگین رہ گئے۔

اُس کا اکلوتا بیٹا رڈولف جن پُراسرار حالات میں مقتول پایا گیا تھا۔ اُن کی داستان بجائے ایک افسانہ ہے۔ مختصر یہ کہ بیٹے کی موت پر اس نے اپنے بھتیجے فرانسس فرڈیننڈ کو ولی عہد مقرر کر لیا تھا۔ ایک ایسے نوجوان کو جسے آگے چل کر وارث تخت و تاج بننا ہو۔ شادی کے معاملہ میں لازمی طور پر محتاط ہونا چاہیئے۔ لیکن آسٹریا کے شاہی خاندان کی یہ ایک خصوصیت رہی ہے کہ نہ صرف تمام شہزادوں اور شہزادیوں نے ناجائز اور نامناسب عشقیہ تعلقات پیدا کیے۔ بلکہ خود بوڑھے شہنشاہ کی عقل پر بھی ایسا پردہ پڑا کہ جب اس کی حسین و جمیل ملکہ الزبتھ کو کسی انارکسٹ نے جنیوا میں ہلاک کر دیا۔ تو اس کے تھوڑا عرصہ بعد اس نے بھی ایک گمنام عورت کیتھرائین شراٹ سے کھلم کھلا شادی کر لی۔ یہ عورت جو ایک زمانے میں پیشہ ور ایکٹرس تھی۔ مدت دراز تک خفیہ طور پر شہنشاہ کی داشتہ رہ چکی تھی۔ لیکن کسی کو گمان تک نہ ہو سکتا تھا۔ کہ بادشاہ

www.taemeernews.com

کبھی اُس سے رسمِ نکاح سے گذرنے کے لئے آمادہ ہوگا۔ بہرحال آسٹریا کے خاندانِ شاہی میں سبھی طرح کی باتیں روا نھیں۔ ان حالات میں اگر آرک ڈیوک فرانسس فرڈیننڈ نے بھی خاندانِ شاہی کو چھوڑ کر کسی دوسری عورت سے شادی کی تو یہ امر چنداں باعث حیرت نہیں ہو سکتا۔

بادشاہ کی اپنی تجویز یہ تھی۔ کہ ولی عہد کی شادی خاندان شاہی کے حلقہ اثر ہیں ہی آرک ڈچس اسابیلا کی لڑکی سے ہو۔ اسابیلا کی چھ جوان لڑکیاں تھیں۔ چونکہ شاہی حلقوں میں سچی محبت کی قدر و قیمت کچھ نہیں۔ اس لئے یہ امر چنداں بحث طلب نہ تھا۔ کہ ولی عہد کی شادی کس لڑکی سے ہو۔ مقصد صرف یہ تھا۔ ایک ایسی عورت ہو۔ جو خاندانِ شاہی کی ہی کسی شاخ سے تعلق رکھتی ہو۔ بڈھے فرانسس جوزف کے بعد تخت نشین ہونے والے بادشاہ کی بیگم کہلائے۔

جس زمانہ کا یہ ذکر ہے۔ فرانسس فرڈیننڈ کی صحت حد درجہ کمزور تھی۔ اپنے خشک اور لاغر بدن میں ایک مضبوط فولادی روح رکھتے ہوئے بھی وہ اتنا نحیف و زار تھا۔ کہ اندیشہ کیا جاتا تھا۔ وہ بہت عرصہ تک زندہ نہ رہ سکیگا اسے دق کا عارضہ لاحق تھا۔ ان حالات میں ولی عہد نے آرک ڈچس اسابیلا کی لڑکیوں کو چھوڑ کر ہونے والی دلہن کے لئے باہر نظر ڈالی تو بادشاہ نے اس خیال سے اعتراض نہ کیا کہ ولی عہد صرف چند مہینوں کا مہمان ہے۔ اس کی موت کے بعد اس کی عورت کو بہرحال خاندان شاہی کے حلقہ سے باہر نکلنا پڑے گا۔ اس لئے اس کی راہ میں کسی طرح کی رکاوٹ پیدا کرنا بےسود ہے۔

یہ عورت جس سے آخر کار ولی عہد فرانسس فرڈیننڈ کی شادی ہوئی۔

www.taemeernews.com

کونٹس سوفی نشوٹک نام کی ایک حسین و پری چہرہ لڑکی تھی۔ جو محض حالات کی کشش سے پرسبرگ میں آرک ڈچس اسابیلا کے محل میں تنخواہ دار سہیلی کے طور پر داخل ہوئی۔ اُس کی آمد سے پہلے فرانسس فرڈیننڈ کے متعلق یہ بات عام طور پر مشہور تھی۔ کہ اس کی نظر انتخاب اسابیلا کی بیٹی پر۔ گیبریل پر پڑ چکی ہے۔ لڑکی ولی عہد سے سن وسال میں برابر یا کچھ بڑی تھی۔ تاہم وفاداری کی خو رکھتے ہوئے۔ وہ کسی طرح کا حرف انکار زبان پر نہ لا سکی۔ دونوں کو آپس میں محبت تھی۔ یا نہیں تھی۔ یہ ایک بحث طلب سوال ہے۔ مختصر یہ کہ دونوں میں اختلاط شروع ہو گیا۔ اور عام خیال یہ تھا۔ کہ ان کی نسبت کا اعلان بہت جلد کر دیا جائے گا۔

یہی وہ زمانہ تھا۔ کہ اس کی ہیروئین کونٹس سوفی شہزادی اسابیلا کے محل میں داخل ہوئی۔ ہر چند وہ بھی ایک امیر خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ اور امیر زادیاں یا شاہی خاندان کی لڑکیاں عموماً حسن وجمال کی دولت سے بہت کم بہرہ ور ہوتی ہیں۔ لیکن وہ خاص شکل وصورت رکھتی تھی۔ اونچا قد۔ فراخ سینہ۔ کھلی پیشانی۔ اس کی آنکھوں میں وہ سحر اور اداؤں میں وہ کشش تھی۔ کہ ولی عہد ایک نظر دیکھتے ہی متاع صبر وقرار ہاتھ سے دے بیٹھا۔ سب سے زیادہ لائق تعریف اس کی چھلکتے ہوئے پیمانہ سے ملتی جلتی آنکھیں۔ جب شہزادہ نے اس نازنین کو دیکھا۔ جو موسم بہار کی صبح کی مانند خوبصورت تھی۔ اور جس کا حسن پہاڑ کی چوٹی پر پڑی ہوئی برف کی مانند پاک اور الماس کی طرح خالص تھا۔ تو وہ شہزادی اسابیلا کی چہیتیوں لڑکیوں کو نظر انداز کرنے لگا۔ گیبریل کی تصویر ذہن سے اتر گئی۔ پہلی مرتبہ اس کو معلوم ہوا کہ اس نے اپنے انتخاب میں کتنا

www.taemeernews.com

بھاری غلط اندازہ کیا تھا۔ اور گیبریل کے لئے اس کا اظہار محبت کتنا بے بنیاد تھا۔
جیسا لکھا گیا ہے۔ ایک ہی نگاہ میں وہ ایک دوسرے کے والا و شیدا ہو گئے۔ اس کے باوجود دونوں کو بہت کم گفتگو کا موقع ملا تھا۔ اور گو ملاپ کے موقعے اس سے کمتر ہوتے تھے۔ تاہم دلوں میں یہ خیال مضبوطی سے جاگزیں ہو گیا تھا۔ کہ قدرت نے ان کو ایک دوسرے کے لئے بنایا ہے۔ وہ اگر اس دُنیا میں جیئں گے تو اکھٹے اور مریں گے تو بھی اکھٹے؛

رفتہ رفتہ محبت کی یہ آگ شعلہ تیز کی صُورت اختیار کرنے لگی۔ آرک ڈیک نے اظہار خیالات میں پیش قدمی کی۔ سوفی بھی آمادہ ہو گئی۔ دونوں ایک دوسرے سے درپردہ ملنے لگے۔

جوشِ محبت نے مستقبل کے متعلق دونوں کی آنکھوں پر پٹی سی باندھ رکھی تھی۔ تاہم سب سے پہلے سوفی نے ہی دُور اندیشی سے کام لیا۔ اور ولی عہد کی توجہ اِن کی شادی کی مشکلات کی طرح مبذول کی۔ اس نے بتلایا۔ کہ آپ ایک عظیم الشان سلطنت کے ولی عہد ہیں۔ اور میں ایک غریب خادمہ ہوں اس لئے یہ محبت برمحل نہیں اور شادی کا امکان کہاں؟ بہتر یہی ہو کہ اس خیال خام کو ہمیشہ کے لئے دل سے نکال دیا جائے۔

لیکن فرانسس فرڈینڈ اپنے کمزور اور نحیف بدن کے اندر سنگلاخ ارادہ رکھتا تھا۔ جب سوفی کی فرح بخش صُورت کو دیکھتا اور رمز بہ لطیف میں ڈوبی ہوئی اس کی میٹھی باتیں سُنتا تو یہ خیال مضبوطی کے ساتھ اس کے ذہن میں جم جاتا کہ خواہ کچھ ہو۔ خواہ مجھ کو تخت تاج کے دعوے سے بھی دست بردار ہونا پڑے۔

www.taemeernews.com

میں اس نازنین کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ یہ ایک مانی ہوئی بات ہے۔ کہ اس دُنیا کے ہزاروں انقلابات عورت کی کشش کے شرمندہ احسان ہیں۔ اس لئے کیا تعجب کہ اس مدہوشی و سرمستی میں جو سوفی کی محبت میں ہر وقت ولی عہد پر چھائی رہتی تھی۔ وہ ہر روز کی دلچسپیوں اور لطافتوں کی موجودگی میں آئندہ کی مصیبتوں یا تکلیفوں کو ہمیشہ نظر انداز کرتا چلا جاتا تھا۔

آخر کار سوفی نے ایک دن اس سے التجا کی کہ ہمارا یہ راز چونکہ بہت عرصہ پوشیدہ نہ رہ سکے گا۔ اس لئے مجھ کو یہاں سے رخصت ہو جانے دو۔ حقیقت حال ظاہر ہونے پر شہنشاہ معظم بھی غضب ناک ہوں گے۔ پھر میرا کہاں ٹھکانا ہوگا۔ اس پر آرک ڈیوک نے اس سے وعدہ کیا کہ میں فی الحال اس راز کو پوشیدہ رکھوں گا۔ چونکہ گیبریل کے رہتے ہوئے اس کی شادی کا امکان باقی نہ رہا تھا۔ اس لئے جلدی ہی فیصلہ کیا گیا۔ کہ ولی عہد پرسبرگ سے روانہ ہو جائے۔ اور اس کے بعد کونٹس سوفی بھی کسی بہانہ سے ملازمت چھوڑ کر اُس سے جا ملے۔ اس کے بعد دیکھا جائیگا۔

لیکن آرک ڈیوک فرڈیننڈ کو پرسبرگ سے رخصت ہوئے بہت دن نہ گزرے تھے۔ کہ اُس کے اور سوفی شوٹک کے عشق کا راز افشا ہو گیا۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ فرانسس نے ایک خط کونٹس کے نام لکھا تھا۔ جو اتفاقاً آرک ڈچس اسابیلا کے ہاتھ پڑ گیا۔ لیکن اور بیان ہے۔ کہ ایک بیش بہا الماس کی بنی ہوئی انگوٹھی جس میں آرک ڈیوک کی تصویر لگی تھی۔ سوفی کے کمرہ میں پڑی ہوئی پائی گئی۔ اور اس سے حقیقت حال ظاہر ہوئی۔ لیکن افشائے راز کا صحیح باعث کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ایک روز آرک ڈچس اسابیلا نے کونٹس

www.taemeernews.com

سوفی شوٹک کو اپنے حضور میں بلوا کر اس کو بہت ہی سختی سے زجر و توبیخ کی۔ اور اسے ذلت کے ساتھ موقوف کر کے حکم صادر کر دیا کہ وہ اپنا سامان لیکر اسی دن وہاں سے رخصت ہو جائے۔

یہ سمجھنا بہت زیادہ مشکل نہیں ہو سکتا کہ جب آرک ڈچس اسابیلا کو فرانسس اور سوفی کے عشق و محبت کا حال معلوم ہوا تو اس کے دل کو اس واقعہ سے کتنا بھاری صدمہ پہنچا ہوگا۔ سالہا سال سے وہ یہ آرزو لئے بیٹھی تھی۔ کہ اسکی بیٹیوں میں سے ایک کسی نہ کسی روز آسٹریا کے والئے تخت و تاج کی شریک حیات بنے گی لیکن اس کی تمناؤں کا خون ہوگیا۔ عین اس وقت جب اس کی مرادیں بر آنے کے قریب تھیں۔ ایک ادنےٰ خادمہ۔ ان کے گھر کی اپنی نمک خوردہ اس پر گوئے سبقت لے گئی۔

گیبرلی کے دل پر جو بیتی۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ مگر سب سے زیادہ سخت چرکا اس کی ماں اسابیلا کے دل کو لگا۔ اُس نے کونٹس کو گھر سے ذلیل رسوا کر کے نکالتے ہوئے خوب جی کھول کر گالیاں دیں اور برا بھلا کہا لیکن یہ اس کی تعزیز کی انتہا تھی۔ اس سے زیادہ وہ کر بھی کیا سکتی تھی۔

ادھر کونٹس کا حال سنیئے۔ وہ بیچاری سخت مشکل اور مصیبت میں مبتلا تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ حوادث کے طوفان بلاخیز میں بہتی چلی جارہی ہے۔ جب اس کو آن واحد میں ذرا سی مہلت دیئے بغیر گھر سے نکال دیا گیا۔ تو وہ نہیں جانتی تھی۔ کہ کدھر جائے اور کس کے پاس رہے؟ عارضی طور پر اس نے شہر وائینا کی سکونت کا ارادہ کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک مختصر سا رقعہ فرانسس

www.taemeernews.com

فرڈیننڈ کے نام لکھا۔ لیکن ایسا کرتے ہوئے اسے بالکل یقین نہ تھا۔ کہ وہ اس کے لئے انتہائی ایثار گوارا کرتے ہوئے۔ آخر کار اس سے شادی کرنے کو آمادہ ہو جائے گا۔ اس کا یہی خیال تھا۔ کہ ایک وقتی ہیجان ہے۔ جس کے بعد وہ میری طرف خیال ہی نہ کرے گا۔ پس جو رقعہ اس نے لکھا اس میں اتنا ہی تحریر تھا۔ کہ اب آپ مجھ کو بتائیں میں کدھر جاؤں اور کیا کروں ؟

آرک ڈیوک نے اس خط کے جواب میں تحریر کیا کہ میں بہت جلد تم سے ملوں گا۔ اور اس وقت ہم اس بات پر غور کریں گے۔ کہ شادی کی رسم کب ادا ہونی چاہیئے۔ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اپنے ضبط ارادہ اور اپنی قوت فیصلہ کی وجہ سے وہ جب کسی کام کے کرنے کو آمادہ ہو جاتا تو دنیا کی لاکھوں بلائیں بھی اسے متذبذب نہیں کر سکتی تھیں۔ چنانچہ اس کے چند روز بعد وہ سوفی سے ملنے گیا۔ لیکن جب اس نے شادی کی درخواست پیش کی تو سوفی نے اس کی بہتری اور اپنی سلامتی کی خاطر اس کو یہی مشورہ دیا کہ آپ اس خیال خام کو دل سے نکال دیں۔ تاہم ولی عہد کا جواب یہ تھا۔ کہ مجھے کسی وقتی مصلحت کا خیال نہیں۔ رہ گئے بادشاہ سلامت تو ان سے جب موقعہ آئے گا میں خود اچھی طرح نپٹ لوں گا۔ تم وعدہ کر لو۔ پھر مجھے کسی بات کا اندیشہ نہیں ہے ۔

بڈھا شہنشاہ آسٹریا قصر ہوف برگ میں تھا۔ کہ ولی عہد نے اپنے ارادہ کا اظہار اس کے روبرو کیا۔ بادشاہ اس قصہ کو سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ اور فرط غضب سے کانپ اٹھا مشکل سے کوئی سال گزرا نہ تھا۔ کہ خاندان شاہی کا کوئی فرد معاملات شادی میں کسی نہ کسی حماقت کا مرتکب نہ ہوتا ہو۔ اس موقعہ پر اس نے ولی عہد کو سختی

www.taemeernews.com

کے ساتھ فہمائش کی۔ یعنی اس کو سمجھایا کہ اس طریقہ پر تم اپنی راہ میں جو کانٹے بو رہے ہو وہ انجام کار خطرناک ثابت ہوں گے۔ لیکن فرانسس فرڈیننڈ نے بادشاہ کے جوش و عتاب کی شمہ بھر پروا نہ کی۔ جب اس نے دیکھا۔ منت سماجت بے سود اور درگذر درخواست لاحاصل ہے۔ تو وہ بھی اپنی ضد پہ اڑ گیا۔ کہ ضرور اس عورت سے شادی کروں گا۔ آپ جس طرح جی چاہتا ہے۔ کیجئے۔

اپنے تخت و تاج کے وارث کو اتنا غضبناک دیکھ کر بڈھے شہنشاہ کے لئے مجبوراً ہاں کہنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا۔

عام خیال یہ ہے۔ کہ اس کی رضامندی فلسفہ انسانی کے ارفع ترین لفظ "شاید" سے وابستہ تھی یعنی اس کا خیال تھا۔ کہ فی الحال اس شادی کو سرکاری طور پر تسلیم نہ کیا جائے گا۔ وہ ایک اس طرح کی شادی ہوگی۔ جیسے خاندان شاہی کے افراد وقتی جوش کی حالت میں کر لیا کرتے ہیں۔ ایسی عورتوں کو وہ حقوق حاصل نہیں ہوتے جو بیگموں کے لئے مخصوص ہیں۔ نہ ان کے بچوں کو وارث تخت و تاج سمجھا جاتا ہے شاید آگے چل کر شہزادہ کا جی بھر جائے۔ اور وہ خاندان شاہی کی کسی دوسری عورت سے شادی کے لئے آمادہ ہو۔

مختصر یہ کہ شہنشاہ اور ولی عہد میں یہ معاہدہ طے پا گیا کہ شادی کی رسم گو ادا ہو جائے۔ تاہم عورت کو وہ حقوق زوجیت حاصل نہ ہوں۔ جو ان بیگمات کو ہوا کرتے ہیں۔ جو خاندان شاہی سے متعلق ہوں۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ فرانسس فرڈیننڈ صرف اس بنا پر ان شرطوں کو ماننے پر رضامند ہو گیا کہ اس نے سوچا وقت آنے پر بادشاہ کا انتقال ہو چکا ہوگا۔ سبھی طرح کے اختیارات مجھ کو حاصل

www.taemeernews.com

ہوں گے۔ اُس وقت اگر یہ سابقہ عہد و پیمان بھلا کر سوفی کو اپنے ساتھ گدی پر بٹھاؤنگا تو اعتراض کرنے والا کون ہوگا؟ لیکن تدبیر ہستی اور تقدیر روتی تھی۔ کیونکہ جیسا اوراق تاریخ شاہد ہیں۔ اس خیال کو عملی صورت دینے کا وقت بدنصیب شہزادے کو مل ہی نہ سکا۔

آرک ڈچس اسابیلا کے دل کو گو اس وجہ سے بھاری غم و غصہ تھا۔ کہ اُس کی بیٹی گیبریل عین دم آخر میں ملکہ آسٹریا ہوتے ہوتے رہ گئی۔ تاہم اب جو اُس نے سُنا کہ بادشاہ اور ولی عہد میں یہ قول اقرار ہوئے ہیں۔ تو اُس کے جی کو بھی اس خیال سے صبر و قرار حاصل ہو گیا۔ کہ وقت آنے پر اس رسیا نوجوان کو میری کسی نہ کسی بیٹی سے لازماً شادی کرنی پڑے گی۔ احتیاط مزید کے طور پر اُس نے اپنی ایک چھوٹی بیٹی کی شادی فرانسس فرڈیننڈ کے بھتیجے کارل سے کردی کیونکہ جانشینی کی ایک شرط یہ بھی تھی۔ کہ اگر فرانسس فرڈیننڈ کسی وجہ سے تخت نشین نہ ہو سکے تو کارل اگلا وارث ہو۔ لیکن تقدیر کے ماروں کو حُسن تدبیر سے کب فایدہ پہنچا ہے۔ جیسا اخبار بین حضرات کو معلوم ہوگا۔ اس نوجوان نے بھی آرک ڈچس کی بیٹی کا خیال چھوڑکر پرما کی شہزادی زیتا سے شادی کرلی۔ اور اسابیلا کی آرزو پھر ناکام رہی۔

غرض کونٹس سوفی شوٹک کی شادی ایک چھوٹے سے گمنام گرجا میں فرانسس فرڈیننڈ کے ساتھ ہو گئی۔ اور ولی عہد نے اپنے اختیارات خاص سے کام لیکر شادی کے روز ہی سوفی کو ڈچس آف ہوہنبرگ کا خطاب دے دیا۔ اس طریقہ پر اُس نے اسابیلا کو بتلایا کہ جس عورت کو تم نے اس ذلت و رسوائی کی حالت میں

www.taemeernews.com

تخت پر بیٹھنے کا موقعہ نہ دے گا۔ کہ ناگاہ جون ۱۹۱۴ء میں سیراجیوو کے مقام پر ایک مرد بدنہاد نے دونوں کو اپنی گولی کا نشانہ بنادیا۔ دم آخر میں فرانسس فرڈینڈ اپنی دم توڑتی ہوئی بیوی کے آغوشِ محبت میں تھا، اور اس طرح جن کو زندگی میں کوئی طاقت جدا نہ کر سکے۔ وہ بعد از مرگ بھی اس دُنیا سے ایک ساتھ رخصت ہوئے۔

اس سوال کا جواب بنا ئے قتل کیا تھی؟ مختلف شخصوں نے اپنی اپنی بساط کے مطابق دیا ہے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اس سانحہ کی تہ میں کسی سیاسی تحریک یا بین الاقوامی اُلجھن کو مطلق دخل نہ تھا۔ حالات سے یہ بات تحقیق ہو چکی ہے کہ قاتل مایوس و جگر خستہ آرک ڈچس اسا بیلا کا آلہ کار تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مغرور خاتون اس مایوسی کو جو اُسے اپنی بیٹی گیبریل کے ملکہ آسٹریا نہ بننے کے معاملہ میں ہوئی تھی۔ کبھی دل سے نکالنے میں کامیاب نہ ہوئی۔ اس خیال سے کہ اگر میری دختر تاجدار وقت کو شریک حیات نہیں بن سکی تو کوئی دوسری بھی کیوں بنے۔ اس نے شخص مذکور کو کافی رشوت دے کر دونوں ہلاکت انگیزی پر آمادہ کر لیا۔

لیکن وہ ایک خونی واقعہ کس طرح سارے یورپ کو خون کی ندیوں سے رنگین کرنے کا موجب بنا۔ اس کا حال تاریخوں میں درج ہے۔ یہاں اس پر بحث کرنے کی حاجت نہیں۔

www.taemeernews.com

جارج چہارم اور میری جورڈن

www.taemeernews.com

آج سے ایک سو سال پیشتر لندن کے ایک تاریک ترین مکان میں ایک بدنصیب عورت پھوس کے بستر پر پڑی دم توڑ رہی تھی۔ کوئی اُس کا خبر گیر نہ تھا۔ تاکہ جاتی ہوئی زندگی کا آخری سلام قبول کر سکے۔ انقلاب زمانہ دیکھئے کہ کسی وقت یہی بے کس عورت برطانیہ کے درباری حلقوں میں ہر دلعزیزی کے بام ارفع پر پہنچی ہوئی تھی۔ وہ ایک شہزادہ کی محبوبہ ایک بادشاہ کی منہ لگی داشتہ تھی۔ اگر عوام کا اندازہ غلطی نہیں کرتا۔ تو ایک ایسے بچے کی ماں تھی۔ جس کی رگوں میں شاہی خون موجزن تھا۔ میری جورڈن اس عورت کا نام تھا۔ کم از کم وہ اس نام سے عام لوگوں میں مشہور تھی۔ اگرچہ اس کا حقیقی نام اس سے بہت کم پرشکوہ یعنی معمولی درجہ کی عورتوں جیسا سوسن سمتھ تھا۔

جب رینالڈس نے مسٹریز آف دی کورٹ آف لندن لکھی تو ایک افسانہ کے ذریعہ سے شاہ جارج چہارم کی عیش پرستیاں بے نقاب کر دیں۔ اور اس حکمران پر قسم قسم کے الزام عائد کئے۔ لیکن میری جورڈن کا واقعہ اس بات کا فیصلہ کن ثبوت ہے۔ کہ حسن پرستی اس بادشاہ کی گھٹی میں پڑی تھی۔ اوّل سے آخر تک اسکی زندگی عشق و محبت کی رنگین فضاؤں میں گذری۔ اس سرور آفرین داستان کا ایک ورق بدنصیب میری جورڈن کی حکایت سناتا ہے۔ جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

اپنی اقبال مندی کے دنوں میں وہ اس قصر عالی شان میں رہا کرتی تھی۔ جو

www.taemeernews.com

خاص طور پر جارج نے جو اس زمانہ میں پرنس آف ویلز اور اس کے ساتھ کا ریجنٹ تھا یہ چینی طرز پر بنوایا تھا۔ اور جس کا نام آج تک پیولین مشہور ہے۔ جارج کو اس عورت سے اتنی گہری محبت تھی۔ کہ وہ رات کو سیاہ ریشم کی جو چادر اوڑھ کر سوتا تھا۔ اس پر خود اپنے اور میری جورڈن کے پہلے حروف سونے کے تاروں سے بنائے گئے تھے۔ اس قصرِ عالی میں رہتے ہوئے میری نے کچھ عرصہ بیگمات کی حکومت کی۔ جو ان دنوں شاہ جارج سوم ہنری کی بصارت جواب دے چکی تھی بادشاہ ہوتے ہوئے بھی عنانِ حکومت سنبھالنے کے ناقابل تھا۔ اور تمام درباری فربہ اندام شہزادہ جارج کے گرد جمع رہتے تھے۔ باپ بیٹا دونوں جارج عمدہ لباس کے خاص طور پر شوقین تھے۔ اور اس خوش پوشی کی وجہ سے برطانیہ کے نامور مدبر فوکس امن پر کئی چوٹیں بھی کی تھیں۔

میری جورڈن ۱۷۹۰ء میں پیدا ہوئی۔ اس کے ماں باپ غریب تھے۔ شروع شروع ان کی سکونت کنٹ میں ہوا کرتی تھی۔ لیکن بعدازاں میری کے سوا پیدا ہونے کے تھوڑا عرصہ بعد وہ مقام بالتھ پر اٹھ گئے۔ میری بچپن ہی سے حسین ترین لڑکی تھی۔ اس کے حسن احمر کو دیکھ کر اکثر بڑی بوڑھی عورتیں اس کے شاندار مستقبل کی پیش گوئی کیا کرتی تھیں۔ لبوں پر شوخ تبسم۔ آنکھوں میں شرارت آمیز چمک۔ غرض عہدِ شباب میں اس کی صورت سے حسن و دلربائی کے تمام اوصاف نمایاں تھے۔ چونکہ ماں باپ ذی استطاعت نہ تھے۔ اس لئے بچپن میں اس کی اچھی تربیت نہ ہو سکی۔ چنانچہ مشکل سے دس سال کی تھی۔ کہ ایک دو مرتبہ اپنے سے بڑی عمر کے نوجوانوں کے ساتھ بھاگ گئی۔ اور پندرہ سال کی عمر میں تو وہ اپنے والدین کے قبضہ اقتدار سے اتنی باہر جا چکی تھی۔ کہ وہ کسی معاملہ میں ان سے پرساں حال نہ ہو سکتے تھے۔

www.taemeernews.com

انہی ایام میں اس نے بڈھی فحبہ کے زیر سایہ رہنا شروع کر دیا۔ جو شہر کے نوجوانوں اور عیش پرستوں کے لئے تازہ شکار مہیا کیا کرتی تھی۔ باتھ کا ساحلی قصبہ اس زمانہ میں خاص شان و شوکت رکھتا تھا۔ کیونکہ تمام فیشن ایبل لوگ سال کے کسی نہ کسی حصہ میں اس جگہ پہنچنا فرض خیال کرتے تھے۔ صدر مقام لندن کے خوش وضع نوجوان اور سیمتن عورتیں کچھ تو اس جگہ کا شفا بخش پانی پینے کی غرض سے ہر سال پہنچ جایا کرتی تھیں۔ اور اس کے ساحل پر ہر روز شام کو بے شمار بے فکرے سیر کرتے پھرتے تھے۔

انگلستان کی تاریخ میں یہ زمانہ اُن بڑے بڑے ناموں کی وجہ سے یادگار سمجھا گیا ہے۔ وُلف نے بیس سال کی عمر میں کوئبک فتح کر لیا تھا۔ کلائیو اور وارن ہیسٹنگز شانہ بشانہ کام کرتے ہوئے مشرق میں ایک مستحکم سلطنت کی بنیادیں قائم کر رہے تھے یہی وہ زمانہ تھا۔ جب واٹرلو کا فاتح ٹیلسن بحری فوج میں کام کرتا اور نامور مدبر پٹ جس نے بیس سال کی عمر میں برطانیہ کا قلمدان وزارت سنبھال کر نظیر قایم کی ہے۔ سیاست اور تدبیر کی دُور اندیشانہ چالوں کے ذریعہ سے اس دام وسیع کے حلقے تیار کر رہا تھا۔ جو انجام کار نپولین کی ہزیمت اور تباہی کا موجب ثابت ہوا۔

جارج سوم گو دیکھنے میں زندہ اور نام کو برطانیہ کا بادشاہ تھا تاہم عملی طور پر اس کی ہستی کا خاتمہ ہو چکا تھا عقل و شعور یکسر جواب دے گئے تھے امور سلطنت کا کچھ بھی پتہ اس کو نہ تھا۔ اور اس کا بیٹا جارج ریجنٹ کی حیثیت میں ہر بات کا کرتا دھرتا سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ جب وہ دربار کی ہنگامہ خیز زندگی سے اکتا کر تھوڑے عرصہ کے لئے آرام کرنے کو باتھ کی مشہور صحت گاہ پہنچتا تو اہل دربار کا

www.taemeernews.com

بیشتر حصہ اس کے ہمراہ پہنچنا اپنا فرض تصور کرتا تھا۔

ایک شام کا ذکر ہے۔ وہی بوڑھی دلالہ جس کے زیر سایہ میری جورڈن رہا کرتی تھی۔ اس کو سیر کرانے ساحل بحر پہ لے گئی۔ مقصد ظاہر تھا۔ میری کا حسن نوخیز عجیب طرح کی لطافت اور تاثیر رکھتا تھا۔ چھوٹی سی عمر میں بھی ہیں حیرت انگیز خوبصورتی پائی جاتی تھی۔ کہ اندر کے اکھاڑے کی پریاں جسے دیکھ کر شرماتی تھیں سادہ پوشاک میں وہ اپنی دائمی شگفتہ مزاجی اور بھری ہوئی جوانی کی بدولت اس طرح کی موہنی صورت اور دلربا لطافت کا نظارہ پیش کرتی تھی۔ کہ جس کو دیکھ کر رنگین طبع اور رسیلے زیادہ بازوں کے خون میں اُبال آجانا قدرتی تھا۔

بڈھی قحبہ میری جورڈن کو بڑی بڑی اُمیدوں کے ساتھ بحر پر سیر کرانے لیکر گئی تھی۔ اور اسے اپنی اُمیدوں میں کچھ مایوسی بھی نہ ہوتی۔ کیونکہ اس مجمع عظیم میں جو شام کے وقت ساحل پہ ہوا کرتا تھا۔ وہ نامی امیر لارڈ راکنگھم بھی موجود تھا۔ جس کا شہزادے جارج سے گہرا دوستانہ تھا۔ یہ شخص امیر ابن امیر تھا ادرجے مالدار اور اس کے ساتھ ہی بدرجہ غایت فضول خرچ بھی تھا۔ دو نسلوں کی دولت جوئے میں ہار کر اس نے انجام کار اپنی بیوی بھی داؤں پر لگادی اور ہار گیا تھا۔ جس زمانے کا یہ ذکر ہے۔ اُسے اپنے ماموں کے انتقال پر تیسری دولت ملی تھی۔ اور وہ اور شہزادہ عالیان ہم نوالہ و ہم پیالہ دوست تھے۔ کہ دونوں کے معاملات عشق بھی ایک دوسرے سے پوشیدہ نہ رہا کرتے تھے۔

اس نامور امیر کی نگاہ تجسس نے فوراً اس قمر طلعت ماہ پیکر حسینہ کو دیکھ کر اس کے حسن لطیف کی دلربائیوں کا جائزہ لے لیا۔ پل کے پل میں اس نے سوچا کہ

www.taemeernews.com

یہ پری شمائل حسینہ شہزادہ کے لئے خوب ہوگی۔ اس نے بڈھی دلال سے بات چیت شروع کی۔ اور تھوڑے لیت ولعل کے بعد یہ بات طے پاگئی۔ کہ گل اندام لڑکی اس کے مکان پر ملاقات کے لئے جائے۔ اس ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ لارڈ راکنگھم نے اسے اپنے ہاں بلوالیا۔ شروع میں جو تجویز اس نسرین بدن معشوق کو شہزادہ کے حوالہ کرنے کی اس نے سوچی تھی۔ وہ اس کو بھی نظر انداز کرگیا۔ اور اُسے اپنے ہی پاس رکھنے لگا۔ عرصہ قلیل میں اس سیمبر کے جمال کا چرچا سارے قصبہ باتھ میں ہونے لگا۔

میری جورڈن ہرچند۔ ایک نا تعلیم یافتہ تربیت سے محروم لڑکی تھی۔ تو بھی اُس میں گفتگو اور حاضر جوابی کی خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں ظرافت آمیز زندہ دلی اور پھبتی کہنے کا ڈھنگ اس کو اچھی طرح یاد تھا یہی وجہ ہے۔ کہ لارڈ راکنگھم کے دوست محض اس کی کشش سے ہر وقت امیر موصوف کے مکان پر جمع رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ اس کا فراد ادا کے حسن کا شہرہ شہزادہ کے کانوں تک پہنچا۔ لارڈ راکنگھم اپنے جی میں یہ سوچ کر مست تھے۔ کہ معشوق باوفا ہے۔ لیکن جلدی ہی ان کو یہ حقیقت تسلیم کرنے پر مجبور ہوجانا پڑا۔ کہ گو وہ اپنے آپ کو عشق ومحبت کے معاملات میں ماہر کامل تصور کرتے تھے۔ تاہم عورت کے دل کا حال معلوم کرنے سے وہ بھی قاصر رہے حتیٰ کہ وقت آیا۔ جب وہ اپنے سابقہ چاہنے والے کو جُل دے کر شہزادہ جارج کے آغوش میں جا پہنچی۔

عشوہ طراز میری اور یورپ کے اعلےٰ مرد شریف (شہزادہ جارج) کی پہلی مُلاقات لارڈ شولٹو کے ایک جلسہ دعوت میں ہوئی۔ جس نے باتھ کی ریس میں بازی جیت کر اپنے بے شمار دوستوں کو مدعو کیا تھا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ اور

www.taemeernews.com

عین ممکن ہے۔ اس میں کچھ صداقت بھی ہو۔ کہ گل و بلبل کی اس پہلی ملاقات کا انتظام لارڈ راکنگھم کے دشمنوں نے کیا تھا۔ جنہیں شہزادہ کے عادات کو جانتے ہوئے پہلے سے یہ بات معلوم تھی۔ کہ جب اس پری چہرہ نازنین کو ریتا شہزادہ کے روبرو لایا گیا تو وہ فوراً اس پر وارفتہ ہو جائے گا۔ لیکن اصل حقیقت کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ میری کے پہلے چاہتے لارڈ راکنگھم نے اسے اس بات کی سختی سے ہدایت کر دی تھی۔ کہ کسی ایسے جلسہ دعوت میں نہ جانا۔ جس میں پرنس آف ویلز موجود ہوں۔ مگر جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے۔ اس حکم امتناعی نے الٹا دختر ہوا کے سینہ میں ایک شوق استجاب پیدا کر دیا۔ اور وہ خود اس تاک میں رہنے لگی۔ کہ دیکھوں شہزادہ کے سامنے جانے سے کیا ہوتا ہے۔

جلسہ میں خود لارڈ شولٹو نے میری کا تعارف شہزادہ سے کرایا۔ برطانیہ کے تخت و تاج کا وارث بہت ریعان شباب میں تھا۔ گو ابھی سے اس کی عیش پرستی اور حسن پروری نے شب بیداری و کثرت مے خواری مل کر اس کے بدن میں فربہی کے غیر معمولی آثار پیدا کرنے شروع کر دیئے تھے۔ اور صورت بھدی اور بد نما ہونے لگی تھی۔ لیکن اس پر بھی ہر وقت خوشامدی دوستوں اور حلقہ دربار کے چاپلوسوں میں رہنے کے باعث جو اس اُمید پر دستر خوان کی مکھیاں بنے ہوئے تھے۔ کہ دیوانہ بادشاہ کے استقبال پر شہزادہ کے تخت پر متمکن ہونے کے بعد انہیں کچھ خاص رعایت حاصل ہو گی۔ وہ اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھا کرتا تھا۔ اور اسکی خود بینی و خود رائی ایک طرح سے ضرب المثل ہونے لگتی تھی۔

دُنیا کو معلوم ہے۔ شہزادہ جارج نے اس عمر میں ہی اپنی فریب کاریوں اور

www.taemeernews.com

ہوس رانیوں کے لئے مشہور تھا۔ مقابلہ میں ایک تعلیم یافتہ الہڑ خاتون بھی حسن و جمال کی خوبیوں سے آراستہ۔ قدرت کا اُگایا ہؤا اپنا خوشنما پھول۔ صحرا کی آزادی میں پرورش پایا ہؤا تھا۔ وہ اور نازک۔ جس کی عمر ابھی بیس سال سے آگے نہ بڑھی۔ لیکن جس کی جوانی کا چاند ابھی سے نشہ آرزو اور کشش کی چمک پھیلا نا اپنی سنہری اور متین شان کے ساتھ روز افزوں درخشندگی حاصل کرنے لگا تھا۔

دونوں عنفوان شباب کے متوالے تھے۔ ایک میں زود آشنائی کا جوہر تھا۔ دوسری میں بام ترقی پر پہنچنے کا شوق۔ پس اگر پہلی مُلاقات میں ہی دل آنکھوں سے باتیں کرنے لگے۔ اور نگاہ نے بے زبانی سے ہی بلاغت کی انتہا کر دی۔ تو یہ بات چنداں باعث تعجب نہیں سمجھی جا سکتی۔ میری نے اس موقعہ پر اپنے حسن عالم افروز کی مستی سے شہزادہ کے سینہ میں خوب ہی شوق انگیزی کی۔ اس کا فیل نما عاشق سو جان سے اس پر فریفتہ ہو گیا ہو گیا۔ اور جیسا اس طرح کی حالتوں میں اس کا معمول تھا۔ اس نے اپنی چاہت کا اظہار اس طریقہ پر کیا۔ کہ ایک بیش قیمت زیور کسی فتنہ دوران قحبہ کے ہاتھ اُس شمع رو حسینہ کے پاس بھجوا دیا۔ اور ساتھ ہی زبانی کہلایا کہ یہ ناچیز تمہارے حسن کا پروانہ ہے۔ خدا وہ دن جلد لائے۔ کہ یہ شمع میرے کاشانہ کو روشن کر دے۔ جواب میں اس محشر ادا حسینہ نے شوخی و شرارت سے بھرا ہوا ایک خط شہزادہ کے نام لکھا جس میں تحریر تھا۔ کہ آپ کی نظر عنایت نے اس کنیز کی جو عزت افزائی کی ہے۔ اس کی بدولت ذرہ ناچیز ہے۔ خورشید عالمتاب کا درجہ حاصل کر لیا۔ تو بھی جیسا حضور سمجھ سکتے ہیں۔ اپنے محسن لارڈ راکنگھم کے پاس خاطر سے میں آپ کا بھیجا ہؤا

www.taemeernews.com

تحفہ شکریہ کے ساتھ واپس کرنے پر مجبور ہوں۔

اس جواب کو پاکر شہزادہ کے سینہ پر سخت چوٹ لگی۔ اور وہ غرق تحیر ہوکر اس انوکھے جواب پر غور کرنے لگا۔ پیشتر جن حسینوں پر اس کی نظر انتخاب پڑی تھی۔ اُن میں سے کسی نے کس موقعہ پر اس کی درخواست رد نہ کی تھی۔ اب پہلی مرتبہ اس قسم کا موقعہ پیش آنے پر اس کا شوق تیز تر ہوگیا۔ صید پر قابو پانے کی دشواری نے شوق شکار کو زیادہ مشتعل کردیا۔ اِدھر یہ خبر بالائی حلقوں میں مشہور ہونے لگی کہ شہزادہ عالمیاں ایک نئی صورت دیکھ کر محو تماشہ ہو گئے۔ جتنے امیر طبقہ کے لوگ اس ساحلی مقام پر جمع تھے۔ سب میں چرچے ہونے شروع ہوئے۔ کوئی مجلس ایسی نہ تھی۔ جو اس گفتگو سے خالی ہو۔

ہوتے ہوتے بات لارڈ کنگھم کے کانوں تک بھی جا پہنچی اور اس کا پہلا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اُس گہرے دوستانہ میں جو مدت دراز سے لارڈ موصوف اور شہزادہ قائم چلا آتا تھا خلل آگیا۔ یا تو وہ وقت تھا۔ کہ لارڈ کنگھم اپنی مرضی سے اس بُت کافر ادا کو شہزادہ کی نظر کرنا چاہتا تھا۔ یا اب یہ کیفیت ہوئی کہ وہ کسی طرح چڑیا کو باز کے چنگل سے محفوظ رکھنے کے لئے اسے ایک دُور دراز مقام پر لے اُڑا۔ لیکن مرد لاکھ دُور اندیش اور دانا کیوں نہ ہو۔ عورت کی پُر فن طبیعت کو ہمیشہ سمجھنے سے قاصر رہا ہے۔ چنچل اور چالاک ہیری نے ظاہرا بے تعلق رہتے ہوئے نامعلوم طریقہ پر اس بات کی خبر شہزادہ کے کانوں تک پہنچادی۔ کہ وہ کس جگہ مقیم ہے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ حضرت وہیں جا دھمکے اور سابق کے مقابلہ میں زیادہ سرگرمی کے ساتھ اس نازنین پر قبضہ پانے کے لئے سعی وجہد کرنے لگے۔ اس مطلب کے لئے

www.taemeernews.com

انہوں نے کسی ادنےٰ سے ادنےٰ حربہ کو کام میں لانے سے بھی دریغ نہ کیا۔ چنانچہ یہ شہزادہ کی خفیہ کوششوں کا ہی نتیجہ تھا۔ کہ لارڈ راکنگھم کے قرضخواہوں نے اس کے برخلاف مقدمہ بازی شروع کر دی۔ اور بدنصیب امیر کو اپنی حفاظت کے لئے وہاں سے بھاگ نکلنا پڑا۔ لیکن جب وہ رخصت ہونے لگا۔ تو میری نے آنکھ کی تری اور ہونٹ کی خشکی سے اس بات کا پورا یقین دلایا کہ وہ تا زیست اس کو ہے گی اور اس کے بغیر اس کے دن کاٹے نہ کٹیں گے۔ لیکن ہوا یہ۔ کہ ادھر بدنصیب راکنگھم نے پیٹھ پھیری ادھر یہ بیوفا معشوقہ اپنے شاہی عاشق کی بغل میں جا پہنچی۔ نہیں معلوم لارڈ راکنگھم کو اس حقیقت کا علم ہوا یا نہیں ہوا۔ اور جس غارت گر عقل و ہوش کو وہ صادق و باوفا سمجھے ہوئے تھا۔ اس کی غداری اور فریب کاری کا افسانہ صحیح رنگ میں اُس کے کانوں تک پہنچا نہیں پہنچا۔

بہرحال یہی وہ زمانہ تھا۔ جب شہزادہ جارج چینی مندروں کے نمونہ کی ایک نئی عمارت بنوانے میں مشغول تھا۔ جس کے متعلق اس کا شوق اور شاہ خرچی تاریخی شہرہ حاصل کر چکی ہے۔ ہزارہا پونڈ اس نے اسی طرز کی عمارتوں پر ضائع کئے۔ اور یہ صرف اپنے جی کا خبط پورا کرنے کے لئے۔ اس کے باپ جارج سوم کی صحت حقیقی معنوں میں ایک عرصے سے جواب دے چکی تھی۔ لیکن اب وہ بار زیست کی متحمل نہ ہو سکی۔ انہی ایام میں اس نے دار بقا کا رُخ کیا اور شہزادہ کے گرد نئی نئی بادشاہت نے شہرت کا ہالہ پیدا کر دیا۔

ہر چند یہ امر واقعہ ہے۔ کہ اس زمانہ میں جس کے حالات قلمبند کئے جا رہے ہیں سبھی لوگ پستی اخلاق کے گنہگار تھے۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ میری جورڈن

www.taemeernews.com

کے ساتھ نئے بادشاہ کے تعلق نے لوگوں کو چہ میگوئی کا بہت موقعہ دیا۔ اس کی ایک بین مثال یہ ہے۔ کہ نئے بادشاہ نے اپنی سابقہ داشتہ مسز فٹز ہربرٹ کے ساتھ بیجا سلوک شروع کر دیا۔ جس کی بناپر وِھگ جماعت کے لوگوں نے بادشاہت کے ہی اصول کے خلاف طوفان برپا کیا تھا اس کے علاوہ اس نے اپنی منکوحہ کیرولائن پر جو سختی کی۔ وہ اور بھی زیادہ اس کی بدنامی کا موجب بنی۔ انتہا یہ ہے۔ کہ دونوں میں طلاق کی نوبت آگئی۔ اور جب آخر کار بادشاہ کو تاج پوشی کا دن آیا تو خود اس کے حکم سے بدنصیب کیرولائن کو جلسہ گاہ میں قدم تک رکھنے نہ دیا گیا۔ کس طرح بدنصیب خاتون نے اپنے آپ کو بادشاہ کی منکوحہ ظاہر کر کے اندر جانے کی کوشش کی۔ اور کس طرح پہرہ والوں نے بڑی سختی سے اس کو باہر رہنے پر مجبور کیا۔ یہ سارے واقعات بجائے خود ایک افسانہ ہیں۔

جیسا لکھا جا چکا ہے۔ جارج چہارم کے محبت نامے خارج از شمار ہیں۔ اتنی عورتوں نے اپنے حسن کا پرتو اس پر ڈالا اور خود اس نے اس قدر ماہ پیکر حسینوں کے حسن لطیف کی بہار لوٹی کہ ان میں سے کسی ایک کے متعلق کوئی خاص نتیجہ اخذ کرنا بہت دشوار نظر آتا ہے۔ لیکن اس پر بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ میری جورڈن کا اثر اپنے شاہی عاشق پر نہ صرف مقابلتاً غالب بلکہ دیرپا رہا۔ انہی دنوں جارج چینی طرز کی ایک شاندار عمارت ماہی گیروں کی اس چھوٹی سی بستی کے قریب بنوائی۔ جس کا نام اسی زمانہ میں برائٹ ایلم سٹون مشہور تھا۔ لیکن فی الحال اس کو برائٹن کہتے ہیں۔ یہیں اس کی چہیتی فتنہ عالم میری عیش و عشرت کے لوازم کے ساتھ عشرت مسرت اور آرام و آسائش کی زندگی بسر کرتی تھی۔ کہ جن درباریوں کو محلسرا میں جانیکی

www.taemeernews.com

اجازت حاصل تھی۔ وہ بھی کمروں کی نفاست اور مناظر کی رنگینی دیکھ کر انگشت بدندان رہ جاتے تھے۔

اُس زمانہ میں ریل نہ چلی تھی۔ اس لئے شاہ جارج بند گاڑی میں سوار ہو کر جس قدر بھی فرصت کا وقت ملتا میری کی محبت میں بسر کرنے برائٹن پہنچ جاتا تھا رستہ میں کئی مقامات پر گھوڑے تبدیل کرنے پڑتے تھے۔ لیکن شاہی عاشق کی بیتابی کا یہ عالم ہوا کرتا تھا۔ کہ اگلا پڑاؤ آنے سے ایک میل پہلے ہی پُر شور آواز میں چلانا شروع کر دیتا کہ گھوڑے تیار کر کے سڑک پر لے آؤ۔ سراؤں کے ملازم بھی اس بارہ میں حد درجہ محتاط رہتے تھے۔ کبھی کسی موقعہ پر کسی بدنصیب سے ذرا بھی تساہل ہو جاتا۔ تو اس کی شامت ہی آجاتی تھی۔

لیکن بادشاہ وقت کی داشتہ ہوتے ہوئے بھی میری کو دوسروں کے جذبات سے کھیلنے کا اتنا شوق تھا۔ اور وہ اپنے حسن کی فتنہ خیزی پر اس قدر ناز کرتی تھی۔ کہ جب تک کئی چاہنے والوں کے نرغہ میں گھری ہوئی نہ ہو۔ اس کی تسکین نہ ہوتی۔ چنانچہ ایک وقت میں کم از کم چار نامی رئیس ایک دوسرے کے حالات سے لاعلم اپنے آپ کو اس کا خوش نصیب عاشق تصور کرتے تھے۔ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ عاشقانہ سازشوں کا شوق اور معشوقانہ بے اعتنائیوں کی دبستگی اس قدر اس خاتون کی سیرت میں پڑی تھی۔ کہ وہ جب تک ایسی شرارتیں نہ کرلے۔ اُس کی تسکین نہ ہوتی تھی۔ چونکہ طبعاً فریب کاریوں اور سحر سازیوں کی عادی تھی۔ اس لئے بڑی آسانی سے نہ صرف اپنے عاشق رئیسوں بلکہ اُن سے بھی زیادہ خود بادشاہ

www.taemeernews.com

سلامت کو اُلّو بنائی تھی۔

مگر اس کے بعد ناگہاں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس کی اصل حقیقت آج تک پردہ راز میں پوشیدہ ہے۔ اور غالباً ہمیشہ رہے گی۔ اتنا تو خیر معلوم ہے۔ کہ اس کی جگہ رہتے ہوئے اس کے بطن سے ایک لڑکا تولد ہوا۔ لیکن وہ لڑکا اس کے بعد مرا یا زندہ رہا؟ اور اگر اس کی زندگی نے ساعدت کی تو وہ کہاں رہتا رہا؟ اس کا حال کوئی نہیں جانتا۔ بعض کا خیال ہے کہ اس بدنصیب بچے کو ڈیون شائر کے دور افتادہ مقام میں بھیج دیا گیا۔ اور وہیں ایک پادری نے اس کی پرورش کی۔ اس خیال کو لے کر نامی ناول نویس بیرنگ گولڈ نے "رائل جارج" کے نام سے ایک دلکش افسانہ بھی لکھا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ یہ لڑکا اس لڑکے سے جدا تھا۔ جو مسز فٹنرز ہربرٹ کے بطن سے پیدا ہوا۔ اور جس کے پوتے کا حال میں بمقام نیویارک انتقال ہوا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بچہ نہ صرف اپنے حق میں بلکہ اپنی ماں کے لئے بھی منحوس ثابت ہوا۔ کیونکہ اس کی ولادت کے تھوڑا ہی عرصہ بعد جارج کا میری جورڈن سے جی چڑھ گیا۔

یوں دیکھنے میں وہ اب بھی حسین و ہر دلعزیز زمانہ تھی۔ تاہم جارج کو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس کا حسن ڈھلنا شروع ہو گیا ہے۔ اس کی نظروں میں اب وہ اس کی اگلی لطافت و کشش باقی نہ رہی تھی۔ بادشاہ کی بے رُخی دیکھ کر میری کے دل کو بھاری صدمہ پہنچا۔ وہ بیمار ہو گئی۔ مالیخولیا کا اثر غالب ہونے لگا۔ اور جب رفتہ رفتہ اس کی حالت بگڑنی شروع ہوئی۔ تو بادشاہ نے

www.taemeernews.com

اِس مضمون کے احکام صادر کر دیئے کہ اس کو محل سے نکال کر کسی دوسری پری شمائل حسینہ کے لئے جو اس کی قائم مقام بننے والی تھی۔ جگہ خالی کی جائے۔

میری جورڈن کا حال اس کے بعد وہی ہوا۔ جو ایسی بدنصیب عورتوں کا اکثر ہؤا کرتا ہے۔ ناروا محبت خواہ کسی طبقہ میں ہو۔ عورت کے حق میں سم قاتل ثابت ہوتی ہے۔ اُن بدنصیبوں کا کیا کہنا۔ جن کا تعلق بادشاہوں یا شہزادوں کے ساتھ ہوا ہو۔ اُن کو امارت دشمنوں کے بام ارفع سے نکبت وافلاس کے گڑھے میں گرتے ذرا بھی دیر نہیں لگتی۔ رفتہ رفتہ میری کی حالت بد سے بدتر ہو گئی دربار سے جو پنشن ملا کرتی تھی۔ اس کی ادائیگی بند کر دی گئی۔ بارہا دربار کے داروغہ سے بحث و تکرار بھی ہوئی۔ لیکن وہاں تو احکام شاہی کی تعمیل منظور تھی۔ غریب کا کچھ نہ بن سکا۔ حتےٰ کہ وہ سخت مفلسی کی حالت میں سپٹل فیلڈس کی ایک اندھیری کوٹھری میں بحال تباہ مری۔ کوئی اس کا خبر گیر نہ تھا۔ کوئی اس کا پُرسانِ حال نہ تھا۔ صرف ایک بوڑھی عورت اس پر ترس کھا کر کبھی کبھی اُسے دیکھ جایا کرتی تھی۔ انجام کار اس کی لاش کو کسی ادنےٰ بھکاری کی لاش کی طرح سرکاری خرچ پر دفن کیا گیا۔

مرنے کے وقت اُس کی عمر بائیس سال سے زیادہ نہ تھی۔ گویا اتنی سی عمر میں اس نے دُنیا بھر کے عروج وزوال دیکھ لئے۔ اس کی حالت میں نشاط کی شیرینی چشم زدن میں رنج کی تلخی میں بدل گئی۔ انتقال سے چند سال پیشتر جس شخص نے اسے دیکھا تھا۔ وہ موجودہ صورت میں اُسے بالکل نہ پہچان سکتا تھا۔ زندگی کے آخری ایام میں گاؤں کا پادری یہ تجہیز لے کر اس کے پاس آیا۔

www.taemeernews.com

کہ چلو تم کو ورک ہوس میں پہنچا دوں۔ بدنصیب میری نے اپنی حقیقت اس پر ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جب گاؤں کے پادری کی نظر اس کے پھٹے ہوئے کپڑوں۔ سُتے ہوئے استخوانی چہرہ اور چیتلا کے داغوں کی طرف گئی جو اس پر نمودار تھے (کیونکہ وہ مرض چیچک میں ہی مبتلا ہو کر مری تھی) تو اُسے قطعاً یقین نہ آسکا۔ یہ حسرت ناک انجام اس عورت کا تھا۔ جو اپنے زمانہ کی یکتائے روزگار حسینہ سمجھی جاتی تھی۔

www.taemeernews.com

الماس کی اہمیت

شاہ پرتگال کا برسرِعام قتل

بجرمِ عشق تو ام میکشند غوغائیست
تو نیز بر سرِ بام آ کہ خوش تماشائیست

www.taemeernews.com

ناظرین پرتگال کے بدنصیب بادشاہ کارلس کے نام سے واقف نہ ہوں گے۔ جسے آج سے ربع صدی پہلے لزبن کے بازار میں گولی کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ بادشاہ اپنی ملکہ اور ولی عہد کے ساتھ گھوڑا گاڑی پر سوار شہر سے گذر رہا تھا۔ کہ یہ ہیبت ناک سانحہ وقوع پذیر ہوا۔ ملکہ بچ گئی لیکن باپ بیٹا دونو قتل ہوئے۔ حالانکہ جیسے اِن واقعات سے جواب پہلی مرتبہ پبلک کے روبرو پیش کئے جا رہے ہیں۔ واضح ہوگا۔ حملہ آوروں کا مدعا فقط کارلس کی جان لینے کا تمنی تھی لیکن بیچارہ گیہوں کے ساتھ گھن کی طرح ناحق پس گیا۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ شاہ کارلس کا تعلق پرتگال کے قدیم خاندان برگزیدہ سے تھا۔ جس نے اس ملک پر صدیوں راج کیا۔ جس زمانہ میں امریکہ کی دریافت عمل میں آئی تو اس خاندان کے افراد پرتگال پر حکومت کرتے تھے۔ بعدازاں جب جنوبی امریکہ کا وہ زرخیز خطہ جسے برازیل کہا جاتا ہے۔ پرتگال کے قبضہ میں آیا تو وہاں بے شمار جواہرات پائے گئے۔ جن میں ایک الماس خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ ۱۶۴۰ء میں جب امریکہ کا پرتگیزی وائسرائے قیمتی جواہرات اور سونے چاندی کے بھرے ہوئے جہازات آئے دن شاہ پرتگال کی خدمت میں بھیجا کرتا تھا۔ ایک کنگال حبشی عورت کو وہ گوہر آبدار دستیاب ہوا۔ جس کا نام اس کی غیر معمولی تابش اور درخشانی کی وجہ سے پرتگیزوں نے اپنی زبان میں کچھ اس قسم کا جس کا ترجمہ "آفتاب عالمتاب"

www.taemeernews.com

کیا جا سکتا ہے۔ رکھا۔ یہ ایک غیر معمولی بڑا ہیرا تھا، اور اس وقت کے بعد پرتگال کے دربار شاہی کا معمول ہو گیا۔ کہ جب کسی نئے بادشاہ کی تاجپوشی ہوتی۔ تو اس ہیرے کو فقط اس موقعہ پر جواہر خانہ سے نکالا جاتا۔ اس کے بعد پھر اسے وہیں محفوظ کر دیا جاتا تھا۔

جب بدنصیب شاہ کارلس کی بے رحمانہ ہلاکت کا واقعہ پیش آیا ہے۔ تو برلن کے بازاروں میں یہ خبر عام طور پر مشہور تھی۔ کہ یہ بیش بہا ہیرا سرکاری خزانہ سے پُراسرار طریقہ پر غائب ہو گیا ہے۔ چونکہ پرتگال کے توہم پرست باشندوں کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ ان کے ملک کی خوشحالی اور آسودگی اسی ہیرے سے وابستہ ہے۔ اس لئے ان خبروں کے پھیلنے سے عامۃ الناس میں غیر معمولی جوش پھیل گیا جس نے انجام کار شاہ کارلس کے بے رحمانہ قتل کی صورت اختیار کی۔

یہ بادشاہ جب تخت نشین ہوا تو اس کی عمر پچیس تیس سال کے درمیان تھی۔ وہ ایک فربہ اندام عیش پرست۔ بے فکرا نوجوان تھا جسے ملک کے سیاسی معاملات کی نسبت زہرہ جمال عورتوں سے زیادہ دلچسپی تھی۔ اگرچہ ملکہ بدصورت نہ تھی۔ لیکن بادشاہ کی نگاہ ہر وقت عشوہ گر حسینوں کی تلاش میں رہتی تھی۔ اور اس مقصد کے لئے وہ آئے دن پیرس کی سیر کیا کرتا تھا۔

اس سیر و سیاحت کے دوران میں اس کی ملاقات ایک پری وش حسینہ سے ہو گئی۔ اس غارت گر شکیب و ترلد نے جلدی ہی عیش و عشرت کے دلدادہ بادشاہ کو رام کر لیا۔ وہ پیرس کے بازار اندرائل کے ایک عظیم الشان مکان میں رہا کرتی تھی۔ اور اس نے اپنی سواری کے لئے ایک چھوٹا سا ہاتھی رکھا ہوا تھا جس کا نظارہ

www.taemeernews.com

یورپی ملکوں کے لئے سرمایۂ تحیر تھا۔ یہ ہاتھی اس کے ایک ہندوستانی عاشق نے جو والئی ریاست تھا۔ بطورِ تحفہ اس کی بارگاہِ حسن میں پیش کیا تھا۔ اور اس بُتِ کافر ادا کی ایک ادا یہ بھی تھی۔ کہ اس ہاتھی پہ سوار ہو کر سیر کرنے بازار میں نکلا کرتی تھی۔

جس زمانہ میں شاہ پرتگال کی ملاقات اس نازنین سے ہوئی۔ اس کے حُسن کا آفتاب نصف النہار پر تھا۔ اس کی خوبصورتی کا یہ کوہ پر پڑی ہوئی برف کی طرح پاک الماس کی طرح خالص اور کسی دُور افتادہ تارے کی مانند بظاہر ناقابل حصول تھی۔ بادشاہ اس کو ایک نظر دیکھتے ہی وارفتہ ہو گیا۔ اور یہ مفتونیت اس حد تک بڑھی کہ نہ صرف ذاتی مال و زر بلکہ سرکاری خزانہ کے وہ نایاب جواہرات بھی جو صدیوں سے محفوظ چلے آتے تھے۔ بتدریج اُس کی نذر کئے جانے شروع کر دیئے۔

پیرس میں کئی موقعوں پر وہ غیرتِ ماہ حسینہ انہی جواہرات کو سجائے مختلف مجالس میں شریک ہوتی تھی۔ اس طرح رفتہ رفتہ اخباروں میں یہ خبر چھپ گئی۔ کہ شاہان پرتگال کا خزانہ ایک بازاری شیوہ حسینہ کے لئے بے دردانہ لٹایا جا رہا ہے۔ جب تک معاملہ مبہم تھا۔ بات دبی رہی۔ لیکن انجام کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک منچلے اخبار نے الماس "آفتاب عالمتاب" کی گمشدگی کی اطلاع بھی شائع کر دی اس نے جو خبر اس بارہ میں درج کی۔ یہ تھی کہ چند روز پیشتر شاہی جواہر خانہ کا محافظ جب حسبِ معمول صفائی کرنے گیا۔ تو اس نے دیکھا۔ کہ وہ ڈبہ جس میں یہ الماس رکھا رہتا تھا۔ خالی پڑا ہے۔ اس نے اس واقعہ کی اطلاع بادشاہ کو دی۔ پولیس نے تفتیش شروع کی۔ لیکن معلوم ہوا۔ کہ سب قفل اصلی حالت میں تھے۔ مگر الماس غائب

www.taemeernews.com

تھا۔ اس وقت پہلی مرتبہ اندازہ کیا گیا۔ کہ کم و بیش دس لاکھ پونڈ مالیت کے جواہرات خزانہ عامرہ سے غایب ہو چکے ہیں۔ اس سے ملک کے ہر حصہ میں بڑی سنسنی پھیلی۔ سُراغ رسانوں نے تحقیق کی۔ کہ پیرس کی ایک عورت سے بادشاہ کا خفیہ دوستانہ تھا۔ کچھ جاسوس تحقیقات کرنے وہاں بھیجے گئے۔ لیکن معلوم ہوا کہ وہ ملکہ حُسن پُر اسرار طریقہ سے غائب ہو گئی۔ چند روز پیشتر بعض لوگوں نے اس غارت گر دین و ایمان کو ایک نئے روسی عاشق کی محبت کا دم بھرتے دیکھا تھا۔ جو اپنی مملکت کا گرینڈ ڈیوک کہلاتا تھا۔ ایک رات وہ بیش بہا پوشاک میں ملبوس اور بے حساب قیمت کے جواہرات سے آراستہ حسینان پیرس کے سینوں میں حسد کی آگ بھڑکاتی پھری اور اس کے دوسرے دن پر اسرار طریقہ پر غائب ہو گئی۔ کوئی نہ جانتا تھا۔ کہ وہ کون تھی۔ اور کدھر گئی۔

بہر حال لوگوں کا خیال تھا۔ کہ وہ امریکہ چلی گئی۔ جہاں اس کا ارادہ وہ شہرہ آفاق الماس فروخت کرنے کا تھا۔ جو سچ پوچھئے تو اس پُر اسرار طریقہ پر پھر اس سرزمین میں جا پہنچا۔ جہاں سے اس کو لایا گیا تھا۔

اس پر اہل پرتگال میں جو غیر معمولی جوش پھیلا۔ اس کا بیان کرنا عبث ہے۔ ہر شخص کی نگاہیں صورت سوال بادشاہ کی طرف جاتی تھیں۔ اور گو اس نے ایک بیان اس مطلب کا شایع کیا۔ کہ یہ سب جھوٹی افواہیں ہیں۔ تاہم عوام مطمئن نہ ہوئے اور اس میں بھی کلام نہیں۔ کہ اس دن کے بعد بادشاہ کی شگفتہ مزاجی کسی رنج نامعلوم کی وجہ سے انتقامی تلخی میں بدل گئی۔ پرتگیزی پولیس نے کھوئے ہوئے الماس کی تلاش میں بہت دوڑ دھوپ کی۔ لیکن جس طرح قلمرو ئے حُسن کی وہ ملکہ جس کی ذات

www.taemeernews.com

اس الماس سے منسوب کی جاتی تھی۔ غائب ہوئی اس طریقہ پر وہ ہیرا بھی بے پتہ ہوگیا۔

سخت غم و غصہ کی حالت میں رعایا کے چند شخصوں نے بادشاہ اور اس کے ولی عہد کو سر بازار قتل کردیا۔ ملکہ امیلیا نے اپنے چھوٹے بیٹے مینویل کو اپنی حفاظت میں گدی پر بٹھایا۔ لیکن بگڑی ہوئی رعایا کو رام کرنا دشوار تھا۔ انجام کار ماں بیٹے کو بھاگتے ہی بن پڑی۔ عرصہ دراز تک وہ دونوں انگلستان میں پناہ گزیں رہے اس کے بعد خدا جانے ان کا کیا حشر ہوا۔

www.taemeernews.com

بادشاہ ثریا کا انقلاب انگیز عشق

ایوانِ شاہی میں کشت و خون کا طوفان

www.taemeernews.com

جون کا مہینہ تھا۔ سرزمین یورپ میں موسم بہار کی آمد آمد تھی۔ بیارز کے مقام پر جہاں مختلف ملکوں کے سیاح تفریح کی غرض سے جایا کرتے ہیں۔ ایک پُر وقار۔ رعنا قد جوان ایک خاتون کے ہمراہ تھا۔ جو سن وسالی میں بڑی ہونے کے باوجود خوش جمال تھی۔ یہ نوجوان سرویہ کا بادشاہ الگزینڈر اور خاتون اس کی ماں نٹالی تھی جسکی صحبت سے ملکی وزیروں کی سازشوں اور حکمت عملی نے نوجوان بادشاہ کو اکثر دُور رہنے پر مجبور کئے رکھا تھا۔

عرصہ دراز تک رعیت کی مرضی پر عمل کرتے ہوئے نوجوان بادشاہ اپنی ماں سے علیحدہ رہا۔ لیکن آخر کار اس کی زندگی میں ایک ایسا وقت آگیا۔ جب اس نے اپنے وزیروں نے علانیہ کہدیا۔ کہ ملک کے اندر میری ہی مرضی کام کرے گی۔ چنانچہ اس دعویٰ کا عملی ثبوت دینے کے لئے وہ اپنی ماں سے ملاقات کرنے بیارز پہنچا۔ جہاں نٹالی رہا کرتی تھی۔ کچھ دن اس کو یہاں رہتے ہو گئے اس کے وقت کا بڑا حصہ ماں کی صحبت میں بسر ہوتا تھا۔ بادشاہی کی پابندیوں سے عارضی طور پر نجات حاصل کرنے کے بعد ایک عجب طرح کی خوشی محسوس ہوتی تھی اس کو کھلے پانی میں نہانے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ قریباً ہر روز وہ ان لوگوں میں شامل دیکھا جاتا تھا۔ جو ساحل بحر پر نہانے اور تیرنے کے لئے جمع ہوتے تھے۔

www.taemeernews.com

جس دن کا ذکر ہے۔ الگزینڈر اپنی ماں کے ساتھ تھوڑا عرصہ چہل قدمی کرنے کے بعد حسبِ معمول سمندر میں نہانے کے لئے گیا۔ اور تفریحاً تیرتا پھر رہا تھا۔ کہ دفعتاً کافی دُور آنے جانے کے بعد وُہ ایسے پانی میں پہنچ گیا۔ جہاں لہریں بڑے زور زور کے ساتھ اُٹھتی اور کسی چٹان سے ٹکراتی تھیں۔ پانی کی روانی اس مقام پر بیحد تیز تھی۔ دفعتاً ایک چیخ اس کے منہ سے نکلی۔ سب لوگوں نے جو تیرتے پھر رہے تھے یا آس پاس موجود تھے۔ اس مقام کی طرف دیکھا۔ جہاں سے آواز سنائی دی تھی۔ اور سب کو یہ جان کر رنج ہوا۔ کہ نوجوان الگزینڈر پانی میں ڈوبتا جا رہا ہے۔ خدا معلوم اس میں تیرنے کی طاقت باقی نہ رہی تھی۔ یا کسی طرح کا ضعف اس پر طاری ہو گیا تھا۔ بہرصورت وہ ایک خطرہ عظیم میں مبتلا تھا۔

اس وقت جب حاضرین میں سے کچھ لوگ اس سوال پر غور ہی کر رہے تھے۔ کہ انہیں کیا کرنا چاہیئے۔ کوئی کسی کشتی بان کو آوازیں دیتا۔ اور کوئی آگے بڑھنے کی نیم دلانہ کوشش کر رہا تھا۔ ایک خوش پوش۔ خوش ادا خاتون جو غسل کا لباس پہنے ساحل بحر پہ تفریحاً ٹہلتی پھر رہی تھی۔ جھٹ پانی میں کود ی اور تیرتی ہوئی اس مقام کی طرف گئی۔ جہاں نوجوان الگزینڈر پانی کی مُہلک گرفت سے بچنے کے لئے بے سود کوشش کر رہا تھا۔ دیکھنے والوں کو جلدی ہی معلوم ہو گیا۔ کہ حُسن اور خوش پوشی کے اوصاف کے علاوہ قدرت نے اس خاتون میں تیرنے کی خوبی بدرجہ اتم پیدا کی ہے۔ چند ہی ثانیوں میں وہ خطرے کے مقام پر جا پہنچی۔ اور نوجوان الگزینڈر کو صحیح سلامت بچا کر ساحل پہ واپس آگئی۔

شاہ الگزینڈر ایک خطرہ سے بچ گیا۔ تاہم ایک دوسرا

www.taemeernews.com

خطرہ اس کے لئے اور پیدا ہو گیا۔ جو یہ تھا۔ کہ اس خاتون کے ساتھ جو اس کو پانی سے بچا کر باہر لائی تھی۔ ایک ہی نظر میں اس کو گہری محبت ہو گئی۔ معلوم ہوا۔ اس کا نام ڈراگا میسچن ہے۔ وہ ملکہ نتالی کے ہاں سہیلی کے فرائض انجام دیا کرتی تھی۔ مادر ملکہ نے اس پر بہت سے احسانات کئے تھے۔ شاید ان کا صلہ دینے کو آج اس نے اس کے عزیز بیٹے کی جان بچانے میں مدد دی تھی۔

نوجوان بادشاہ کا اس سحر آگیں صورت پر فریفتہ ہو جانا ذرا بھی تعجب خیز نہ تھا۔ کیونکہ ڈراگا غایت درجہ حسین تھی۔ شکل و صورت میں جیسے چودھویں رات کا چاند۔ میانہ قد۔ کشادہ پیشانی۔ پیوستہ ابرو۔ سیاہ چشم۔ نازک اندام۔ شیریں گفتار۔ مختصر یہ کہ وہ ساری خوبیاں جو قدرت صنف نازک کے مختلف پیکروں میں پیدا کرتی ہے۔ اس کی ذات میں موجود تمام جمع تھیں۔ جس وقت وہ ڈوبتے ہوئے بادشاہ کو سہارا دے رہی تھی، اس کا سر اس کی چھاتی پر تھا۔ سمندر کی موجوں سے جدوجہد کرتی۔ کنارے پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئی۔ اور الگزینڈر نے آنکھیں کھول کر پہلی مرتبہ اس کی طرف دیکھا۔ تو وہ اس کی ایک نگاہ کے جواب میں ہی صبر و قرار کھو بیٹھا۔

ڈراگا میسچن بیوہ تھی۔ چھوٹی عمر میں ہی اس کی شادی ایک انجینئر کے ساتھ کر دی گئی تھی۔ جس نے اس سے غایت درجہ بدسلوکیاں کیں۔ سخت مصیبت کی حالت میں ایک یا دو سال اس کے پاس رہنے کے وہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر چلی آئی۔ اس نے کچھ تھوڑا سا گذارہ اس کے لئے مقرر کر دیا تھا۔ جس سے ایک عرصہ تک وہ جدوجہد کی زندگی بسر کرتی رہی۔

www.taemeernews.com

ایک عرصہ تک پریشان حالی کی زندگی بسر کرنے کے بعد خوش نصیبی سے ڈراگا ملکہ نٹالی کی نظروں میں آگئی۔ اور اس نے اس کو اپنی خواصوں میں لے لیا۔ ڈراگا کے متعلق یہ بات آج تک معلوم نہیں ہوسکی کہ اس کا تعلق کس خاندان سے تھا۔ لیکن گو وہ خالص امیرانہ خون اپنی رگوں میں نہ رکھتی تھی۔ تو بھی اس کے اسلاف میں سے بعض کسی زمانہ میں سرویہ پر بادشاہت کر چکے تھے۔ لیکن کچھ ہی کیوں نہ ہو اس میں شک نہیں کہ یہ عورت اس قابل نہ تھی۔ کہ الگزینڈر کی بیاہتا بنتی۔ پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ شباب کی لطافت کے باوجود وہ عمر میں الگزینڈر سے چند سال بڑی تھی۔ پھر دوسری بات یہ بھی ہے۔ کہ بادشاہوں کی شادیاں محض ان کی پسند پر موقوف نہیں ہوتیں۔ سیاسی اعزاض کے پیش نظر رشتے قائم کئے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب شاہ الگزینڈر نے گمنام لیکن نظر نواز ڈراگا میسچن سے شادی کا ارادہ ظاہر کیا تو ملک کے ہر حصہ میں بے چینی کا طوفان سا برپا ہو گیا۔

اُس کی ماں نٹالی کو پہلے تو اس بات پر یقین ہی نہ آتا تھا۔ لیکن جب الگزینڈر نے اپنے مُنہ سے سب حال بیان کیا اور ماں کو بتایا۔ کہ ڈراگا سے اس کا عشق خوش گوار تفریح نہیں۔ بلکہ سچی محبت اور ایثار پر مبنی ہے تو نٹالی نہ صرف متحیر بلکہ دہشت زدہ ہو گئی۔ وہ اپنے شوہر کے عہد حکومت میں اس بات کا کافی ثبوت حاصل کر چکی تھی۔ کہ سرویا کے باشندے کس قدر جوشیلے اور تُند خو واقع ہوتے ہیں۔ پس اس کو معلوم تھا۔ کہ اگر بیٹے نے خودسری کی۔ تو اس کا نتیجہ کتنا خطرناک ہوگا۔

اس خیال سے کہ ڈراگا کے سامنے نہ آنے سے عشق کی چنگاری خودبخود بجھ جائے گی۔ جلا

www.taemeernews.com

جائے گی۔ اس نے خواص کو اپنی ملازمت سے برطرف کر دیا۔ لیکن عاشقانِ صادق کے لئے فاصلہ کی دوری یا منزل کی درازی ہمیشہ بے اثر ثابت ہوتی ہے۔ جو بات مادر ملکہ نے ان میں علیحدگی کی خلیج پیدا کرنے کے خیال سے کی تھی۔ وہی اُلٹا ان کے قرب اور کشش کا ذریعہ ثابت ہوئی پیشتر وہ ماں کے سامنے ملتے ہوئے شرماتے تھے۔ اب خفیہ طور پر لمبی اور پُرجوش ملاقاتیں شروع ہو گئیں ؛

الگزینڈر کے باپ شاہ میلان کو جو بیٹے کے حق میں تخت چھوڑ کر گدی سے اُتر چکا تھا۔ جب یہ اطلاع پہنچی تو اس کو بے حد طیش آیا۔ پُر غضب ہو کر کہنے لگا۔ کیا میں نے اس بیوقوف کے لئے تخت سے دست بردار ہونا منظور کیا تھا!"

میلان کے اندیشے بے بنیاد نہ تھے۔ وہ ذاتی تجربہ کی بنا پر اچھی طرح جانتا تھا کہ رعیت الگزینڈر سے کیا سلوک کرے گی۔ یہ قیاس اس کے تلخ تجربہ پر مبنی تھا میں نے اپنے عہد حکومت میں ایک عورت میڈم کرسچ سے تعلق پیدا کیا تھا۔ اتنی سی بات پر رعایا نے اس کو تخت سے دست بردار ہونے پر مجبور کر دیا۔ اب اس کا بیٹا ایک گمنام عورت سے شادی کرنے پر تلا تھا۔ خدا ہی کو بہتر معلوم ہے۔ کہ اس کا کیا حشر ہو گا ؛

امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اگر الگزینڈر بادشاہ وقت نہ ہوتا یا کسی رشتۂ قرابت سے تخت کے دعویٰ داروں میں شمار کیا جاتا۔ تو لوگ اس رومان پر صدائے تحسین بلند کرتے۔ وہ اس خیال سے خوش ہوتے کہ ایک ذی جاہ شخص نے رعایا کی ایک عورت سے شادی کی ہے۔ لیکن ان حالات میں ان کے دلوں میں غصہ اور جوش

www.taemeernews.com

پیدا ہو گیا۔ الگزینڈر بھی اپنے عزم استوار کے لئے ہمیشہ سے مشہور چلا آیا تھا اس نے ساری باتیں نہیں۔ لیکن فیصلہ ہی کیا۔ کہ شادی کروں گا۔ تو ڈراگا سے ورنہ راج پاٹ بھی چھوڑ دوں گا۔

ڈراگا شروع سے ہی اس شادی کے برخلاف تھی وہ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھتی تھی کہ سرویا کے لوگ مغلوب الغضب کینہ ور اور شورہ پشت مشہور ہیں وہ نہیں چاہتی تھی۔ کہ اس کی وجہ سے اس کے دلدار پر کسی طرح کی آنچ آنے پائے الگزینڈر سے دلی محبت رکھتے ہوئے بھی وہ باربار اس کو سمجھانے کی کوشش کرتی تھی۔ کہ جس راہ پر تم چلنا چاہتے ہو وہ خار دار ہے ؎

اس کی بے غرضی اور جذبہ ایثار کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے۔ کہ شادی کے بغیر بھی وہ اپنی ذات الگزینڈر کے حوالہ کرنے کو تیار تھی۔ میں تو فقط آدمی کو چاہتی ہوں۔ اس کی جاہ و منزلت سے مجھ کو سروکار نہیں۔ یہ الفاظ تھے۔ جو اس نے ایک دو موقعہ پر اظہار خیالات کرتے ہوئے کہے تھے۔

لیکن الگزینڈر اپنی بات کا دھنی تھا۔ ہر طرح کی فہمائشوں اعتراضوں اور دھمکیوں کے باوجود اس نے وہی کیا۔ جس کا وہ پختہ ارادہ کر چکا تھا۔ یعنی ڈراگا سے اس کی رسم شادی ادا ہو گئی۔ کچھ عرصہ کے لئے ملکی فضا میں کامل سکون رہا۔ لیکن وہ اس طرح کا سکون تھا۔ جو طوفان کی آمد سے پہلے عموماً دیکھا جاتا ہے۔ پوشیدہ اور خفیہ طور پر حالات زیادہ پیچیدہ اور خطرناک ہوتے جا رہے تھے طرح طرح کی سازشیں عمل میں آنے لگیں۔ فضا مکدر ہونی شروع ہوئی۔ مطلع سیاست پر طوفانی بادل چھا گئے۔

www.taemeernews.com

اور اس کے تھوڑا ہی عرصہ بعد غیر مطمئن رعایا کی دبی ہوئی آوازیں کانوں میں آنے لگیں پہلے سب گفتگو در پردہ ہوا کرتی تھی۔ اب سربازار کھلم کھلا ہونی شروع ہوگئی۔ پری جمال ڈراگا کے برخلاف طرح طرح کے الزامات تراشے جانے لگے۔ لوگ اس کو ہوس ران۔ بے غیرت اور خود فروش کہتے تھے۔ بعض کا خیال تھا۔ کہ اس نے بادشاہی میں حصہ دار بننے کے لئے ڈھونگ رچایا ہے۔ کچھ اس کے رویہ پر اعتراض کرتے تھے۔ کچھ بادشاہ کی حماقت اور ناحق شناسی پر۔ حتیٰ کہ رفتہ رفتہ جہاں چار آدمی کھڑے ہوتے یہ الفاظ سُنے جانے لگے۔ "اس حرافہ کو قتل کردو۔ اس کا جینا خطرناک ہے"۔

خفیہ پولیس کے افسران اعلیٰ نے بگڑی ہوئی رعیت کا حال بادشاہ کے کانوں تک پہنچایا۔ مگر اسے اپنی طاقت پر بھروسہ تھا۔ جبین استقلال پر شکن تک نہ آنے دی۔

آخرکار جون ۳ سنہ ۱۹۰۶ء کا مہلک زمانہ آگیا۔ آمد برشکال کا روح افزا موسم تھا۔ ٹھنڈی ہوائیں چشمۂ حیات سے جاں پروری کا سامان لیکر آرہی تھیں۔ سرشام ہی سے کالی گھٹائیں کسی مست شباب کی طرح جھومتی ہوئی اُٹھیں اور فضا پر چھا گئیں۔ بلگریڈ کے بازاروں میں ہر طرف خاموشی تھی۔ سب لوگ سُکھ کی نیند پڑے سوتے تھے۔ محل سرائے شاہی میں بھی ہر طرف سناٹا تھا۔ بادشاہ اور بیگم آنے والے خطرہ سے بے خطر عالم نشاط میں بے اعتنائی سے محو خواب تھے۔

دفعتاً ایک گولی چلی۔ اس اشارہ کو پاتے ہی اِن لوگوں نے جو پہلے کمین میں چھپے بیٹھے تھے۔ قصر شاہی کو نرغہ میں لے لیا۔ تھما ہوا بادل برسنا شروع ہوگیا بادشاہ کی محافظ فوج کے کئی وفادار افسر سب سے پہلے حلے میں موت کے گھاٹ

www.taemeernews.com

اُٹھا مارے گئے۔ خاموشی کی مصلحت اب باقی نہ رہی تھی۔ مسلح جوانوں کے بوٹوں کی کھڑکھڑا ہٹ اور نعروں کے جوش سے محل کی چار دیواری میں گونج پیدا ہوگئی۔ کہیں سے گالیوں کی آوازیں آتی کہیں سے چیخ پکار کا شور سنائی دیتا۔ اِن کے ساتھ ہی ساتھ ملی ہوئی کسی بدنصیب مرنے والے کی جان کنی کی آوازیں کانوں میں آجاتی تھیں۔

اس کشت وخون کے ہنگامہ میں لوگ محل کے اس حصہ میں جا پہنچے جس میں بادشاہ کی سکونت تھی۔ وہ زیادہ تر سرکاری فوج کے افسر تھے۔ جنہوں نے اندھا دُھند شراب پی رکھی تھی۔ اور خون آشامی کا جوش جن کے سروں پر سوار تھا۔ باڈی گارڈ کے کپتان سٹلیچ نے اِن کو سمجھانے اور رحم کھانے کے لئے التجائیں کیں۔ لیکن بے سود اس کو زبردستی ایک طرف ہٹا کر یہ قاتل جماعت بادشاہ کی خواب گاہ کے دروازہ پر جا پہنچی اور دروازے کو زور زور سے کھٹکھٹانا شروع کیا۔

آخر کار جب یہ لوگ دروازہ توڑ کر کمرہ میں داخل ہوئے۔ تو دیکھا بادشاہ الگزینڈر اور ملکہ ڈراگا دونوں کھڑے ہیں۔ بادشاہ کا چہرہ زرد لیکن پُر سکون تھا ڈراگا اضطراب کے عالم میں اس کے بازو کا سہارا لئے کھڑی تھی لیکن مارے خوف کے موجِ رواں کی طرح کانپ رہی تھی۔

بڑی دلیری اور استقلال کے ساتھ نوجوان بادشاہ نے باغیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم کو شرم آنی چاہیئے۔ کہ اپنے بادشاہ سے وفاداری کا حلف لینے کے بعد اس طرح اس کی ہتک کرتے ہو۔

جواب میں ایک سرغنہ پرشور آواز سے بولا "میں بہت اچھا تم کو دکھا دوں گا۔ کہ ہماری وفاداری کا بہترین ثبوت کیا ہے"۔

www.taemeernews.com

اتنا کہہ کر اس نے بادشاہ پر وار کرنے کے لئے تلوار سونت لی۔ اس موقعہ پر ڈراگا سپر بن کر بادشاہ کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ اور منت سماجت سے کہنے لگی۔ "تم میری جان لے لو۔ مگر بادشاہ سے کچھ نہ کہو۔ درحقیقت میں ہی خطاوار ہوں۔"

مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتی۔ جماعت میں سے ایک آدمی نے پستول ہاتھ میں لے کر الگزینڈر کے سر کا نشانہ بنایا۔ بادشاہ ایک چیخ مار کر پیچھے گرا۔ مگر اس سے بھی زیادہ وحشت ناک چیخ ڈراگا کے منہ سے نکلی۔ جس نے بے اختیار کہا۔

"آہ۔ میسچن!"

بات دراصل یہ ہوئی کہ جس نے بادشاہ کو گولی مار کر ہلاک کیا۔ وہ ڈراگا کا اپنا دیور تھا!

اس کے بعد جو کچھ ہوا۔ اس کی تفصیل ہیبت ناک ہے۔ جوش میں آئے ہوئے ہجوم نے الگزینڈر اور ڈراگا کو قتل کرنے پر ہی قناعت نہ کی۔ بلکہ ہر ممکن طریقہ پر ان کی لاشوں کی بے حرمتی بھی کی۔ انہوں نے خنجروں اور تلواروں کے اتنے گہرے گھاؤ ان پر لگائے کہ ان کی صورتیں پہچانی نہ جاتی تھیں۔

آخر کار جب حملہ آوروں میں سے کم و بیش ہر شخص اس ذریعہ سے اپنے دل کی بھڑاس نکال چکا۔ تو انہوں نے دونوں لاشیں اٹھا کر کھڑکی سے باہر پھینک دیں۔ لیکن معلوم ہوا۔ الگزینڈر میں کچھ رمقِ جان باقی تھی۔ کیونکہ جب اس کو باہر پھینکنے لگے تو اس نے کھڑکی کا آگے بڑھا ہوا چھجا دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ لیا۔ مگر سفاکوں نے تلوار مار کر اس کے ہاتھوں کی انگلیاں کاٹ دیں۔ وہ نیچے گرا اور وہیں صحنِ مکان میں تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔

www.taemeernews.com

حملہ آوروں نے بادشاہ اور بیگم کے بدن کے کپڑے بھی نوچ گھسوٹ لیے۔ اسی طرح نیم برہنہ حالت میں ان کی لاشیں محل کے صحن میں پڑی رہیں۔ اور قاتل ہجوم انتہائی بے دردی کے ساتھ بادشاہ اور اس کی بدنصیب بیاہتا کی چیزوں کو توڑ پھوڑ کر اپنے غصہ کی آگ فرو کرنے میں مشغول رہا۔ ان لوگوں نے سامان توڑنے پر ہی قناعت نہ کی۔ پہننے کے کپڑے۔ کتابیں اور دوسرے نادرات کا ڈھیر لگا کر ان کو آگ لگا دی۔ محلسرا کے باہر ان لوگوں کے ساتھی وفادار وزیروں اور افسروں کے قتل میں مشغول تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے بدنصیب ڈراگا کے چھوٹے بھائیوں کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔ جن لوگوں سے اور کچھ بن نہ آیا۔ وہ جلوس بنا کر بازاروں میں پھرنے لگے۔ ساتھ ساتھ اس قسم کے آوازے کستے جا رہے تھے۔ "الگزینڈر مر گیا۔ شاہ پیٹر زندہ باد۔"

بادشاہ اور ملکہ کی لاشیں بہت عرصہ تک وہیں صحن مکان میں پڑی رہیں۔ حتیٰ کہ روسی سفیر شاری کوف نے سازشی جماعت کے سرغنہ کرنیل میسچن سے ان کو اٹھا کر دفنانے کی اجازت حاصل کی۔ سازشی جماعت نے ایک ہی رات میں بہت سے بیگناہوں کا خون کر دیا تھا۔ لیکن یہ فتنہ قیامت بن جاتا۔ اگر آسٹریا نے اس موقعہ پر اپنے سفیر کے ذریعہ سے یہ دھمکی نہ دی ہوتی۔ کہ اگر اس قتل عام کو فوراً بند نہ کیا گیا۔ تو آسٹری فوجیں بلگریڈ پر قبضہ کر لیں گی۔ اس دھمکی سے ڈر کر ان لوگوں کی عقل ٹھکانے آئی۔ جن کے سروں پر جوش کا بھوت سوار تھا۔ اور اس طرح یہ قتل عام رُکا۔

شاہ الگزینڈر اور ملکہ ڈراگا کا قتل یورپ کی تاریخ کا ایک دردناک خونیں باب ہے +

www.taemeernews.com

دونوں کہاں ہیں ؟

آسٹریا کے شہزادہ کی پُراسرار داستان محبّت

تُو مِل گیا تو سارا زمانہ ہی مِل گیا
اب مجھ کو کوئی کام نہیں ہے زمانے سے

www.taemeernews.com

آسٹریا کے سابق شہنشاہ فرانسس جوزف کا نام کس نے نہیں سُنا۔ وہ ایک ہی وقت میں روئے زمین کا سب سے طاقت ور اور وسیع المملکت حکمران تھا لیکن اس کی شومئی تقدیر کا کچھ اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے۔ کہ اس کی نظروں کے سامنے اس کے نہایت عزیز اور قریبی رشتہ دار ایک ایک کر کے آغوشِ موت میں سو گئے۔ اس کی حسین ترین بیوی ملکہ الزبتھ ایک انارکسٹ کے ہاتھوں ماری گئی۔ اس کا اکلوتا بیٹا ولی عہد رڈولف میرلنگ کی شکار گاہ میں پُراسرار طریقہ پر مقتول پایا گیا۔ اور یہ معمّا آج تک حل نہیں ہُوا۔ کہ اس کی ہلاکت کا اصلی باعث کیا تھا۔ شہنشاہ کا چہیتا بھائی میکسی ملین باشندگان میکسیکو کے اصرار پر وہاں کی بادشاہت قبول کر کے امریکہ گیا۔ لیکن قلیل عرصہ کے اندر ہی ان لوگوں نے اس پر مقدمہ چلا کر اسے گولی مار کر مار ڈالا۔ شہنشاہ کا آخری ولی عہد فرڈیننڈ جن حالات میں سیراجیوو کے مقام پر قتل ہُوا تھا۔ اس کا حال محتاج بیان نہیں۔ دُنیا جانتی ہے۔ کہ اس کا قتل ہی وہ چنگاری تھی۔ جس نے یورپ کے تودۂ بارود میں آگ لگا کر ۱۹۱۴ء کی نہ بھولنے والی عالمگیر جنگ کے سامان پیدا کئے۔ اسی بدنصیب تاجدار کے ایک اور قریبی رشتہ دار آرچ ڈیوک جون کے صفحہ عالم سے پُراسرار طریقہ پر مٹ جانے کا حیرت انگیز قصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ وہ اس عورت کو ساتھ لے کر جس کی خاطر اس نے تخت و تاج کی آرزوؤں کو خیرباد کہا۔ اور جامہ شاہی چھوڑ کر

www.taemeernews.com

دلی گدائی قبول کرلی۔ ایک جہاز پر سوار کسی طرف روانہ ہوا تھا۔ اس کے بعد تحقیقات کرنے والوں نے دُنیا بھر کی خاک چھان ڈالی۔ مگر اس کا پتہ نہ مل سکا۔ خدا ہی کو بہتر معلوم ہے۔ کہ وہ کدھر غائب ہوگیا۔

آرچ ڈیوک کی زندگی میں ایک وقت بیشک ایسا تھا۔ جب دیکھنے والوں کو بھولے سے بھی خیال نہ آسکتا تھا۔ کہ وہ درباری حلقہ چھوڑ کر شہنشاہ فرانسس جوزف سے جس سے اس کو دلی محبت تھی۔ اس طرح منہ موڑ لے گا۔ مگر تقدیر کھڑی ہنستی تھی۔ واقعات نے ایسی عجیب اور نادیدہ صورت اختیار کی۔ جس کا بھولے سے بھی خیال نہ آسکتا تھا۔ چھوٹی عمر سے ہی آرچ ڈیوک ایک ہونہار نوجوان تھا۔ مہذب دُنیا کی بیشتر زبانوں سے واقف تھا۔ اور اعلےٰ درجہ کا جنگجو اور بہادر تھا۔ آثار و قرائن سے ظاہر تھا۔ کہ مستقبل قریب ہی میں فیلڈ مارشل کا مرتبہ حاصل کرلے گا۔ لیکن نوشتۂ تقدیر بدل نہیں سکتا۔ اس نے اصلاح پسند بننے کی ٹھان لی۔ اور یہی شوق اصلاح اس کے زوال کا باعث ثابت ہوا۔ وہ سب سے پہلے فوج کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے ایک رسالہ شائع کیا۔ جس میں فوجی نظام پر تلخ ترین تنقید کی گئی۔ اس میں شک نہیں کہ اس کی نیت نیک تھی۔ مگر الزامات کے سلسلہ میں اس نے بعض ایسے بڑے بڑے آدمیوں کے نام لکھ دیئے۔ کہ مملکت آسٹریا کے ہر حصہ میں بے چینی کا طوفان برپا ہوگیا۔ فرانسس جوزف نے غصہ میں آکر اسے قصر ہوف برگ میں بلوایا۔ اور کہا "تمہارے لئے بہتری اسی میں ہے۔ کہ فوجی معاملات میں دخل اندازی چھوڑ کر کسی علیحدہ مقام پر آرام واطمینان کی زندگی بسر کرو۔"

لیکن آرچ ڈیوک جان جس کا پورا نام جان سلویٹر تھا۔ اپنے ارادہ سے اس قدر

www.taemeernews.com

آسانی کے ساتھ باز آنے والا نہ تھا۔ اُس نے صاف لفظوں میں احکام شاہی کی تعمیل سے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے غصہ اور جوش کے عالم میں اس سے تمام اعزازات و خطابات چھین لئے۔ اور اسے درباری حلقہ سے باہر نکال دیا۔ چند ماہ تک وہ دیہات میں تنہائی کی زندگی بسر کرتا رہا۔ لیکن جس شخص کی طبیعت میں کام کرنے کا شوق ہو۔ وہ آرام سے کب بیٹھ سکتا ہے۔ کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر آرچ ڈیوک نے پھر ایک مرتبہ شہنشاہ سے عفو و کرم کی درخواست کی اور بادشاہ نے بھی اس کو واٰئنا آنے کی اجازت دیدی۔

سچ پوچھئے تو یہیں سے اِس انقلاب کا آغاز ہوا۔ جس نے جان سلویٹر کے دورِ زندگی کو بالکل ہی پلٹ دیا۔

ایک رات اس نے امپیریل تھیٹر میں جو قصر ہوف برگ کے ایک حصہ میں واقع تھا۔ ناٹک دیکھتے ہوئے پہلی مرتبہ اس موہنی صُورت کی دید حاصل کی۔ جس نے انجام کار اس کی کایا پلٹ کرنی تھی۔ جس کی خاطر اس نے غریب الوطنی گوارا کی۔ اور جسے لیکر وہ دُنیا سے اس طرح غائب ہوا۔ کہ پھر کوئی نہ جان سکا۔ دونوں کہاں گئے۔

ایملی سٹوبل اس پری شمائل حسینہ کا نام تھا۔

جان سلویٹر نے ایک ہی نظر اس گل اندام کو دیکھا اور صبر و قرار سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اس کی ناشکیبائی کا یہ عالم تھا کہ اپنی معشوقہ کی یاد میں کھانا پینا اور سونا بھی حرام ہو گیا۔ ایملی سٹوبل ایک ایسی یکتائے زمانہ حسینہ تھی۔

چند روز اس عالم وحشت میں رہنے کے بعد نوجوان شہزادہ نے ایملی کے بارہ میں تحقیقات شروع کی۔ معلوم ہوا وائنا کے ایک معزز تاجر کی بیٹی ہے کسی سے اس کو محبت یا آشنائی نہیں۔ اور امپیریل تھیٹر میں کام کرنے کے بعد وہ تنہائی اور

www.taemeernews.com

علیحدگی کی زندگی بسر کرتی ہے۔

آخر ایک دن نامدار شہزادہ ایک معمولی شہری کے بھیس میں اس ایکٹرس سے ملاقات کرنے گیا۔ یہ واقعہ بجائے خود اس پہلو سے غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ کہ اس سے شہزادہ کی رومان پسندی جو انجام کار اس کی زندگی کے پراسرار خاتمہ کا ذریعہ ثابت ہوئی۔ ظاہر ہو گئی۔

وہ ایک ماہر فن موسیقی دان تھا۔ اس لئے گانا سیکھنے والے کے بھیس میں ہی اس دانش فریب حسینہ سے ملا۔ آخر چند ملاقاتوں کے بعد اس نے اسی گمنامی کی حیثیت میں ایملی سے محبت شروع کی۔ وہ بھی اس کی مخلصانہ شیفتگی کا تحفہ قبول کرنے لگی۔ لیکن عشق و محبت کا طریقہ خوشگوار تھا۔ اسلئے ایملی کے رشتہ داروں کو ان کے باہمی تعلقات پر کوئی اعتراض نہ ہو سکا۔

یہ بیان کرنا لاحاصل ہے۔ کہ نہ ایملی نہ اس کے والدین کو اس بات کا بعید تر گمان ہو سکتا تھا۔ کہ نوجوان عاشق درحقیقت شہنشاہ آسٹریا کا عزیز اور دور کے رشتہ سے اس کے تخت و تاج کا وارث ہے۔ انہوں نے محض اس قدر دیکھا کہ ایک رعنا قد البیلا جوان ہے۔ پڑھا لکھا معلوم ہوتا ہے۔ انداز بھی پروقار ہے۔ وہ اسے اس فرضی حیثیت میں بخوشی قبول کرنے کو آمادہ ہو گئے۔

یہ راز کچھ عرصہ تک راز ہی رہا۔ اور ممکن ہے۔ اس کا انکشاف نہ ہوتا۔ مگر ایک دن شہنشاہ فرانسس جوزف نے فوجوں کا مظاہرہ کرنے کا حکم دیا۔ اس موقع پر تماشائیوں کا ہجوم تھا جس میں ایملی بھی اپنے باپ کے ساتھ کھڑی تھی۔ یہ دیکھ کر ان کو حیرت ہوئی کہ ان کے گھر آنے والا نوجوان فوج کے کمانڈر کی حیثیت

www.taemeernews.com

میں خوشنما شوخ وردی پہنے گھوڑے پر سوار ہے۔ محبت کی نظریں کبھی دھوکا نہیں کھاتیں۔ ایملی نے فوراً اس کو پہچان لیا۔ اور دہشت آمیز لہجہ میں ان لوگوں سے جو اس پاس کھڑے تھے۔ پوچھا "یہ نوجوان کون ہے؟"

جب اس کو بتایا گیا۔ کہ یہ آرچ ڈیوک جان سلویٹر ہے۔ تو اس کی شگفتہ مزاجی فوراً رنج و فکر کی تلخی میں بدل گئی۔ آنکھوں سے یکایک آنسو ٹپکنے لگے۔ اور وہ رومال سے منہ چھپائے وہاں سے اپنے مکان کو واپس چلی گئی۔ اس کو بھولے سے بھی خیال نہ آسکتا تھا۔ کہ خاندان شاہی کا ایک رکن ایک ایکٹرس کو رفیقۂ حیات بنا سکتا ہے۔ اور یہ بات کسی حال میں اس کو منظور نہ تھی۔ کہ اپنے آپ کو کسی کے جذبۂ جوانی کا نشانہ بننے دے۔ اس واقعے ایک یا دو دن بعد جب شہزادہ اس سے ملاقات کرنے گیا۔ تو شکستہ دل رقاصہ نے اس کی فریب کاری اور پردہ دری پر اسے ملامت کی اور کہا۔ آپ کو میرے دل کا حال سمجھنے میں سخت غلط فہمی ہوئی ہے۔ میری غیرت ایسی نہیں۔ جو چند میٹھی باتوں یا پیار کے جھوٹے لالچ کے عوض بک سکے۔"

مگر آپ اس کی حیرت اور خوشی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب آرچ ڈیوک نے اس سے کہا کہ تمہیں میرے خیالات سمجھنے میں دھوکا ہوا ہے۔ میرے ارادے نیک و پاک ہیں۔ تم اس خیال کو بالکل دل سے نکال دو۔ کہ میں اس بہانے تم کو اپنے تیر ہوس کا نشانہ بنایا چاہتا ہوں۔ میں یقیناً تم سے شادی کروں گا۔ اور اب اس بات کا فیصلہ تمہارے اپنے اختیار میں ہے۔ کہ یہ مبارک رسم کتنے عرصہ کے بعد ادا ہو۔

جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے۔ ان الفاظ کو سن کر اس نازنین کو بیحد مسرت ہوئی

www.taemeernews.com

لیکن فوراً ہی حالات نے پلٹا کھا۔ وہ کچھ گھبرا سی گئی۔ اور سوچنے لگی۔ کہ اگر اس نے مجھ سے شادی بھی کر لی تو دربار شاہی تک چونکہ رسائی نہ ہوگی۔ اس لئے مجھ کو اس سے علیحدہ گمنامی اور تنہائی کی زندگی بسر کرنی پڑے گی۔

لیکن آرچ ڈیوک نے اس کو تشفی دی۔ جتنے اعتراضات ایملی نے کئے تھے۔ ان کو ان سنا کر دیا۔ اور ایملی کا وعدہ حاصل کرنے بعد شادی کا ذکر شہنشاہ سے چھیڑا۔

اس قسم کی ملاقات کا ایک ہی نتیجہ ہو سکتا تھا۔ وہی اس موقعہ پر نکلا۔ شہنشاہ اور شہزادہ میں سخت تکرار کی نوبت آئی۔ لیکن فتح آخر کار جون سلویٹر ہی کی رہی۔ بادشاہ نے اس کے خطابات اور عہدے چھین لئے اور یہ بھی اس سے کہدیا کہ آئندہ کبھی تیری صورت دیکھنا گوارا نہ کروں گا۔ تاہم اس نے ایملی سے شادی کا جو مصمم ارادہ کیا تھا۔ اس کو بھی نہ توڑ سکا۔

اس دن کے بعد جون اورتھ اس کا نام مشہور ہو گیا۔ شہزادگی باقی نہ رہی ایک عام آدمی کی حیثیت میں وہ وائنا سے لندن روانہ ہو گیا۔ ایملی بھی اس کے ساتھ وہیں چلی گئی۔

لندن پہنچکر ان کی رسم شادی باقاعدہ ادا ہوئی۔ انہوں نے کچھ زمانہ اسی مقام پر گذارا۔ اس کے بعد جون اورتھ نے (کیونکہ آرچ ڈیوک جون کا اب نام مشہور ہو گیا تھا) سیر و سیاحت کا ارادہ کیا۔ جہاں نوردی کا شوق اس کی گھٹی میں پڑا تھا۔ اس لئے اس نے بحری رستہ سے دُنیا کے دُور افتادہ مقامات کی سیر شروع کر دی۔

اس وقت کے بعد اتنا ہی معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ انگلینڈ سے ہمبرگ روانہ

www.taemeernews.com

ہوا۔ اور وہاں سے سینٹا مارگریٹانا کا ایک تیرہ سو ٹن وزنی جہاز خرید کر اپنی بیوی کے ساتھ لاپلاٹا روانہ ہوا۔ رستہ میں ان کے دن بڑی خوشی سے بسر ہوتے تھے۔ کیونکہ وہ سب پابندیاں جو مہذب دنیا میں ان پر عائد تھیں۔ کھلے سمندر میں پہنچکر زائل ہوگئیں۔ اب دونوں کی روح کیف سے مست تھی۔ شگفتگی اور شادمانی کے عالم میں ان کے دن عید اور راتیں شب برات کی طرح بسر ہوتی تھیں۔ مسرت وشادمانی کے عالم میں وہ مختلف مقامات کی سیر کرتے ہوتے ہوئے انجام کار وال پیرزو پہنچے۔

یہاں پر جان اور ملڈ نے اپنے تمام نائبوں کو جو جہاز پر اس کے ماتحت کام کرتے تھے۔ ایک ایک کر کے کسی نہ کسی بہانے سے رخصت کر دیا۔ حتیٰ کہ جب ان کا جہاز وال پیرزو سے کیپ ہارن کا چکر لگاتے ہوئے آگے کی طرف رخصت ہوا۔ تو جون اور ملڈا اس کی محبوبہ ایملی سٹوبل یہ دونوں ہی اس پر سوار تھے۔ اس سے آگے وہ اس طرح غائب ہوگئے۔ گویا سمندر ان کو نگل گیا۔ کوئی نہیں جانتا اس جگہ سے چل کر وہ کہاں گئے۔ یا ان کو کیا ہوا؟

بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ کیپ ہارن کے قریب سمندر میں جو بھاری طوفان اُٹھتے ہیں۔ ان میں جہاز غرق ہوگیا۔ لیکن کچھ لوگوں کا خیال ہے۔ کہ شہزادہ کسی دُور افتادہ مقام پر نئی زندگی شروع کرنی چاہتا تھا۔ اس لئے وہ اپنے جہاز کو کسی غیر آباد بندرگاہ میں لے گیا۔ وہاں جہاز کی ظاہری صورت بالکل بدل دی۔ اور نام اور تجویز کر لیا۔ اور کسی نامعلوم مقام پر پہنچ کر دونوں نے زندگی بسر کرنی شروع کی۔

www.taemeernews.com

اس خیال کی تائید میں ایمی سٹوبل کی بعض چھٹیاں پائی جاتی ہیں جن میں اس نے لکھا تھا۔ کہ ہم کسی باغ عدن کی تلاش میں چلے ہیں۔ جہاں تنہائی کے ساتھ آرام و قناعت کی زندگی بسر کریں گے۔ کیا درحقیقت اس خواہش نے انجام کار عمل کی صورت اختیار کی؟ یہ ایک ایسا راز ہے۔ جو آج تک حل نہیں ہو سکا۔

اس پُراسرار گمشدگی کی خبر جب شہنشاہ فرانس جوزف کو پہنچی تو اس نے ایک جنگی جہاز جنوبی امریکہ کے ساحل کے آس پاس گشت لگانے کے لئے بھیجا۔ لیکن نہ کسی شکستہ جہاز کے تختے۔ نہ کوئی دوسرا نشان اس قسم کا پایا گیا۔ جس سے حقیقت کا صحیح اندازہ کیا جا سکتا۔

مختلف اوقات میں دُنیا کے مختلف حصوں سے طرح طرح کی خبریں سُننے میں آتی رہی ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ میں نے ان دونوں کو ممالک متحدہ امریکہ میں دیکھا تھا۔ کوئی جنوبی امریکہ کا نام لیتا ہے کوئی ان کا انگلستان میں ہی موجود ہونا بیان کرتا ہے۔ کچھ عرصہ گذرا کہ ایک فرانسیسی نے ایک کتاب شایع کی تھی جس میں فیصلہ کن طریقہ سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ کہ جون اورتھ سالہا سال تک جنوبی امریکہ کے مُلک ارجنٹائن میں ڈان ایمن کے نام سے رہتا تھا۔ پچھلے دنوں یہ خبر بھی سُننے میں آئی تھی۔ کہ وہ انگلینڈ کے کسی ساحلی مقام میں سکونت پذیر ہے۔

بہت عرصہ نہیں گذرا جب مصر کے فسادات کے بعد ایک آدمی یہ دعوے کرتا سُنا گیا۔ کہ میرا ہی نام جان اورتھ ہے۔

www.taemeernews.com

لیکن اس میں شک نہیں۔ دو آدمی ایسے تھے۔ جو اگر چاہتے تو حقیقت کا صحیح اظہار کر سکتے تھے۔ ایک ڈاکٹر وان ہیرلیر، دوسرا بیرن اباکو، ان میں سے اول الذکر آرچ ڈیوک کا خاندانی وکیل تھا۔ جس کو جان آرتھ کا نام اختیار کرنے سے چند روز پیشتر آرچ ڈیوک نے ایک وکالت نامہ دیا تھا۔ جس کے مطابق وکیل مذکور نے وہ سب روپیہ جو آرچ ڈیوک کا سوئٹزرلینڈ کے بنکوں میں جمع تھا۔ فراہم کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی بعض جرمن عدالتوں سے حکمنامہ حاصل کر لیا۔ کہ آرچ ڈیوک واقعی مرچکا ہے۔

دوسرا آدمی بیرن اباکو اس رات شہنشاہ کے باڈی گارڈ کا انچارج تھا۔ جب آرچ ڈیوک وائنا سے رخصت ہوا۔ آسٹریا کی حدود کے اندر یہ آخری آدمی تھا۔ جس سے جان سلویٹر نے اپنی اصلی حیثیت سے گفتگو کی۔ اور اس کو اپنے آئندہ ارادوں سے آگاہ کیا۔ یہ دو آدمی اگر چاہتے تو اصل حقیقت کا اظہار کر سکتے تھے۔ لیکن دونوں میں سے کسی نے انکشاف راز نہ کیا۔ ڈاکٹر ہیرلیر کا مدت گزری انتقال ہو گیا تھا۔ بیرن اس کے بعد درباری زندگی چھوڑ کر عرصہ دراز تک پنوگن میں رہا۔ جہاں وہ کھیتی باڑی کرتا تھا۔ لیکن کچھ ایسی چُپ اس معاملہ میں اس نے سادھ رکھی تھی۔ کہ آسٹریا کا ذکر آنے پر فوراً منہ بند کر لیتا۔ اور جون آرتھ کے متعلق لاکھ سوالات پوچھے وہ کسی ایک کا جواب نہ دیتا تھا۔

ماحصل ان باتوں کا یہ ہے کہ آسٹریا کے پریم بیراگی شہزادہ کا راز نہ آج تک حل ہو سکا۔ اور نہ آئندہ اس کے حل ہونے کی اُمید ہے۔

www.taemeernews.com

حسینہ کا پُراسرار اغوا

نپولین کی داستانِ حیات کے حسرت انگیز اوراق

جلوہ دکھا کے وُہ مجھے پردے میں چھپ گئے

اور کہہ گئے کہ اب ہمیں ڈھونڈا کرے کوئی۔

www.taemeernews.com

جب نپولین کی حکومت وسطوت کا سورج نصف النہار پر تھا۔ اسی زمانہ میں مصر کو فتح کرنے کے بعد اس نے جینا۔ آسٹرلز اور واسڈن کے معرکے بھی سر کر لیے۔ تو اس کے سر پر روس فتح کرنے کا بھوت سوار ہوا۔ اس کے ہوا خواہوں نے اسے اس خطرناک مہم سے باز رکھنے کی کوشش کی اور یہاں تک کہدیا۔ کہ اس مہم کو سر کرنے کا خیال دیوانگی ہے۔ مگر نپولین نے مسکرا کر جواب دیا کہ میری بہت سی لڑائیاں اسی طرح کی دیوانگی کا نتیجہ تھیں۔ لیکن مجھے ان سب میں غیر معمولی کامیابی حاصل ہوتی رہی ہے۔ اس زمانہ کی مشہور منجم عورت لا سوسی نے بادشاہ کا زائچہ دیکھ کر کہا تھا۔ "روس پر چڑھائی کرنے کا ارادہ ہی حضور کی تباہی کا موجب ہوگا"۔ لیکن نپولین کا جواب یہ تھا۔ کہ "میرا بھروسہ اسی خیال پر ہے۔ کہ جو تقدیر کا نوشتہ ہے۔ وہ پورا ہو کر رہے گا۔ اس کی مزاحمت بے سود ہے"۔

غرض یہ حالات تھے جن میں اس مہم کی تیاریاں کی گئیں۔ بادشاہوں کے لئے لڑائی کا بہانہ تلاش کرنا کیا دشوار ہوتا ہے۔ زار الگزینڈر اس زمانہ میں روس کا حکمران تھا۔ نپولین نے عذر ڈھونڈا کہ تلسٹ کے مقام پر جو عہدنامہ ہوا تھا۔ زار نے اس کی خلاف ورزی کی ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۸۱۲ء میں نہایت وسیع پیمانہ پر روس پر چڑھائی کی تیاریاں شروع کر دی گئیں۔ اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ نپولین کے جھنڈے تلے اس موقعہ پر چھ لاکھ آزمودہ کار سپاہی تھے۔ جن میں سے نصف فرانسیسی اور باقی

www.taemeernews.com

نصف اتحادی ملکوں یا باجگذار ریاستوں سے حاصل کیئے گئے تھے۔

انہی ایام میں نپولین نے اپنے عہد شباب کی رفیق صادق اور صحیح معنوں میں اپنے دل کی ملکہ جوزیفائن کو طلاق دے کر آسٹریا کی شہزادی میری لوئی سے شادی کر لی تھی۔ جس میں حماقت سرد مہری اور تکبر کے سوا اور کوئی خوبی نہ تھی۔ مورخوں کا خیال ہے جب وقت نپولین فوج لیکر روس کی طرف چلا۔ تو جوزیفائن کی محبت اور ہمدردی کی یاد رہ رہ کر اس کے دل میں چٹکیاں لیتی تھی۔ یہ بات واقعات کو سمجھنے کے لئے پیش نظر رکھے جانے کے قابل ہے۔

کئی دن کے مسلسل کوچ کے بعد اس کی فوج پولینڈ کے دار الحکومت (وارسا) میں داخل ہوئی۔ تاریخ کے طالب علموں کو معلوم ہے کہ پولینڈ کے باشندے اپنے ملک کی آزادی کے لئے کس قدر بیتاب تھے۔ اسی زمانہ میں پولینڈ روس ہی کی ماتحت تھا۔ جب ملک کے رہنے والوں کو نپولین کی چڑھائی کی خبریں ملیں تو انہوں نے دل میں سوچا۔ کہ فاتح نپولین فتح جس کے گھوڑے کی باگ ہر قدم پہ چوما کرتی تھی۔ یقینی طور پر ان کو روس کے پنجۂ ستم سے چھڑانے کا ذریعہ بننے کا یہی وجہ تھی۔ کہ وہ لوگ بڑی بے تابی سے نپولین کی آمد کا انتظار کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آخر کار فرانسیسی فوجیں وارسا جا پہنچیں۔ اور نپولین کی آمد کی خوشخبری شہر اور اس کے گرد و نواح میں ہر طرف پھیل گئی۔

اس زمانہ میں پولینڈ کی ایک مشہور امیر زادی میری والڈی مسکی اپنے حسن عالم فریب کے باعث مشہور تھی۔ اس کے والدین پولینڈ کے نہایت قدیم اور معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اس واقعہ سے کچھ عرصہ پیشتر اس احکام

www.taemeernews.com

نے اِن پر یہ الزام لگا کر کہ انہوں نے حکومت کے خلاف کسی قسم کی سازش کی ہے۔ دونوں کو کسی روسی قلعہ میں بند کر دیا تھا۔ میری والڈی منسکی کر تو کچھ نہ سکتی تھی۔ مگر اس کے دل میں زار روس نفرت و اضطراب کا طوفان موجزن تھا۔ نپولین کے متعلق جو حکایتیں اس نے سُنی تھیں۔ اِن کی بنا پر وہ اسے ایک مافوق الفطرت ہستی سمجھنے لگی تھی۔ اس کا خیال تھا۔ کہ قدرت نے اسے اس کے حق میں فرشتۂ رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ وہی اس کے ماں باپ کو قید سے چھڑانے اور ملک کو آزادی دلانے کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ اس زمانہ میں اس کی عمر اٹھارہ سال کے قریب تھی۔ جسم میں شباب کی لطافت اور آنکھوں کو مسحور کرنے والی رعنائی ہر ادا میں پائی جاتی تھی۔ وہ اپنے ماموں کے پاس رہتی تھی۔ جو کسی زمانہ میں دربار پولینڈ کا ہائی چیمبرلین تھا۔

نپولین جب وارسا پہنچا۔ تو اس کا ارادہ صرف ایک روز قیام کرنے کا تھا موسم سرما کی آمد آمد تھی۔ اور وہ اس حقیقت کو اچھی طرح محسوس کرتا تھا۔ کہ شدت کی سردیاں شروع ہونے سے پیشتر اسے ماسکو پہنچکر شاندار فتح حاصل کر لینی چاہیئے۔ اسی طریقہ پر وہ روسیوں کے دلوں پر اپنا سکہ جما سکتا تھا۔

جس دن نپولین کی فوجیں وارسا پہنچیں۔ تو لوگوں نے شہر میں دیپ مالا کی اور شادیانے بجائے۔ شہر میں ہر طرف فاتح کی دھوم تھی۔ اور پولینڈ کے باشندے اس کے سپاہیوں کی خاطر و مدارات میں کوئی دقیقہ فروگذاشت کرنا نہ چاہتے تھے۔ لیکن جب اس کے بعد ہبران قوم نے مل کر اس بات کا عہد لینا چاہا کہ وہ پولینڈ کی سابقہ آزادی بحال کر کے پھر وہی اگلی حکومت قائم کرنے

www.taemeernews.com

میں مدد دے گا۔ جیسے روس غصب کر چکا تھا۔ تو نپولین نے اُلٹی سیدھی باتوں میں مطلب خبط کر دیا۔ اور اس کے مطالبہ کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا۔

اس کے بعد اہل پولینڈ کی امیدیں مایوسیوں سے بدل گئیں۔ لیکن میری والڈی منسکی نے اپنی عصمت پر کھیل کر نپولین کو سیدھی راہ پر لانے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔

چنانچہ اس سے اگلی رات جو محفل رقص منعقد ہوئی۔ اس میں میری نے اپنے حسن سحر انگیز کو خصوصیت کے ساتھ نمایاں کیا۔ اس جلسۂ رقص کی دلفریبیوں کا حال لکھا جائے۔ تو ایک پوری کتاب درکار ہوگی۔ مختصر یہ ہے کہ تکلف و نفاست اور عیش پرستی کے وہ سارے سامان جو دولت و حسن کے اجتماع سے پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ اس تقریب پر فراہم کئے گئے ستار اور پیانو کے لذت آفریں نغموں۔ شیشہ کے برتنوں کی ترانہ ریز کھنک۔ اور بلوریں جھاڑ کی چمک دمک سے راجہ اندر کے اکھاڑے کا سماں بندھ گیا۔

ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ ہر طرف حسن کا دریا بہتا ہے۔ عشق کی موجیں اٹھ رہی ہیں۔ اور جوانی اُمنگوں کے تال پر ناچ رہی ہے۔ لیکن طرب و نشاط کی اس بے تمثال محفل میں وہ حسینہ جس کا یہ قصہ ہے۔ اپنی مستانہ چال اور حسن ملوکیت فریب کی بدولت خصوصیت کے ساتھ فاتح یورپ کی نظروں میں کھب گئی۔ نپولین کا آہنی ارادہ شمع حسن کی گرمی سے فوراً پگھل جاتا تھا۔ دونوں میں جو ملاقات ہوئی۔ اس نے نپولین کے سوچے ہوئے پروگرام کو بالکل درہم برہم کر دیا۔ یا تو وہ ایک دن بیٹھ رہنے کا ارادہ کر کے وارسا آیا تھا۔ یا اب دونوں نے

www.taemeernews.com

ہفتوں کی صورت اختیار کرنی شروع کی۔ نپولین کے فوجی افسر اس کے سامنے تو کچھ نہ کہہ سکتے تھے۔ مگر علیحدگی میں جھلاتے اور محفل شباب کی اس نورانی شمع کو جی بھر کر بُرا بھلا کہتے تھے۔ جس نے فاتح عالم کے ارادوں میں لغزش پیدا کر کے اسے اپنے حسن کی طرف کھینچ رکھا تھا۔

انجام کار نپولین اس کی عصمت کا پھول توڑنے میں کامیاب ہوگیا۔ لیکن اس سے پہلے دونوں میں جو قرارداد ہوئی۔ اس کے مطابق نپولین کو رُوسا ئے پولینڈ کے سامنے اس بات کا اقرار کرنا پڑا۔ کہ روس کو فتح کرنے کے بعد میں اس قدیم ملک کو آزاد کر کے اس کی سابق حکومت از سرِ نو بحال کر دوں گا۔ اس سے اگلی صبح کو فرانسیسی فوج نے پھر کوچ کی تیاری کی۔ اور ان پر اسرار مشرقی میدانوں کی طرف چلی۔ جو انجام کار اس کی اور اس کے رہبر نپولین اعظم کی تباہی کا موجب بنے تھے۔ جہاں تک اس مہم کے حالات کا تعلق ہے۔ ہر بات تاریخوں میں درج ہے۔ دُنیا کو معلوم ہے۔ کہ کس طرح وقت کا قیمتی حصہ عیش و عشرت اور نشاط کی صحبتوں میں ضائع ہو گیا تھا۔ کس طرح سردی نے شدت اختیار کر لی۔ کس طرح ماسکو پہنچنے کے بعد نپولین کو ایک ایسی ناکام فتح ہوئی جو اثر کے اعتبار سے شکست سے بدتر تھی۔

جب بدنصیب شہنشاہ پیرس پہنچا تو اس کا دل غم و غصہ سے لبریز تھا۔ لیکن صرف میری کا حسن تھا۔ اس تاریکی میں بھی روشنی کی جھلک تھی۔ کیونکہ مصیبت دار بار کے اس زمانہ میں ہی جو ماسکو سے واپس آنے کے بعد نپولین کو پیش آیا تھا۔ وہ حورِ وش نازنین ہر لحظہ اس کے ساتھ رہتی دربار ی حلقوں میں اس کا

www.taemeernews.com

نام میری دلیوسکی مشہور تھا۔ اور جب آخر کار اس کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ تو اسے سلطنت فرانس کا کونٹ بنا گیا۔ نپولین کو اپنے اس بیٹے سے بیحد محبت تھی۔ اس کی شکل وصورت اپنے باپ سے مشابہ تھی۔ اور اگر زندہ رہتا تو میدان جنگ میں ویسی ہی فتوحات حاصل کر کے دکھاتا۔ جیسی نپولین نے کی تھیں ۔

بچہ کی ولادت کے تھوڑا عرصہ بعد میری دلیوسکی پر اسرار حالات میں درباری حلقہ سے غائب ہو گئی۔ اس وقت کے بعد اس کی سکونت پیرس کے ہوٹل ڈادل کے قریب ایک چھوٹے لیکن نہایت پر فضا محل میں ہوا کرتی تھی۔ جہاں نپولین ہر روز اس سے ملنے کے لئے جاتا۔ اور اس کی میٹھی میٹھی باتوں کی شراب سے اپنا غم غلط کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ آسٹریا کی شہزادی کے ساتھ اس نے سیاسی مصلحت سے جو شادی کی۔ وہ سراسر ناکام ثابت ہوئی۔ حلقہ دربار میں سب لوگ جانتے تھے۔ کہ بادشاہ در پردہ جوزیفائن کے لئے ترستا۔ اور اس کی یاد کے رنج کو میری کے عشوہ نازکی محویت میں غلط کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔

اس کی نئی ملکہ میری لوئی اس اندرونی ساز باز سے پوری طرح واقف تھی۔ اسے میری دلیوسکی سوتیا ڈاہ ایک پل کے لئے چین نہ لینے دیتا تھا ۔

اس نے نپولین پر یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی کہ اس کی داشتہ درحقیقت اس سے بے وفائی کرتی ہے۔ لیکن نپولین اس کے جواب میں ہمیشہ

www.taemeernews.com

یہ کہنا کہ یہ سراسر اَن ہونی بات ہے۔ وہ حسبِ معمول بلاناغہ میری سے ملنے کے لئے جاتا اور چند گھنٹے ضرور اس کی صحبت بسر کرتا۔

آخر کار ایک دن وہ سانحہ جس کا دھڑکا ایک مدت سے لگا ہُوا تھا۔ پیش آگیا۔ نپولین حسبِ معمول اس مکان پر گیا۔ کہ میڈم کہیں چلی گئی ہے۔ زیادہ کھوج کرنے پر اس قدر اور جانا گیا۔ کہ شب گذشتہ کو ایک دراز قامت آدمی جو سیاہ لباس میں اُٹھا۔ کوٹھی پر آیا تھا۔ میڈم سے علیحدگی میں ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ کچھ عرصہ اس کے پاس رہا۔ بعدازاں دونوں ایک گاڑی پر سوار ہو کر رُخصت ہو گئے۔ جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے۔ میڈم ولیوسکی اس دن کے بعد عملی طور پر صفحۂ ہستی سے مٹ گئی۔ کیونکہ پھر کسی کو معلوم نہ ہو سکا۔ کہ وہ کدھر گئی۔ بہر حال یہ ایک ایسا معما ہے۔ جسے آج تک حل نہیں کیا جا سکا۔ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اس دن کے بعد نپولین جب تک زندہ رہا۔ اس کے لئے ہر لحظہ دیوانہ رہتا تھا۔ یہاں تک کہ سینٹ ہلینا کے زمانہ حراست میں بھی اس نے کئی مرتبہ میری کو یاد کیا۔ عام خیال یہی ہے۔ کہ اس کی نئی ملکہ نے جس میں جوش رقابت بے حد تھا۔ ٹیلی اینڈ کے ذریعے اس کو مروا دیا۔ اس سلسلے میں یہ بات قابلِ ذکر ہے۔ کہ جب نپولین کو قید کر کے سینٹ ہلینا لے گئے۔ تو اسی ٹیلی اینڈ نے میڈم ولیوسکی کے متعلق جتنے کاغذات مل سکتے تھے۔ تلف کر دیئے۔ بادشاہ نے اس شخص ٹیلی اینڈ پر بے حساب عنایتیں کی تھیں۔ لیکن زوال میں آیا ہُوا مصیبت زدہ انسان اس ٹوٹے ہوئے تارے کی مانند ہوتا ہے۔ جس کو سب لوگ منحوس خیال کرتے ہیں۔ اس لئے دمِ آخر

www.taemeernews.com

میں ٹیلی اینڈ نے بھی اس سے بیوفائی کی تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ سینٹ ہلینا کے عرصہ حراست میں ایک مرتبہ کوئی خاتون بھاری نقاب اوڑھے سر سے پاؤں تک کپڑوں میں ملفوف نپولین سے ملنے گئی تھی۔ طرح طرح کی قیاس آرائیاں اس عورت کی ذات کے متعلق کی گئی ہیں۔ جن میں سے ایک خیال یہ بھی ہے۔ کہ وہ میڈم ولیوسکی ہی تھی۔ جو خفیہ طور پر اپنے چاہنے والے سے ملاقات کرنے گئی۔ مگر جیسا لکھا جا چکا ہے۔ تاریخ اس بارہ میں خاموش ہے۔ اور صحیح رائے اس کے متعلق قائم نہیں کی سکتی۔

حافظ محمد عالم صاحب پرنٹر و پبلشر نے
عالمگیر الیکٹرک پریس تحصیل بازار لاہور میں چھپوا کر عالمگیر بکڈپو سیدمٹھا بازار لاہور سے شایع کیا